

عَلَيْهِمْ صَلَواتُكَ يَا شَدِيدُ

# العذاب الشديد

## لصاحب مقام مع الحيد

مؤلفه (جناب مولانا محمد محبوب صاحب اشرفی مبارکپوری)

مکتبہ فریدیہ ساہیوالہ

عَلَيْكُمْ غَضَبُ اللَّهِ وَلَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ

المصباح الجدید نے بفضلہ تعالیٰ نہایت خوبی سے دیوبندی مذہب  
بے نقاب کیا اس پر وہ ڈالنے کیلئے دیوبندیوں نے کذب و افترا  
بہتان و تبرا کی پوٹ مقامع الجدید شائع کی اسکا رد و بیغ و البطلان  
شدید کتاب تطاب سہلی بہ

# العذاب الشدید لصاحب مقامع الجدید

رومقامع الجدید

حامی سنت جناب مولانا مولوی محمد محبوب صاحب اشرفی مبارک پوری  
شاگرد و مرید حضرت مولانا حافظ عبد العزیز صاحب مراد آبادی صدر المحدثین  
دارالعلوم اہلسنت اشرفیہ مصباح العلوم مبارک پور ضلع اعظم گڑھ

مکتبہ فریدیہ - جناح روڈ سہیلوال  
ہانی سٹریٹ



فہرست

صفحہ	نمبر شمار
۷	۱
۲۸	۲
۲۹	۳
۴۸	۴
۴۸	۵
۵۲	۶
۵۷	۷
۵۹	۸
۶۹	۹
۷۱	۱۰
۷۶	۱۱
۸۲	۱۲
۸۸	۱۳
۹۱	۱۴
۹۹	۱۵
۱۰۱	۱۶
۱۰۳	۱۷

نام کتاب	الغذاب الشدید، لصاحب مقاصع الحدید
شماره	۱۸۷۲
صفحات	۲۶۷، صفحات
تعداد	ایک ہزار ایک سو
مصنف	جناب مولانا مولوی محمد محبوب صاحب
ناشر	مکتبہ فریدیہ ساجیوال
طابع	
مطبع	جنرل پرنٹرز، لاہور
تاریخ اشاعت	
قیمت	۱۳ روپے ۵۰ پیسے



۱۸	دیوبندیوں کے نزدیک ہولی دیوالی کا کھانا جائز ہے
۱۹	دیوبندی حضرات کے نزدیک صحابہ کو کافر کہنے والا اہلسنت کا مانع ہے
۲۰	دیوبندی حضرات کے نزدیک عہد کی توہین کرنا کافر ہے
۲۱	دیوبندی حضرات کے نزدیک مولود شریف کسی صورت میں جائز نہیں
۲۲	مسکلم غیب میں فریقین کا موقف
۲۳	دیوبندیوں کے نزدیک گھروں میں پرنسز والا گواہی اعلان ہے
۲۴	۱۔ دینی کونستے کی حرمت پر قرآن و حدیث سے دلائل
۲۵	دیوبندیوں کے نزدیک تقویۃ الایمان کا رکھنا اور پرعنا میں اسلام
۲۶	گھڑی صاحب کے نزدیک ابی کا مطلب نیند اور متبع سنت
۲۷	دیوبندیوں اور نجدیوں کے عقائد میں پوری مطابقت ہے
۲۸	دیوبندیوں کے نزدیک حضور کی جانب متوجہ ہونا کتابت ہے
۲۹	دیوبندیوں کے نزدیک حضور کا علم غیبی چون پانگوں اور بالادیں جیسا ہے
۳۰	دیوبندیوں کے نزدیک امتی اعمال میں نبی سے بڑھ جاتے ہیں
۳۱	دیوبندیوں کے نزدیک شیطان کا علم حضور سے زیادہ ہے
۳۲	باب دوم (دیوبندی مذہب کا آئینہ)
۳۳	دیوبندیوں کے نزدیک اللہ کی شان
۳۴	دیوبندیوں کے نزدیک رسول کی شان
۳۵	دیوبندی و حرم میں رسول کی شان
۳۶	دیوبندیوں کے نزدیک قرآن مجید کی شان
۳۷	دیوبندی شیطنت
۳۸	کفر کلامی اور کفر فنی کا فرق
۳۹	سروی اسماعیل دیوبندی کی تنکیر سے سکوت کی وجوہات

۲۳۶	دیوبندی مذہب کی جہالت
۲۳۷	مولوی اسماعیل دیوبندی کی تنکیر سے سکوت کی دوسری وجہ
۲۳۸	دیوبندیوں کا ایک دھوکہ
۲۳۹	دیوبندیوں کی ایک دھاندلی
۲۴۰	دیوبندی مذہب کی پانگوں فریب کاری
۲۴۱	دیوبندی مذہب کی جہالت
۲۴۲	دیوبندی مذہب کا اپنا عقیدہ بتاتے ہیں
۲۴۳	دیوبندی مذہب کے اختیارات دیوبندیوں کی نظر میں
۲۴۴	دیوبندیوں کی کیا کہنے چاہیے گے
۲۴۵	دیوبندیوں کے چہرہ دھوکہ دنیا آخرت کی نجات بتاتے ہیں
۲۴۶	دیوبندیوں کی عداوت
۲۴۷	دیوبندیوں کے تعلقات اور کردار کی ایک







عند کے عہد مبارک میں منافقین کا یہ فتنہ خارجیوں کی صورت میں رونما ہوا اس سے بھی اسلام کو سخت نقصان پہنچا۔ ذوالفقار حیدری نے ہزاروں خارجیوں کو فی السار کر کے اسلام کی حمایت و حفاظت فرمائی۔

خلفاء راشدین کے بعد اہل باطل کا یہ گروہ مختلف فرقوں میں تقسیم ہو گیا یہاں تک کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمان کے مطابق ان گمراہوں کے بہت سے فرقے ہو گئے ان میں جو ضروریات دین کے منکر ہوئے یا جنہوں نے شان رسالت میں گستاخیاں کیں وہ قطعاً کافر و مرتد ہیں ورنہ بدوین بدعتی گمراہ ہیں۔ جماعت اہل حق جو صحیح طور سے تعلیم محمدی پر قائم ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ تاقیامت رہے گی وہ جماعت ہے جو صحابہ و تابعین و تبع تابعین و ائمہ مجتہدین کی پیروی ہے۔ وہی سواد اعظم اہل سنت و جماعت ہے۔ اس جماعت حق سے یہ گمراہ فرقے الجھتے ہی رہے مگر بفضلہ تعالیٰ اہل سنت و جماعت کے مقابلہ میں ہمیشہ ذلت و شکست کھاتے رہے انہیں گمراہ فرقوں میں سے ایک فرقہ وہابی ہے اس کا موجد ابن عبد الوہاب نجدی ہے۔ اسی لیے اس فرقہ کو وہابی کہتے ہیں۔ یہ وہ فتنہ ہے جس کی خبر اس سے بارہ سو برس پہلے حضرت صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے۔ بخاری شریف کی حدیث ہے کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مین اور شام کے لیے برکت کی دعا فرمائی۔ نجد کے لوگ بھی حاضر تھے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے نجد کے لیے بھی دعا فرمائیں حضور نے پھر مین اور شام کیلئے دعا فرمائی۔ پھر انہوں نے دعا کی درخواست کی حضور نے پھر مین اور شام کیلئے

دعا فرمائی اور نجد کے لیے بلکہ تیسری مرتبہ کی درخواست پر فرمایا۔

عاصم الزلازل و الفتن و بھایطلع یعنی نجد سے زلزلے اور فتنے پیدا ہوں اور اللہ تعالیٰ بخاری شریف مصری جلد ۱ گے اور وہاں سے شیطان کا سینک بکسے گا۔

میں نے کہوں کے مین مطابق وہ شیطان کا سینک ابن عبد الوہاب نجدی نکالیں۔ ان کے خلاف نئے عقیدے گڑھ کر ایک کتاب لکھی جس کا نام کتاب مہمہ رکھا اس میں ساری دنیا کے مسلمانوں کو کافر و مشرک ٹھہرایا۔ ۱۸۲۱ء میں روم کی سلطنت میں ضعف پیدا ہو گیا اور اس کے دماغ کی قوت کم ہو گئی اس موقع کو غنیمت جانا اور اپنی جمعیت قائم کر کے روم و شام پر حملاتی کر دی اور اپنے عقیدہ کے مطابق اہل سنت و جماعت کے قتل کا کام لیا۔ اہل سنت کو قتل کیا مسلمانان اہل سنت کے بوڑھوں کو قتل کیا۔ ایک کو بے گناہ قتل کیا وہ وہ مظالم کے کہ شیطان بھی انگشت نہ اٹھا رہ گیا بارہ سال تک حجاز و عراق وغیرہ پر ان مسلم کشوں اور دزدہ کشتوں کا قبضہ رہا۔ فضلہ تعالیٰ ۱۲۳۳ھ میں مسلمانوں کے لشکر نے ان دہائیوں کو اپنی آدریہ فتنہ دفع ہوا۔ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب روائع المختار میں جلد میں اس کو مفصل بیان فرمایا ہے جس کی عبارت نمبر ۲۳ میں درج ہے۔

استان میں وہابی فتنہ کے بانی مولوی اسماعیل دہلوی ہیں۔ اس کی ابتدا یوں ہوئی کہ اس کتاب التوحید کا ایک نسخہ مولوی اسماعیل صاحب کے ہاتھ لگ گیا انہوں



نے کچھ اس سے انتخاب کر کے اور کچھ باتیں اپنی طرف سے ملا کر اردو میں ایک رسالہ لکھا جس کا نام تقویت الایمان رکھا اس میں بھی وہابی عقیدہ کے مطابق ساری دنیا کے مسلمانوں کو کافر مشرک ٹھہرایا ہے لہذا ہندوستان میں وہابی وہ ہے جو تقویت الایمان کو مانتا ہے۔ ہندوستان کی ضعف سلطنت کے دور میں وہابی بھدی کی طرح مولوی اسماعیل صاحب کے دماغ میں بھی ملک گیری کا سودا پیدا ہوا اس لیے اپنی جمعیت قائم کی اور سکھوں سے لڑائی کی تیاری ظاہر کی مگر بد قسمتی سے اپنی قوت بڑھانے کے لیے سرحد پہنچے اور سرحدی مسلمان کی پٹھانوں پر رنگ جمانا شروع کیا انہوں نے مولویانہ صورت دیکھ کر مجاہدین مجھ کو بہت تواضع و آؤ بھگت کی اس سے مولوی اسماعیل صاحب مجھے کہ رنگ چڑھ گیا لہذا اشتد ک فروشی شروع کر دی اور بھی بہت سی ایسی مجرمانہ حرکتیں کیں جو ناقابل برداشت تھیں بالآخر سرحدی پٹھانوں نے ان کو ٹھکانے لگا دیا اور مولوی اسماعیل صاحب وہابیوں، دیوبندیوں کے شہید علاقہ پنجتار میں سرحدی پٹھانوں کے ہاتھ سے مارے گئے۔ کتاب سیف البہار میں اس کی تفصیل مذکور ہے۔ اسی کو علامت فاضل بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں۔

وہ جسے وہابیوں نے دیا ہے لقب شہید و ذبح کا

وہ شہید پہلی بھد تھا، وہ ذبح تیغ حیار ہے

یہ ہے دین کی تقویت اسکے گھر یہ ہے مستقیم مراطشر

جوشہتی کے دل میں ہے گاؤں تو زبان چوڑا چار ہے

مولوی اسماعیل صاحب دہلوی کے قتل کے بعد یہ فتنہ کچھ دبا رہا مگر ان کے معتقدین جو تقویت الایمان پر ایمان لائے تھے۔ آہستہ آہستہ کام کرتے رہے اور رفتہ رفتہ ہندوستان میں یہ وہابی فتنہ دو فرقوں میں تقسیم ہو گیا۔ ایک فرقہ غیر متقلد و دوسرا فرقہ دیوبندی۔ صدر ۱۸۵۷ء کے ضعف سلطنت میں علامہ دیوبند

مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی و مولوی قاسم صاحب نانوتوی وغیرہ کے دماغوں میں بھی ملک گیری کا سودا ہوا تھا۔ انہوں نے بھی کچھ مجرمانہ حرکتیں کی تھیں جس کے جرم میں مدتوں جیل میں رہے اور بڑی وقتوں سے سزائے موت سے بچے اس کی تفصیل خود تذکرۃ الرشید میں مذکور ہے۔ جب انہوں نے دیکھا کہ سلطنت کا خواب تو خواب خروگوش ہوا اب کسی طرح مسلمانوں کو پھانسا جائیے۔ لہذا دیوبند میں مدرسہ قائم کیا جس سے اقتدار قائم ہوا اور حبیب بھی گرم رہے اسی مقصد سے مدرسہ دیوبند میں کام شروع کر دیا اور مسلمانوں پر سکھ جانے کے لیے ایسا تفتیہ کیا کہ شروع میں اپنے عقیدوں کی ہوا بھی نہ لگے دی۔ سینوں کے موافق ہی فتویٰ دیتے کبھی موقع پاتے تو گول مول لڑا دیتے۔ اسی تفتیہ بازی کا نتیجہ ہے کہ بانیان دیوبند کے ایک فتوے میں دس دس تعارض موجود ہیں اس کی تفصیل ص ۱۱ میں مذکور ہے۔ بیسیوں برس یہی تفتیہ کیا جب دیکھا کہ اثر ہو گیا اور ایک جھٹاپنا بن گیا دیوبند کی شاخیں بھی قائم ہو گئیں تو رفتہ رفتہ وہابی عقیدوں کی اشاعت شروع کر دی اور تحریروں میں بھی اپنے عقیدوں کا اظہار کرنے لگے۔ چنانچہ مدرسہ دیوبند کے قیام کے پچیس برس بعد مولوی غلیل احمد صاحب و مولوی رشید احمد صاحب نے ایک کتاب لکھی جس کا نام براہین قاطعہ رکھا اس کتاب میں خداوند قدوس کے جھوٹ بولنے کو ممکن جاننا پرانا عقیدہ بتایا اور صاف لکھ دیا کہ امکان کذب کا مسئلہ تو اب جدید کسی نے نہیں نکالا قدام میں اختلاف ہوا ہے کہ آیا خلف و عید جائز ہے یا نہیں۔ براہین قاطعہ ص ۲۰ اسی کتاب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھائی کہنا قرآن و حدیث کے موافق بتایا ہے عبارت یہ ہے اگر کسی نے بوجہ بنی آدم ہونے کے آپ کو بھائی کہا تو کیا خلافت نص کے کہہ دیا وہ تو غرض (قرآن و حدیث) کے موافق ہی کہتا ہے اور مفسر عالم نے بھی فرمایا ذودت آئی

وَأَيُّتُ اخْوَانِي الْحَدِيثُ بِرَأْسِهِ قَاطِعٌ ص ۳



اسی کتاب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو شیطان لعین کے علم سے گھٹایا۔  
حضور کے لیے وسعت علمی شرک بتائی اور اسی کو بخوشی شیطان لعین کے لیے  
قرآن وحدیث سے ثابت مانا اور کہا شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نفس  
(قرآن وحدیث) سے ثابت ہوئی۔ فخر عالم کی وسعت علم کی کون سی نفس قطعی ہے  
جس سے تمام نفوس کو زد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔ براہین قاطعہ ص ۵۸  
اس کی پوری تفصیل ۲۳۵ درج۔ علی ہذا الفیاس علماء دیوبند نے اپنی  
بدعتیہ کی کاتخیروں تقریروں میں صاف اعلان کر دیا اس کا لازمی نتیجہ یہی تھا  
جو ہوا کہ ہندوستان کے گوشہ گوشہ سے علماء دیوبند پر نفرت ولعنت کی آواز  
بلند ہونے لگی۔ علماء دیوبند کے اس جرم خود کردہ راعلاج نیست کہ دیوبندی  
رہبر اپنے مقدمہ میں یوں بیان کرتے ہیں کہ پیشہ ور پیروں اور جلی مولویوں ان  
نفس پرست اور شکم پرور ملت فردشوں نے صرف چند سفید سگوں کے لالچ  
میں ہندوستان جہرمیں ان خدام اسلام یعنی بانیان دعائیاں دارالعلوم  
دیوبند کے خلاف یہ پروپیگنڈہ شروع کیا یہ لوگ معاذ اللہ بد مذہب اور فاسد  
العقیدہ ہیں خدا کو جھوٹا کہتے ہیں اور رسول کی توہین کرتے ہیں ان کا مرتبہ صرف  
برٹے بھائی کی برابر بنتا ہے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ مقامی محسوس ص ۵۹  
ناظرین غرضائیں بانیان دیوبند کی ایک ہی کتاب کی نمونہ صرف تین عبارتیں  
پیش کی ہیں جن سے آفتاب کی طرح روشن ہے کہ علماء دیوبند خدا کا جھوٹ بونا ممکن  
جانتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا بھائی کہنا قرآن وحدیث کے موافق  
ماتے ہیں۔ اس سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین اور کیا ہوگی۔ کہ  
شیطان لعین سے آپ کا علم گھٹا دیا اس میں یقیناً حضور کی توہین ہے۔ یہ تینوں  
بائیں براہین قاطعہ کی مذکورہ بالا عبارتوں سے صاف ظاہر ہیں۔  
اب یہ عقیدے دیوبندیوں کے نزدیک کوئی شرعی جرم ہیں تو اسکے

جرم ہی بانیان دیوبند ہیں انہیں کے یہ عقیدے ہیں اس کی جو سزا ہو اسکے  
مردی سکتی ہیں اور اگر یہ عقیدے دیوبندیوں کے نزدیک کوئی جرم نہیں بلکہ ان  
کی اشاعت کرنا جرم ہے یعنی مسلمانوں پر ظاہر کرنا کہ علماء دیوبند خدا کا  
جھوٹ بونا ممکن جانتے ہیں رسول کی توہین کرتے ہیں رسول کو بھائی کہتے ہیں  
تو اس کے جرم ہی بانیان دیوبند ہی ہیں۔ انہوں نے خود ہی یہ عقیدے اپنی  
کتاب میں لکھ کر چھپوائے، شائع کئے اس سے بڑھ کر اور اشاعت کیا ہو سکتی  
ہے لہذا اس جرم کی سزا بھی انہیں کو دینا چاہیے اور انہیں کو پیشہ ور جلی  
مولوی نفس پرست شکم پرور ملت فردش بندہ زر کہنا چاہیے اس میں علماء اہلسنت  
کا کیا قصور ہے انہوں نے دیوبندی مولویوں سے کب کہا تھا کہ ایسے عقیدے رکھو  
لکھو، چھپو اور شائع کرو۔ علماء اہلسنت تو ایسے عقیدے اور ایسے عقیدے والوں  
ولعنت کرتے ہیں پھر ان کو گالیاں دینا اور ان کا پروپیگنڈہ بتانا یہ دیوبندی رہبر  
کی حیث سوز ایمان داری و افترا پر وازی نہیں ہے۔ اللہ و رسول کی شان  
میں یہ بدگویی وہ سنگین جرم ہے کہ اسلامی دنیا میں ایسے مجرموں کی حیثیت  
ذلیل ترین جانور سے بدتر ہونی چاہیے تھی اور انصاف پسند مسلمانوں نے ان  
مجرموں کو ایسا ہی جانا مگر چونکہ ان کا ایک جھٹکا تیار ہو چکا تھا دیوبند کی شائیں  
قائم ہو گئی تھیں اس لیے بہت سے حمایتی پیدا ہو گئے۔

ان حامیاں باطل کے سایہ حمایت میں علماء دیوبند اپنے کفر و ارتداد میں برابر  
ترقی کرتے رہے چنانچہ براہین قاطعہ کے بعد مولوی اشرف علی صاحب نے  
حفظ الایمان لکھی جس میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم عیب کو پانچوں  
جانوروں کے مثل لکھا ہے اس میں حضور کی سخت ترین توہین ہے اس کی پوری  
تفصیل نمبر ۲۸ میں درج ہے۔ دیوبندیوں کی یہ کتابیں جب فدایان مصطفیٰ  
صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر سے گزریں تو ان کی حیرت کی انتہا نہ رہی۔ براہین قاطعہ



وہ ہندو انصاف و دیانت کے دشمنو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ پر افترا دیتا رہا کہ اگر تو انہیں دشمنان اسلام نے لگائی ہے جنہوں نے اللہ کی شان میں ایسی ناپاک گندگی اچھائی ہے اس گندگی نے مسلمانوں میں لڑائی و نفاق پیدا کر دیا کہ گھر گھر فساد مچ گئی جھگڑا کھڑا کر دیا فساد کے بانی بن گئے وہ مسلمانوں میں ان سے بڑھ کر ان کے حمایتی و طرفدار ہیں جو اللہ و رسول کے عقائد میں ان کے بدگوئیوں کی حمایت کرتے ہیں۔ اسی حمایت سے ان میں فساد ہے۔ اس نفاق و شقاق کی نسبت اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ سب ہی میرا افترا نمبر دو ہے۔

۱۔ حضرت کہ عقیقت حال بتانا اور فتاویٰ حسام الحرمین پر قطع برید کا بیان کرنا جو یہ صاحب جہان اعظم مہر تین ہے۔ مگر یاد رکھو ایسے بتانوں سے جو حقیقت پر مبنی نہ ہوں۔ فتاویٰ حسام الحرمین اور المہند دونوں کے خلاف یہ فتویٰ کہیں سے اس کے باوجود صحیح و سہل معیار یہ ہے کہ اگر یہ فتاویٰ کے خلاف فتویٰ اور عبارتوں کو دیوبندیوں کی کتابوں سے ملے تو یہ فتویٰ کی عبارتیں اور عقیدے لے لی جائیں وہی صحیح ہے۔ ہم دعویٰ کرتے ہیں کہ یہ حسام الحرمین کی منقول عبارتیں قطع برید سے یقیناً پاک ہیں۔ وہ ہندو اپنے دیوبندیوں کی کتابوں میں موجود ہیں اور اعلان کرتے ہیں کہ یہ ہندو کی عبارتیں اور عقیدے قطعاً بدے ہوئے ہیں اگر دیوبندی سچے ہیں تو المہند کی عبارتوں اور عقیدوں کو دیوبندیوں کی کتابوں سے ملا دیں۔ پھر اگر المہند کے عقیدوں اور بدلی ہوئی عبارتوں پر کفر کا حکم نہ ہو تو وہ مرتدین ہیں۔ ان کی کتابوں کی عبارتوں پر حسام الحرمین میں کفر و ارتداد کا حکم ہے۔ مسلمان کہتے ہیں کہ یہ کتاب روا المہند مصنفہ حضرت شیر بشیرہ سنت مولانا



محمد شمس علی خان صاحب لکھنوی مدرسہ میں دیوبندیوں کی اس تمام دجالی کار پر وہ چاک کر دیا گیا ہے۔

جب عوام مسلمین جو علماء دیوبند کے بحسن عقائد سے ناواقف تھے ظاہری مولویت کے جال میں پھنس گئے اور انہوں نے دیکھا کہ ہمارے طرفدار کثرت سے پیدا ہو گئے تو انہوں نے بے خوف ہو کر دجالی عقیدوں کی اشاعت اور شرک و بدعت کی تعلیم شروع کر دی۔ دیوبندیوں کے تمام مدرسوں میں بلکہ خود دیوبند میں علوم و فنون کی تعلیم برائے نام ہے وہی شرک و بدعت کی تعلیم ہے یہی وجہ ہے کہ فضلاء دیوبند کو اگرچہ وضو نماز کے مسائل یاد نہ ہوں مگر شرک و بدعت میں وہ محویت ہوتی ہے کہ مسلمانوں کے جس فعل پر نظر پڑتی ہے شرک و بدعت کا حکم لگا لگا کر مسلمانوں میں اختلاف پیدا کر کے فرقہ بندی کر دیتے ہیں۔ یہ امر ناقابل انکار ہے کہ دیوبندیوں کی اس شرک و فریفتگی سے قبل مسلمانان ہند متفق و متحد رہ کر مذہب اہل سنت پر قائم تھے۔ مگر جس شرک و قصہ میں یہ فضلاء مدرسہ دیوبند یا اس کی کسی شاخ سے بدعت کی دستار پیٹ پیٹ کر آتے گئے مسلمانوں کو مشترک و بدعتی بنا بنا کر افراق پیدا کرتے گئے یہاں تک کہ مسلمانوں کا شیرازہ منتشر کر دیا۔ حنا نہ جیگوں کی آگ بھڑکا دی۔ یوں تو وحشرات الارض کی طرح جگہ جگہ پھیلے ہوئے ہیں۔ مگر خصوصیت کے ساتھ ضلع اعظم گڑھ میں تو وہ رنگ جمایا کہ قاضی صاحب کو گاؤں گاؤں گلی گلی گھما کر سارے ضلع میں شرک و بدعت کی دھوم مچا دی۔ مسلمانوں میں نفاق و شقاق کی بنیاد ڈال دی۔ اس ضلع میں قصبہ مبارک پور کی مسلم آبادی بہت زیادہ ہے اور بفضلہ تعالیٰ یہاں کے مسلمان دیوبندی دور سے پہلے نہایت اتفاق و اتحاد کے ساتھ بغافیت زندگی بسر کرتے تھے خوب مضبوطی کے ساتھ مذہب اہل سنت

قائم تھے۔ مسلمانان اہل سنت کا متفقہ ایک مدرسہ تھا ایک ہی جمعہ تھا یہاں اختلاف و افراق کی بنیاد اور دیوبندیت کی ابتداء قائم ہونے کا سبب یہ ہوا کہ بد قسمتی سے پورہ معروف کے مولوی محمود دیوبندی تفسیر کر کے مدرسہ اہل سنت مصباح العلوم کے مدرسہ اول ہو گئے اور مدرسہ دوم اس وقت جناب مولانا محمد صدیق صاحب مرحوم اور مدرسہ سوم جناب مولوی نور محمد صاحب تھے۔

مدرسہ میں مولوی محمود نے اپنے عقائد کا قطعاً اظہار نہ کیا۔ میلاد شریف کی مجلسوں میں برابر شریک ہوتے رہے۔ مگر رفتہ رفتہ بعض طلبہ و اراکین مدرسہ پر ایسا رنگ جما دیا۔ مقامی طلبہ میں سے مولوی نعمت اللہ و مولوی شکر اللہ شہ اراکین مدرسہ میں سے طیب گربست وغیرہ ان کا شکار ہو گئے اور مدرسہ میں اختلاف پیدا ہونے لگا چنانچہ مولوی نعمت اللہ اور مولوی شکر اللہ نے مسئلہ امکان کذب میں طلبہ سے چھیڑ چھاڑ کی اور یہ اپنا عقیدہ ظاہر کر دیا اسی بنا پر ایک طالب علم مسمیٰ محمود شاہ نے مولوی نعمت اللہ و مولوی شکر اللہ کو فاسق و بدین لکھا۔ وہ تحریر اراکین مدرسہ کو شکایتاً پہنچائی گئی انہوں نے مدرسہ میں آ کر اس قضیہ کا تصفیہ جناب مولوی نور محمد صاحب مدرسہ ہذا کے سپرد کیا۔ مولوی نور محمد صاحب نے محمود شاہ سے فاسق و بدین لکھنے کا سبب دریافت کیا انہوں نے جواب دیا کہ مولوی نعمت اللہ و مولوی شکر اللہ نے اپنا عقیدہ امکان کذب ظاہر کیا ہے اس لیے میں نے ان کو فاسق و بدین لکھا ہے اس پر مولوی نور محمد صاحب نے مولوی نعمت اللہ و مولوی شکر اللہ سے مخاطب ہو کر دریافت کیا کہ یہ تمہارا عقیدہ ہے کیا تم خدا کا جھوٹ بولنا ممکن جانتے ہو۔ انہوں نے کچھ سکوت کیا طیب گربست نے جو اس وقت مدرسہ کے مہتمم تھے اور دیوبندی رنگ چڑھ چکا تھا



مولوی نور محمد صاحب کو اس سوال سے روکا اور ان دونوں کو جواب سے۔  
 کیونکہ اس عقیدے کا اظہار قبل از وقت سمجھا اور انکار کیے کرتے یہ تو دیوبندیوں  
 کا ایمان ہے اور طیب گربست نے فوراً مولوی محمود شاہ کو مدرسہ سے خارج  
 کر دیا۔ اور مولوی نور محمد صاحب و جناب مولانا محمد صدیق صاحب کی فکریں  
 رہے۔ مگر دیگر اراکین مدرسہ سنی تھے۔ قصبہ کے تمام مسلمان سنی تھے  
 اس لیے وال نہ لگی بالآخر مولوی نعمت اللہ و مولوی شکر اللہ و  
 طیب گربست و غیرہ نے جو دیوبندیت کے شکار ہو گئے تھے۔ مولوی  
 محمود صاحب دیوبندی کو لے کر احیاء العلوم کے نام سے علیحدہ  
 مدرسہ قائم کیا۔ اہل سنت کا وہی قدیمی مدرسہ مصباح العلوم جاری رہا مگر ابھی  
 جمعہ ایک ہی جگہ ہوتا رہا۔ یہاں تک کہ مولوی شکر اللہ صاحب دیوبند سے  
 برکت کی دستار سے کر تشریف لائے۔ پھر کیا پوچھنا تھا اس ذات گرامی  
 کی برکت سے قصبہ میں وہ نا اتفاقی کی آگ بجھ کر گئی کہ جمعہ کے ٹکڑے جماعت  
 کے بھی ٹکڑے کر دیئے اور آپ نے اپنے معنی پھر ہم نواؤں کو لے کر  
 جامع مسجد چھوڑ کر جمعہ بھی علیحدہ قائم کر لیا۔ خوش قسمتی سے آپ کا مزاج  
 شورش پسند واقع ہوا ہے مسلمانوں کو ابعاد ابعاد کر شورش پیدا کر دینا  
 یہ آپ کا روزمرہ ہے۔ اس جوش میں جب آپ کا دریا سے سخاوت  
 موجزن ہوتا ہے تو ایک ایک چوکے لہریہ رکھنے کا چوترا لکھو نے پر  
 سو شہیدوں کا ثواب تقسیم فرماتے ہیں اور شجاعت کا یہ عالم کہ بوقت تفتیش  
 پولیس کی ایک ڈانٹ پر فوراً انکار کر دیتے ہیں غرضیکہ ان فضلاء دیوبند کی  
 برکتوں نے قصبہ کے مسلمانوں کا شیرازہ منتشر کر کے اپنا ایک جتنا بنالیا۔  
 مدرسہ بھی علیحدہ کر لیا۔ جمعہ بھی الگ اور آئے دن فتنہ و فساد اس واقعہ کو  
 دیوبندی رہبر نے بدل کر یوں الٹی لگنا بھائی ہے کہ اختیار کے ان

یہی ہیں اور اتحاد اسلامی کے دشمنوں نے یہاں کی مسلم آبادی پر دانت تیز کر  
 دیئے اور کچھ چھ ضلع فیض آباد سے بعض پیشہ ور پیر اور مصنوعی محدث آ  
 و گئے۔ اور مسلمانوں میں اختلاف افراق پھیلانے کی غرض سے آپ نے  
 بریلی کی کفر ساز فیکٹری کے کفری گولے برسانا شروع کر دیئے۔

(مقام الحدید ص ۱)

اہل السنہ کو گالیاں دینا تو دیوبندیوں کے ایمانی افراد میں مگر باشندگان  
 مبارک پور پر آفتاب سے زیادہ روشن ہے۔ کہ مسلمانوں میں یہ اختلاف و  
 افراق انہیں فضلاء دیوبند مولوی محمود مولوی نعمت اللہ مولوی شکر اللہ  
 نے پھیلا دیا ہے۔ لہذا وہی اختیار کے ایجنٹ اور اتحاد اسلامی کے دشمن  
 و غیرہ وغیرہ ہوئے۔ علماء اہل سنت کی طرف اس اختلاف کی نسبت کرنا  
 دیوبندی رہبر کا سفید جھوٹ بھر چار ہوا۔ مسلمانان اہل سنت کی دینی  
 درسگاہ مدرسہ اشرفیہ مصباح العلوم پر ان فضلاء دیوبند نے  
 بڑے بڑے دانت تیز کیے سخت سخت حملے کر کے اس کو ہضم کرنا چاہا  
 اور یہ پرانا مدرسہ بہت کمزور حالت میں ہو گیا۔ مگر مذہب اہل سنت کی  
 حقانیت اور اشرفی نسبت و اراکین کا اخلاص تھا کہ مدرسہ معمولی حالت  
 میں رہتے ہوئے بھی دینی خدمات انجام دیتا رہا۔ بفضلہ تعالیٰ جب  
 اس کی غیر معمولی ترقی کا وقت آیا تو اراکین مدرسہ نے حضرت صدر الشریعہ  
 مولانا الشاہ ابوالعلا محمد امجد علی صاحب قبلہ مدظلہ کی خدمت میں  
 ترقی مدرسہ کی درخواست کی۔ حضرت قبلہ نے ان کی درخواست پر  
 مدرسہ کی جانب توجہ فرمائی اور اپنے شاگرد رشید حضرت مولانا عبد العزیز  
 صاحب مراد آبادی کو مدرسہ کی خدمت کے لیے بھیجا۔ حضرت مولانا  
 اخیر شوال ۱۳۵۲ھ کو تشریف لائے۔ مدرسہ اس وقت معمولی حالت میں



معا حفظ القرآن فارسی اور ابستدائی عربی کی تعلیم تھی اس وقت کچھ طلبہ آپ کے ساتھ آئے تھے۔ اور بفضلہ تعالیٰ بڑے درجوں کے طلبہ آنے لگے کام شروع کر دیا گیا۔ قصبہ میں دیوبندیت کی کالی گھٹا چھائی ہوئی تھی فضا دیوبند اندھوں میں کانے راجہ بنے ہوئے تھے۔ مدرسہ شریفہ مصباح العلوم کے انوار صداقت نے جب اپنا جلوہ دکھایا تو بدینی کی سیاہی خود بخود دور ہونے لگی۔ مسلمانان مبارک پور مدرسہ کی طرف متوجہ ہونے لگے۔ چار ماہ کی خدمت کا اثر یہ ہوا کہ بعض دامن افتادہ بھی اوھر آنے لگے چنانچہ جناب حاجی محمد عمر صاحب جو قصبہ کے معزز شخص ہیں اور اس وقت مدرسہ مصباح العلوم کے نائب ناظم ہیں۔ ان پر دیوبندیوں نے بہت زمانے سے رنگ جما رکھا تھا وہ بھی اوھر متوجہ ہوئے اور استاد محترم حضرت مولانا عبد العزیز صاحب قبلہ کو اپنے مکان پر جلسہ و تقریر کی دعوت دی۔ حاجی صاحب موصوف کے مکان پر حضرت قبلہ کی تقریر کا ہونا دیوبندیوں میں کہرام مچنا تھا۔ یہ خیال کیا کہ اگر اسی طرح ایک ایک دودھ نکلے رہے تو جال کا جال خالی ہو جائے گا۔ اس تصور سے بے چین ہو کر بڑے جوش میں دیوبندیوں نے اپنا جلسہ کیا اور اپنے پخیل کے مطابق حضرت مولانا کی تقریر پر اعتراضات کیے بفضلہ تعالیٰ سنی بیدار ہو چکے تھے۔ دیوبندیوں کی اس حرکت نے ان کو اور بھی جگا دیا۔ سنیوں نے دیوبندیوں کے جواب میں جلسہ کیا۔ حضرت استاد محترم نے دیوبندیوں کے اعتراضات کے جواب دیتے ہوئے سخت ترین مواخذات کیے۔ جس کے جواب میں لامحالہ پھر دیوبندیوں کو جلسہ کرنا پڑا۔ پھر دوسرے روز اس کے جواب میں اہل سنت کا جلسہ ہوا اور یہی طریقہ قائم ہو گیا کہ ایک روز دیوبندیوں کا جلسہ اور دوسرے

اہل سنت کا۔ غرضیکہ جابین سے جلسہ کا ایسا سلسلہ قائم ہوا کہ تقریباً چار ماہ مسلسل جاری رہا۔ مولوی شکر اللہ صاحب کو چونکہ اپنی طاقتوں پر ناز تھا کیونکہ باوجود مقامی اور بااثر ہونے کے درجن بھر مولوی انکے مددگار تھے۔ یہ بھی جانتے تھے کہ مولانا عبد العزیز صاحب مسافر ہیں۔ علمی میدان میں اکیلے ہیں۔ اس لیے انہوں نے بڑے جذبہ میں آکر دوران تقریر کیا کہ تختہ الٹ دوں گا اس میں شبہ نہیں کہ علمی میدان میں حضرت مولانا عبد العزیز صاحب قبلہ کے ساتھ صرف چند طالب علم تھے مگر اللہ رسول کے فضل سے کسی موقع پر اپنی تنہائی اور مقابل کی طاقتوں کا خطرہ بھی نہ لائے۔ حضرت نے ہر چند کوشش کی کہ دیوبندی بے حجاب سامنے آکر گفتگو کریں مگر دیوبندی اس کی جرأت نہ کر سکے تاہم اختلافی مسائل پر اس تفصیل سے بحث ہوئی اور ہر مسئلہ کو دلائل قاہرہ سے ثابت کر کے ایسا واضح کر دیا کہ مذہب اہل سنت و جماعت کا حق ہونا دیوبندی مذہب کا باطل ہونا آفتاب کی طرح واضح و روشن ہو گیا۔ شروع میں دونوں طرف قریب قریب مجمع برابر ہوتا تھا مگر جب مذہب اہل سنت کی حقانیت کی لڑائی شعاؤں نے قلوب مسلمین پر جلوہ گرمی کی تو دیوبندیوں کے جلسہ میں مجمع کی کمی ہوئی اور اہل سنت کے جلسہ میں مجمع کی اتنی کثرت ہونے لگی کہ قصبہ کے خاص خاص وسیع مقامات کے علاوہ جلسہ کرنا ہی دشوار ہو گیا۔ وہ عجیب سماں اور عجیب منظر تھا۔ دیوبندیوں کے دعوے مسلمانوں کو اس قدر ذوق و چسپی پیدا ہو گئی تھی کہ اعلان کے منظر بہتے تھے۔ جلسہ کے وقت کا بڑی بے چینی سے انتظار کرتے تھے۔ بڑے۔ نیچے۔ مرد و عورت نہایت شوق سے شریک ہوتے تھے۔ اہل سنت کے جلسہ میں چار پانچ ہزار کا مجمع ہونے لگا۔ مبارک پور اور اس



کے مضافات میں مذہب اہل سنت کی حقانیت اور دیوبندی مذہب کے  
 بطلان کی صدائیں گونجتی تھیں۔ درود دیوار سے اہل سنت کی فتح مبین اور  
 دیوبندیوں کی شکست فاش کی آوازیں آتی تھیں۔ پولیس بھی دونوں  
 جلسوں میں شریک ہوئی تھی۔ اہل سنت کے جلسہ محلہ پورہ رانی میں سب پکڑ  
 واروہ فہیم احمد صاحب اول سے آخر تک شریک رہے، نہایت غور  
 سے تقریریں سنیں۔ تقریر کے ختم پر حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب کو  
 مخاطب کر کے فرمایا کہ میں دونوں جلسوں میں شریک ہوا اور دونوں کی  
 تقریریں بغور سنیں۔ میں آپ کی فتح اور آپ کے مذہب اہل سنت کی  
 حقانیت کی شہادت دیتا ہوں فالحمد لله على ذلك وہ عجیب دور تھا  
جاء الحق وذهب الباطل کا سلسلہ تھا۔ دیوبندیوں کے مذہب سے  
 مسلمانوں کو وہ نفرت ہوئی کہ اکثر و بیشتر دامن افتادہ منتظر ہو کر بیٹھنے  
 لگے۔ دیوبندیوں نے جب یہ دیکھا تو یقین کر لیا کہ اگر تقریروں کا یہی  
 سلسلہ جاری رہا تو ساری چڑیاں اڑ جائیں گی اس لیے ختم کر دیا اور ان  
 کے اخیر جلسہ میں جس میں صرف سو سو آدمی تھے۔ مولوی شکر اللہ صاحب  
 نے اعلان کیا کہ اب ہمیں جلسہ کی ضرورت نہیں اب ہمارا کام ہو گیا۔ اسکے  
 بعد اہل سنت کا اخیر جلسہ محلہ نواہ میں ہوا۔ یہ جلسہ نہایت ہی شاندار  
 قابل دید تھا۔ تقریباً پانچ ہزار کا مجمع تھا۔ بڑی زبردست کامیابی کے ساتھ  
 جلسہ ختم ہوا۔ مدرسہ اہل سنت مصباح العلوم کی ان خدمات دینی اور  
 مذہب اہل سنت کی حقانیت نے قلوب مسلمین پر پورا قبضہ کر لیا تھا تمام  
 مسلمان مدرسہ کی طرف دل سے متوجہ تھے۔ خیال ہوا کہ مسلمانوں کی اس  
 توجہ سے دینی کام لیا جائے لہذا اراکین مدرسہ کے مشورے سے حضرت  
 مولانا مدظلہ نے جامع مسجد میں بعد نماز جمعہ تقریر کی جس میں مسلمانوں

کو مدرسہ کی ضرورت دکھاتے ہوئے جدید عمارت کی طرف توجہ دلائی۔ اسی  
 وقت سے مدرسہ کی عمارت کا چندہ شروع ہوا اور شام تک ڈھائی ہزار روپے  
 کی میزان ہوئی۔ اس چندہ کا سلسلہ تا دیر جاری رہا اور قصبہ کے کل چندہ  
 کی میزان دس ہزار کے قریب ہوئی فالحمد لله على ذلك اس حقیقت  
 کو دیوبندی رہبر نے یوں مسخ کیا کہ ان ملت فروشوں نے ضروری سمجھا  
 کہ یہاں (مبارک پور) مستقل اڈا قائم کیا جائے نہ معلوم کیا کیا سبب  
 دکھا کر قصبہ کے بعض عیاش مزاجوں کو اپنے فیور میں کیا گیا مدرسہ  
 کے نام پر ہزاروں روپیہ سادہ لوح مریدوں کی جیب سے نکالا گیا۔  
 (مقامی الحدید ص ۸)

بزرگان دین کو گالیاں دیئے بغیر تو دیوبندیوں کی عبارت ہی  
 قبول نہیں ہوتی مگر یہ دیوبندی نے نہ معلوم خوب کہا وہ سبب  
 دیوبندیوں کو کیوں یاد رہتا وہ تقریباً چار ماہ کا مناظرہ جس میں فضلاء  
 دیوبند پروے میں رہے۔ ایسا فراموش کر دیا کہ نہ معلوم، اور واقعات  
 تو بدل بدل کر بیان کئے مگر یہ قطعاً ہضم کر گئے آخر کیوں جانتے ہیں  
 کہ یہی وہ چیز ہے جس کا نام لینا بھی دیوبندیوں کے لئے موت ہے۔  
 اسی میں وہ ذلت ہوئی کہ تازلیت یاد رہے گی۔ اسی میں وقار گیا۔ بہر  
 رکھو اس کے تصور سے دل دکھتا ہے اس لئے کہہ دیا نہ معلوم کیا کیا  
 سبب باغ دکھایا وہ سبب باغ دکھایا کہ مذہب اہل سنت کی حقانیت  
 کے ڈنکے بجا دیئے اور دیوبندی دھرم کے پر خچے اڑا دیئے۔ وہ  
 سبب باغ دکھایا کہ چار چار ہزار کے مجمع میں حضرت استاد محترم مدظلہ  
 نے پکار پکار کر لاکار کہ اسے فضلاء دیوبند اگر تمہیں میرے سامنے  
 آنے کی تاب نہیں تو میرے طلبہ ہی سے گفتگو کر لو۔ مگر آواز سے ندارد



صَلَاتُكُمْ بِحَسَنَاتٍ فَمَنْ لَا يَرْجِعْكُمْ إِلَى اللَّهِ فَاعْلَمُوا أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْحَقُّ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ لَا يُدْرِكُهُ الْبَصَرُ وَلَا يَحِيطُ بِهِ الْقُلُوبُ وَلَا يَفْقَهُهُ الْفُؤَادُ مَنْ يَتَذَكَّرْ فَلَهُ إِعْزَازٌ عَظِيمٌ  
 نے مدرسہ مصباح العلوم پر بے مثل قربانیاں کیں۔ مسلمانان مبارک پور کو یاد ہے، فقیر کو معلوم ہے کہ حضرت مولانا عبد العزیز صاحب قبلہ کے تشریف لانے سے چھ مہینہ بعد چندہ شروع ہو کر ماہ جمادی الثانی ۱۳۵۳ھ کے اخیر میں ختم ہو گیا اس سال قطعاً حضرت شاہ علی حسین صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ یا حضرت محدث صاحب قبلہ مدظلہ مبارک پور تشریف نہیں لائے پیران کی طرف اس چندہ کی نسبت کرنا اور یہ کہنا کہ مدرسہ کے نام پر ہزاروں روپیہ ساہو لوح مریدوں کی جیبوں سے نکالا گیا۔ کیسی شرمناک حرکت ہے جو مہربان صاحب کا کذب منہ پر پانچ ہے مدرسہ اہل سنت مصباح العلوم کی دینی خدمات نے شوال ۱۳۵۳ھ کا وہ وقت بھی دکھایا جو تاریخ مبارک پور میں خصوصیت رکھتا ہے کہ مدرسہ ہذا کے سالانہ جلسہ اور جدید عمارت کے سنگ بنیاد کی تقریب میں حضرت مولانا شاہ علی حسین صاحب قبلہ قدس سرہ و حضرت محدث صاحب قبلہ مدظلہ و حضرت صدر الشریعہ صاحب قبلہ دامت برکاتہ وغیرہ علما کرام نے سرزمین مبارک پور کو اپنے درود مسعود سے زینت بخشی۔ اسی موقع پر مدرسہ مصباح العلوم کی جدید عمارت کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔ جمعہ کا مبارک دن ہے۔ گیارہ بجے علما کرام تشریف لاتے ہیں۔ مسلمانان مبارک پور نے ان پیشوایان اسلام کا شاندار استقبال کیا بعد نماز جمعہ حضرت محدث صاحب قبلہ مدظلہ نے تقریر فرمائی رسم بنیاد ادا کرنے کا اعلان ہوا۔ وہ منظر جس کے پیش نظر بنے وہی مسلمانان مبارک پور کی خوشی و مسرت کا اندازہ کر سکتا ہے۔ کہ کس ذوق و شوق سے مسلمانوں کے پرے کے پرے اس سعادت میں حصہ لینے حاضر ہوتے تھے۔ اللہ اکبر بنیاد کے موقع پر اتنا جھوم کر راستہ بند نکلتا دشوار علما کرام کے مبارک

بقول کی برکتیں حاصل کرنے کے لیے بہ دشواری تمام ان حضرات کو بنیاد تک پہنچنے کی تکلیف دی گئی۔ بنیاد کی گہرائی قد آدم تھی۔ اول ان بزرگانین نے اپنے مبارک ہاتھوں سے مدرسہ کا سنگ بنیاد رکھا اور مدرسہ کے قیام و استحکام کی دعا فرمائی۔ اس کے بعد مسلمانان مبارک پور نے یہ سعادت حاصل کی وہاں نہ بالائی کا نام و نشان تھا نہ گھارے کی جگہ اس کا استعمال ہوا۔ البتہ کسی شخص نے اپنے حب نہ شوق میں چاندی کی چھوٹی سی کرنی اور چھوٹی سی کڑھائی کہ دونوں کا وزن دس بارہ تولہ تھا بنوائیں تھیں۔ نہ کرنی اس قابل تھی کہ اس سے عمارت کی چٹائی ہو سکے نہ کڑھائی ایسی جس میں دو اینٹوں کا بھی گھارا آسکے مگر علما کرام نے ہرگز انہیں استعمال نہیں کیا اور ان کے سنگ بنیاد رکھنے کا یہ طریقہ بھی ہرگز نہیں کہ وہ کرنی لبسولی اتھ میں سے کرمھاروں کی طرح سے چٹائی کریں بلکہ قاعدہ یہ ہے کہ اپنے دست مبارک سے زمین پر اینٹ یا پتھر رکھ کر دعا فرمائیں لہذا ان کو کرنی چھونے کی ضرورت ہی نہ تھی۔ لہذا ایسی حالت میں اعتراض کرنا کھلی عداوت اور غری حماقت ہے مگر مدرسہ اہل سنت مصباح العلوم کا وجود چونکہ دیوبندیوں کے لیے عذاب ہے۔ اس لیے دیوبندی نے بڑی آہ و بکا کے بعد کہا اللہ الشہ چاندی کی ایک کڑھائی تیار کرانی گئی اور چاندی ہی کی کرنی کڑھائی میں مالائی بجائے گھارے کے رکھی گئی اور ان فرشتہ صورت اعمیان شریعت نے اسی چاندی کی کرنی سے بالائی کا گھارا زمین پر بچھایا اور اس کے اوپر اینٹیں رکھیں اور پھر وہ کڑھائی اور کرنی پیر صاحب کی نذر کر دی گئی اور پیر صاحب چاندی کی کڑھائی اور دو سرے نذرانے وصول فرما کر رخصت ہو گئے۔ متاع المہمید ص ۱۵

دیوبندی چونکہ خداوند قدوس کو بالا مکان جھوٹا مانتے ہیں۔ اس



یہ دو مرتبہ اسم جلالت ذکر کر کے اور اس نام پاک سے ملا کر وہ  
اکاذیب کا طوار باندھا کہ الامان الحفیظ کڑھانی میں بالائی بجائے گارے  
کے رکھی یہ دیوبندی رہبر کا جھوٹ نمبر چھ ہوا

اسی چاندی کی کرنی سے بالائی کا گار زمین پر بچھایا یہ دیوبندی کا  
جھوٹ نمبر سات ہوا کڑھانی پر صاحب کے تذکرہ دی گئی یہ دیوبندی رہبر  
کا جھوٹ نمبر آٹھ ہوا۔ پر صاحب چاندی کی کڑھانی وصول فرما کر نصرت  
ہو گئے یہ دیوبندی رہبر کا جھوٹ نمبر نو ہوا۔

کرنی کڑھانی کا واقعہ صرف اس قدر ہے کہ دو سکر روز جامع مسجد  
کے جلسہ عام میں جہاں تقریب ڈھانی ہزار کا مجمع تھا حضرت شاہ علی حسین  
صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کرنا چاہیں مگر حضرت قبلہ  
نے قبول فرمایا بلکہ کئی روپیہ اپنی جیب سے اس وقت مدرسہ کو  
عطا فرمائے۔ مجمع کو بھی مدرسہ کی طرف توجہ دلائی۔ اور فرمایا کہ فقیروں کو  
اپنی کرنی دکھا دی۔ اب تم لوگ بھی اپنی کرنی دکھاؤ۔ حضرت کے اس  
ارشاد پر اسی مجمع میں کافی چندہ جمع ہوا۔ یہ حضرت شاہ صاحب قبلہ کی  
کرامت ہے کہ کرنی کڑھانی کے قبول کرنے سے انکار فرمایا۔ اگر  
خدا خواستہ قبول کی ہوتی تو دیوبندی شاید سونے کی کڑھانی زمرہ کی  
کرنی اور مشک کا گار باتاتے۔ یہ واقعات تازہ ہیں جو کچھ ہوا سارے قصبہ  
نے دیکھا۔ دیوبندیوں کی آنکھوں پر بھی عداوت کے سوا کوئی پٹی نہ  
تھی۔ مگر ایسا سفید جھوٹ دن میں آفتاب کا انکار۔ دیوبندیوں کی کتابیں  
اسی طرح اکاذیب کا دفتر ہوتی ہیں۔ اس سے یہ فائدہ سمجھتے ہیں کہ جن کو  
واقعات نہیں معلوم ان کے خیالات میں کچھ تغیر پیدا ہو جاتے تاکہ  
علماء اہل سنت سے بدگمان ہو کر دیوبندیوں کے جال میں لیں

مسلمانان مبارک پور کو دیوبندی رہبر کے جھوٹ سے عبرت حاصل کرنی  
چاہیے۔ دیوبندیوں کو بھی کچھ تو عزت اور ذرا تو شرم آنی چاہیے  
تمہارے پیشوا کیسا جھوٹ بولتے ہیں پھر بھی تم ان کا دامن نہیں چھوڑتے  
جب مدرسہ اہل سنت مصباح العلوم کی دینی خدمات نے مبارک پور  
اور اس کے اطراف میں مذہب اہل سنت کی حقانیت کا سکہ رائج کر  
دیا تو گرد و نواح کے مسلمان بھی مدرسہ کی طرف متوجہ ہوئے چنانچہ  
شوال ۱۳۵۳ء کے اس جلسہ میں جین پور و خالص پور وغیرہ ملک کے  
مسلمان شریک تھے وہ بجائے مدت سے دیوبندیوں کے شکار تھے۔  
جب ان پر حق ظاہر ہوا تو اسی وقت حضرت محدث صاحب قبلہ کو انہوں  
نے دعوت دی حضرت قبلہ تشریف لے گئے اور اپنے نورانی بیانات  
سے قلوب سامعین کو منور فرمایا۔ جین پور، خالص پور، عظمت گڑھ کے  
تمام لوگ دیوبندی مذہب سے توبہ کر کے سنی ہو گئے اور قصبہ جین پور  
میں اہل سنت کا مدرسہ انوار العلوم مصباح العلوم کی شاخ قائم ہوا  
حضرت محدث صاحب قبلہ کی سرپرستی میں بفضلہ تعالیٰ دینی خدمات  
انجام دے رہا ہے اس حقیقت کو دیوبندی رہبر کے یوں اٹاکہ اور  
خود حلقہ مریدین میں بھی ارادت و عقیدت کے بجائے حقارت و نفرت  
پھیلنے لگی یہ دیوبندی رہبر کا کذب نمبر دس ہوا۔

اسی موقع پر مسلمانان غیر آباد نے بھی حضرت محدث صاحب قبلہ کو مدعو  
کیا حضرت قبلہ غیر آباد تشریف لے گئے۔ دیوبندی چونکہ جین پور خالص پور  
کا منظر دیکھ چکے تھے کہ اگر اسی طرح حضرت محدث صاحب قبلہ کی تقریریں  
ہوتی ہیں تو سارے ضلع میں سنیت کا پھر رالہاے گا اور دیوبندیت  
کو کسی بہاد کوئی نہ پوچھے گا۔ اس لئے مرنے لگا کہ تانا چپا ر خیر آباد میں



مولوی نذیر دیوبندی کچھ بول ہی اٹھے اور بدقسمتی سے وہی بول اٹھے جو دیوبندی مولویوں کا عقیدہ ہے۔ واقعہ یوں ہوا کہ حضرت محدث صاحب قبلہ نے دوران تقریر فرمایا کہ ہمارے عہد حاضر میں بے شمار باطل فرقے پیدا ہو گئے ہیں کوئی فرقہ تبلیغ کرتا ہے کہ ہر کس و نا کس نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھائی کہے۔ کتے فرقے میں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرتے ہیں اور دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ ان کے فتنوں سے بچائے نصف شب کے قریب یہ نوزانی جلسہ ختم ہوا اور ختم ہوتے ہی مولوی محمد نذیر فاضل دیوبندی سر وقت کھڑے ہو گئے اور یوں بولے کہ آپ نے نبی کریم کو بھائی بنانے سے روکا ہے اور حضور کی توہین کرنے والوں کے عقیدوں کو باطل کہا ہے مجھے اس سے انکار ہے کیا آپ اپنا دعویٰ ثابت کر سکتے ہیں اس پر حضرت محدث صاحب قبلہ نے فرمایا آپ جو کچھ کہتے ہیں لکھ کر دیجئے اور مجھ سے تحریری جواب لیجئے چنانچہ مولوی محمد نذیر نے حسب ذیل تحریر لکھ کر دی۔

## نقل چیلنج

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آج مورخہ ۳۱ جنوری ۱۹۳۵ء بوقت ۱۱ بجے شب بعد ختم جلسہ وعظ میں نے کہا کہ جو آپ نے فرمایا کہ بہت سے فرقے باطل ہیں کہ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھائی بناتے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرتے ہیں تو میں نے کہا کہ اگر وہ فرقہ باطلہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرتے ہیں اور ان کا عقیدہ باطل ہے تو اس کے بطلان کو ثابت

کریں۔ دیوبندیوں کے نزدیک ہم اپنے علماء میں جس کو چاہیں گے تیار کر لیں گے۔ کیا آپ ان سے مناظرہ کے لیے تیار ہیں بقلم محمد نذیر ساکن غیر آباد رحمت اللہ۔

مولوی محمد نذیر دیوبندی کے اس چیلنج کو حضرت محدث صاحب قبلہ نے قبول فرما کر فوراً حسب ذیل جواب تحریر فرمادیا۔

## نقل جواب چیلنج از حضرت محدث صاحب قبلہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم محمدؐ و نصیبی علی رسولہ الکریم  
ہر وہ شخص جس کا عقیدہ ہو کہ سید عالم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھائی ہیں اور حضور کو اپنا بھائی کہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرے۔ اس کا عقیدہ باطل ہے میں اس سے مناظرہ کرنے کیلئے بالکل تیار ہوں جو اس عقیدے کے پیرو ہیں اور آپ کا چیلنج مناظرہ منظور کرتا ہوں۔

سید محمد غفر اللہ ساکن کچھ پچہ شریف

ضلع فیض آباد

ناظرین غور فرمائیں کہ اس میں صرف دو موضوع بحث کا ذکر ہے یعنی جو شخص حضور کو اپنا بھائی کہے اس سے حضرت محدث صاحب قبلہ مناظرہ کے لیے تیار ہیں دوسرے یہ کہ جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرے حضرت محدث صاحب کے نزدیک اس کا عقیدہ باطل ہے اور اس سے وہ مناظرہ کے لیے بالکل تیار ہیں۔ مناظرہ کیوں نہ ہوا اس کا حشر کیا ہوا یہ تو بعد میں خود ہی معلوم ہو جائے گا۔ پہلے ناظرین



چیلنج اور منظوری چیلنج سے دیوبندیوں کا عقیدہ سمجھ لیں کہ دیوبندی مولوی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا بھائی کہتے ہیں اور حضور کی توہین کرنیوالے کا عقیدہ باطل نہیں جانتے اسی لئے تو مولوی محمد زید دیوبندی نے اس تحریر کو اپنے چیلنج کا صحیح جواب سمجھا ورنہ کہتے کہ حضور کی توہین کرنے والے کا عقیدہ ہم بھی باطل جانتے ہیں۔ ہم اس پر مناظرہ نہیں کرتے اور یہ عقیدہ صرف مولوی محمد زید خیر آبادی ہی کا نہیں بلکہ سارے ہندوستان کے دیوبندیوں کا یہی عقیدہ ہے۔ کیونکہ یکم فروری ۱۹۳۵ء کو صبح آٹھ بجے مولوی شکر اللہ مولوی نعمت اللہ و مولوی محمد بشیر والد مولوی محمد سعید صاحبان یہ مبارک پور کے تمام دیوبندی مولوی خیر آباد پہنچے اور مولوی شکر اللہ صاحب کے علاوہ سب حضرت محدث صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے چیلنج اور منظوری چیلنج دونوں تحریریں بغور پڑھیں اور اس پر مناظرہ کے لئے آمادہ ہوئے۔ لہذا معلوم ہوا کہ یہ سب دیوبندی مولوی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا بھائی کہتے ہیں اور حضور کی توہین کرنے والے کا عقیدہ باطل نہیں جانتے بلکہ اس کو خوش عقیدہ جانتے ہیں۔

اسی موضوع پر حضرت محدث صاحب سے مناظرہ کرنے کیلئے مولوی منظور سنہلی و مولوی ابوالوفا شاہ جہانپوری و مولوی محمد قاسم شاہ جہانپوری آئے لہذا ان کا بھی یہی عقیدہ ہوا کہ جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا بھائی کہے اور حضور کی توہین کرے اس کا عقیدہ باطل نہیں وہ خوش عقیدہ ہے اور یہ تینوں تمام دیوبندیوں کے نمائندہ ہیں اس سے ثابت ہوا کہ تمام دیوبندی مولویوں کا یہی عقیدہ ہے۔ یہ عقیدہ تو دیوبندیوں کا پرانا ہے۔ اسی لئے اکابر دیوبند کی کتابیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین سے لبریز ہیں۔ مگر دیوبندی اپنے اس عقیدہ کو عوام سے چھپا رکھتے تھے لیکن

نہاں کے ماند اس راز کو سنا زندہ مفلحہا۔ اس خیر آبادی چیلنج اور دیوبندی مولویوں کی اس پر مناظرہ کی تیاری نے بالکل صاف کر دیا کہ دیوبندی مولویوں کے نزدیک حضور کی توہین کرنا کوئی جرم نہیں بلکہ حضور کی توہین کرنے والا ان کے نزدیک خوش عقیدہ ہے۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ مسلمان آگاہ ہوں اور بنظر انصاف غور کریں کہ دیوبندی اپنے ان عقیدوں کی بنا پر اسلامی نقطہ نظر سے کون ہیں۔ اسی موقع پر جناب شیخ علیم اللہ صاحب ناظم مدرسہ اہل سنت مصباح العلوم نے ایک اشتہار بعنوان دیوبندی مولویوں کا عقیدہ شائع کیا تھا اس میں دیوبندیوں کے مذکورہ بالا عقیدہ سے مسلمانوں کو آگاہ کیا تھا اور یہ خیر آبادی چیلنج اور حضرت محدث صاحب کا یہ جواب شائع کیا تھا اور بقلم جلی لکھا تھا کہ نقل چیلنج اور جواب چیلنج دونوں مطابق اصل میں غلط ثابت کر دیئے پر پانچ سو روپیہ انعام مگر پانچ سال گزرے کسی دیوبندی کو جمال و مزوں نہ ہوئی۔ میں پھر اعلان کرنا ہوں اور پانچ سال کا وقت اور دیتا ہوں جو شخص نقل چیلنج اور جواب چیلنج کو خلاف اصل ثابت کرے پانچ سو روپیہ انعام۔ چیلنج کی اصل تحریر اہل سنت مصباح العلوم کے دفتر خاص میں محفوظ ہے۔

اس چیلنج کی حقیقت یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنے والے کا عقیدہ باطل ہونا ثابت کرو۔ اس پر مناظرہ کرنے کے لئے تو ہر وقت ہر مسلمان تیار ہے۔ چہ جائیکہ محدث صاحب قبلہ حضرت قبلہ نے بلا تردد فوراً منظوری کی تحریر دے دی تھی۔ خیر آباد کا وہ مجمع اس پر شاہد ہے لہذا یہ کہنا کہ مولوی کچھ چھوٹی صاحب نے پہلے تو لطافت جیل سے مناظرہ کی بلا کو اپنے سر سے مٹا لیا چاہا۔ یہ دیوبندی رہبر کا جھوٹ نمبر گیارہ ہے۔



دیا کہ اس پر مناظرہ کیوں نہ ہوا تو یہ خود چیلنج ہی بتا رہا ہے۔ کیونکہ یہ چیلنج دنیائے اسلام میں وہ سنگین جرم ہے کہ جب میدان مناظرہ میں اس کا اظہار ہوتا تو دیوبندی مذہب کی حقیقت کھل جاتی۔ بلا استثناء تمام مسلمان چیلنج دہندہ اور اس کے مناظرین اور معاونین پر بلا تامل لعنت کرتے اور معلوم نہیں کیا کرتے۔ دیوبندیوں کو یہی سوچ گئی کہ اگر اس پر مناظرہ ہوا تو نیچے سے اوپر تک سبھی کا ارتداد ثابت ہو جائے گا اور پھر اسلامی دنیا میں منہ نہ دکھا سکیں گے اسی لئے مناظرہ سے پہلو تہی کی۔ شرائط مناظرہ میں فرقہ دیوبندی کی طرف سے ہر جہہ خرچہ کے ذمہ دار مولوی نعمت اللہ صاحب مبارک پوری ہوئے اور اہل سنت کی طرف سے ہر جہہ و خرچہ اور جلسہ مناظرہ کے حفظ امن کے ذمہ دار شیخ محمد امین صاحب رئیس مبارک پور قرار پائے اور یہ طے ہوا کہ مولوی محمد نذیر کیش شیخ محمد امین صاحب کے ہمراہ تقاضہ مبارک جا کر پولیس کو مطمئن کر دیں کہ ہم امن پسندی کے ساتھ مذہبی مناظرہ کرنا چاہتے ہیں۔ مولوی محمد نذیر ۲ فروری کو آئے تو داروغہ صاحب موجود نہ تھے لہذا یہ طے ہوا کہ کل ۳ فروری صبح سات بجے آکر مطمئن کر دیں۔ ۳ فروری کو مولوی نذیر کا پتہ ہی نہ چلا۔ اور مولوی شکر اللہ و مولوی نعمت اللہ وغیرہ نے تقاضہ میں جا کر مناظرہ کی تمام ذمہ داریوں سے کانوں پر ہاتھ رکھ کر صاف انکار کر دیا اور مولوی نعمت اللہ نے لکھا کہ میں نے نذیر کے کہنے سے ان کے علما کے صرف خرچہ کی ذمہ داری لی ہے یعنی ذمہ داری کے انکار کے ساتھ ہر جہہ کا بھی انکار کر دیا یہ ان کے بڑھاپے پر دیوبندی مولویت کے خضاب کی برکت ہے۔ ناظرین غور فرمائیں اس سارے دیوبندی کنبہ نے ادھر تو کانوں پر ہاتھ رکھ کر پولیس کو غیر مطمئن کیا اور ادھر مطمئن

کئے واسے مولوی محمد نذیر کو مفقود الخبر کر دیا اور پہلو تہی و گریز کے کہتے ہیں شیخ محمد امین صاحب ۳ فروری کو ۱۲ بجے تک تقاضہ میں مولوی محمد نذیر کا انتظار کر کے ان کی تلاش میں خیر آباد پہنچے۔ وہاں بھی پتہ نہ چلا تو ان کو خط لکھ کر وعدہ یا د دلایا اپنا انتظار کرنا اور خیر آباد جانا تحریر کیا۔ اور لکھا کہ آپ ۳ فروری کو صبح سات بجے تشریف لا کر حسب وعدہ قانونی فرائض منقصبی کو انجام دیں۔ ورنہ بعد گزر جانے وقت کے مجبوراً آپ کے خلاف حاکم پر گنہ صاحب کے یہاں درخواست کرنی پڑے گی اس وقت تنہا تمام باتوں کے ذمہ دار قرار دیئے جائیں گے اس خط کو آپ کی خدمت میں جناب عبدالرحمن و علی احمد صاحبان کے ذریعہ روانہ کرتا ہوں۔ رسید سے مطلع فرمائے گا۔ محمد امین انصاری صدر مدرسہ اشرفیہ مصباح العلوم مبارک پور ۳ فروری ۱۹۳۵ء۔ اس خط کے بھیجے پر بھی جب مولوی محمد نذیر دم بخود رہے اور ۴ فروری کو بھی نہ آئے۔ رہے ان کے مبارک پوری دوست تو وہ ۳ فروری کو تقاضہ میں جا کر کانوں پر ہاتھ رکھ کر پولیس کو غیر مطمئن کر ہی آئے تھے پھر یہ کہنا کہ مولوی محمد نذیر صاحب خیر آبادی اور آپ کے بعض مبارک پوری دوستوں نے پوری دیانت داری کے ساتھ مناظرہ کی تیاری شروع کر دی۔ مقام الحدید مناظرہ یہ دیوبندی رہبر کا جھوٹ نمبر ۱۲ ہے۔

جب ۴ فروری گزر گئی اور محمد نذیر صاحب چیلنج دہندہ کسی طرح ہاتھ ہی نہ آئے اور مناظرہ سے بھاگتے ہی پھرے تو جناب شیخ محمد امین صاحب نے اپنی ۳ فروری کی تحریر کے مطابق حاکم پر گنہ کو واقعات کی اطلاع دیتے ہوئے درخواست کی کہ فریق ثانی کو طلب کر کے دریافت کیا جائے کہ وہ اس موضوع پر مناظرہ چاہتے ہیں یا نہیں۔ اگر وہ مناظرہ پر



تیار ہوں تو ان سے ان کی جماعت کے متعلق حفظ امن کی ذمہ داری لی جائے اور حضور خود مجلس مناظرہ کی صدارت قبول فرمائیں اور شرک در خواست فریقین سے کرپولیس کو حکم انتظام کا دیا جائے اور اگر مولوی شکر اللہ دہلوی نعمت اللہ دہلوی محمد نذیر صاحبان مناظرہ سے گریز کرنا چاہتے ہیں تو ان سے اس کے متعلق تحریر لے لی جائے اور ہدایت کی جائے کہ آئندہ صنفی جماعت کی مجالس وعظ میں اگر رخنہ اندازی نہ کریں۔

فدوی محمد امین ساکن مبارکپور ۵ فروری ۱۹۳۵ء  
حاکم پرگنہ صاحب نے دیوبندی مولویوں کو طلب کر کے دریافت کیا۔ سب کے سب تمام ذمہ داریوں سے کانوں پر ہاتھ رکھ گئے اور تحریری لکھا لکھ دیا۔ مولوی شکر اللہ صاحب کی درخواست کا پہلا ہی نمبر ہے ہم سب اہل زبانی مناظرہ ہیں۔ نہ اس کے خواہش مند ہیں۔ مناظرہ کی بنیاد یہ تحریک و ایمار محمد امین محل میں آئی ہے۔ واقعات مذکورہ بالا سے واضح ہے کہ مولوی شکر اللہ کی یہ کذب بیانی ہے کہ مناظرہ کی بنیاد یہ تحریک و ایمار محمد امین محل میں آئی ہے کیا شیخ محمد امین صاحب نے مناظرہ کا چیلنج دیا تھا یا مولوی محمد نذیر سے کہا تھا کہ چیلنج دے دو پھر محمد امین صاحب کی تحریک و ایمار کہنا جھوٹ نہیں تو اور کیا ہے۔ مولوی محمد نذیر صاحب چیلنج دہندہ نے اپنی درخواست کے نمبر دو میں لکھا اور مناظرہ منعقدہ ۱۱ فروری ۱۹۳۵ء ملتوی فرما دیا جائے۔ جب دیوبندیوں اور ان کے سرغنہ مولوی شکر اللہ صاحب نے مناظرہ سے صاف انکار کر دیا اور چیلنج دینے والے نے خود التوائے مناظرہ کی درخواست دے دی تو اب کوئی کوشش ہی کارآمد نہیں ہو سکتی اور کسی قاعدہ سے مناظرہ ہو ہی نہیں سکتا لہذا حاکم پرگنہ نے حکم امتناعی جاری کر دیا اس کو شیخ محمد امین صاحب کے سرغنہ و پیروں اور

یوں کہنا کہ حکام نے جب دیکھا کہ ذمہ داری لینے والا خود ہی خطرہ محسوس کر رہا ہے اور ذمہ داری سے سبکدوش ہو رہا ہے تو انہوں نے حکم امتناعی جاری کر دیا۔ یہ رہبر صاحب کا جھوٹ نمبر ۱۳ ہے۔

جب دیوبندیوں نے التوا کی درخواست دے کر مناظرہ بند کر دیا تو ان کو اطمینان ہو گیا کہ اب مناظرہ نہیں ہو سکتا۔ اور نمائشی دانت دکھانے کے لیے مولوی منظور سنبھلی اور مولوی ابوالوفا اور مولوی محمد قاسم شاہجہانپوری کو بلایا اور یہ لوگ اہل سنت کے جلسے میں آدھمکے مناظرہ کا خوف تو پہلے ہی سے جاتا رہا تھا اطمینان تھا کہ مناظرہ نہ ہو گا۔ اس لیے مولوی منظور صاحب نے ایک تحریر بھی لکھ دی۔ ادھر پولیس سے پہلے ہی ساز باز کر چکے تھے کہ ہمیں ذرا سا موقع دے دینا اور فریق مقابل کو جواب سے روک دینا اور اگر ایسا نہ کرتے تو دیوبندی حسب الحکم حاکم پرگنہ صاحب اہل سنت کے جلسہ میں بول ہی نہ سکتے تھے یہ اسی اندرونی سازش کا کرشمہ تھا کہ جب حضرت محدث صاحب قبلہ نے جواب لکھنا شروع کیا اور ابھی پورا بھی نہ ہوا تھا کہ امجد علی بیڈ کاشیل نے (جن کو دیوبندی اکثر پان کھلایا کرتے تھے) کھڑا ہو کر کہا کہ ہرگز کوئی تحریر نہیں دی جاسکتی حضرت محدث صاحب قبلہ نے جواب دیا کہ جو تحریر آئی ہے اس کا جواب ضرور دیا جائے گا۔ اتنے میں نائب داروغہ لاجپت رائے جن سے دیوبندیوں کے خاصے تعلقات تھے آسمیہ بیچے۔ ابتداً جلسہ سے داروغہ کے آنے تک جناب شیخ محمد امین صاحب جلسہ گاہ میں موجود تھے لہذا یہ کہنا سہی کہ رضا خانیت کے صدر محمد امین صاحب نائب انسپکٹر کو پولیس کی بھاری جمعیت کے ساتھ لے کر میدان مناظرہ میں آ پہنچے۔ یہ رہبر صاحب کا جھوٹ نمبر ۱۴ ہے۔

داروغہ صاحب نے آتے ہی حکم نافذ کیا کہ جاسین سے کسی قسم کی



تحریری یا تقریری گفتگو نہیں ہو سکتی۔ اس پر حضرت محدث صاحب نے واروہ سے فرمایا کہ اتنی ہوتی تحریر کے جواب سے ہمیں روکنا ہم پر ظلم ہوگا اور جوابی تحریر دینے کے لیے بہت زور دیا مگر واروہ نے نہایت نرم لہجہ میں حضرت کو وہی حکم سنایا اور تحریر دینے پر راضی نہ ہوا اس کو مسح کر کے حضرت محدث صاحب کا یہ قول بتانا دراصل ہم مناظرہ نہیں کرنا چاہتے ہیں بلکہ جلسہ کرنا چاہتے ہیں یہ دیوبندی رہبر کا جھوٹا نمبر ۱۵ ہے۔

غرضیکہ دیوبندیوں کی مراد پوری ہوئی۔ پولیس نے مناظرہ ہونے دیا نہ تحریر دینے دی۔ لیکن حضرت محدث صاحب قبلہ نے موضوع مناظرہ پر وہ مدلل تقریر فرمائی وہ نوزانی بیان فرمایا اور دیوبندیوں کا ایسا دوا کا کہ دیوبندیوں کے مایہ ناز مناظرین بھی مبہوت ہو گئے۔ دم کشیدہ بیٹھے ہی رہے۔ مجال و مزون نہ ہوئی۔ بارہ بجے حضرت محدث صاحب قبلہ نے تقریر ختم کی اور دعا پر جلسہ ختم کر دیا۔ حاضرین جانے لگے حضرت قبلہ بھی قیام گاہ پر تشریف لے گئے۔ اس کو یوں تعبیر کرنا کہ مولانا منظور صاحب کے یہ الفاظ ختم ہونے بھی نہ پاتے تھے کہ مولوی سید محمد صاحب اپنے مالی موالیوں کو لے کر چلنے لگے۔ اور بس چلتے بنے کیسی حیا سوز حرکت ہے ہاں یہ کہ حضرت محدث صاحب قبلہ کو دیوبندیوں نے اپنے جلسے میں بلایا حضرت نے تشریف لے گئے اس کی وجہ یہ ہے کہ بددینوں دیوبندیوں کے جلسے میں شرکت ہی کب جائز ہے۔ حدیث میں لاقبائے لہو و دم واروہ علما اہل سنت کی یہی شان ہے کہ ایسے جلسوں میں ہرگز شریک نہ ہوں یہ کہنا کہ مولوی منظور کی تقریر سے بہت سے دام افتادہ رضا خانیت سے ہمیشہ کے لیے تائب ہو کر راہ راست پر آ گئے۔ یہ رہبر کا جھوٹا نمبر ۱۶ ہے۔ رہبر صاحب نے ان توبہ کرنے والوں کی ہزست نہیں لکھی ان رکیک

حکوتوں اور کذب بیانیوں سے اگر دیوبندی اپنی حقانیت بگھارنا چاہتے ہوں تو اسی خیر آبادی پیلنج پر مناظرہ کے لیے تیار ہو جائیں اور صرف اپنی جماعت کی ذمہ داری لے لیں پھر خواہ ان کا منظور ہو یا نا منظور سب کے سوا اس درست کر دیے جائیں گے

یوں تو تمام علماء اہل سنت و یوں دیوں کے لیے لا حول کا اثر رکھتے ہیں مگر خصوصیت کے ساتھ حضرت شیر بشہ سنت قاطع شہر نجدیت مولانا محمد شہمت علی خاں صاحب لکھنوی دامت برکاتہم تو ان کی موت ہے جہاں یہ شیر پہنچا۔ دیوبندیوں کی روح پرواز ہوئی۔ مسلمانان مبارک میں جب جذبہ ایمانی اور جوش اسلامی نے اور زیادہ ترقی کی تو ان کی تمنائیں اور آرزوئیں اپنے دینی پیشوا و مذہبی مقتدا حضرت ممدوح کی طرف متوجہ ہوتی ہیں کہ حضرت شیر بسنت قبلہ کے نوزانی عرفانی بیانات طیبات سے اپنے ایمانی انوار کو جگمگائیں اور آپ کی زبان فیض ترجمان سے دیوبندیوں کا رد بلیغ سنیں لہذا حضرت مدظلہ کو تشریف آوری کی تکلیف دی چنانچہ ۲۴ ذی الحجہ ۱۳۵۳ھ بوقت ۱۱ بجے دن کو حضرت موصوف مبارک پور رونق افروز ہوئے مسلمانان مبارک پور نے اپنے دینی پیشوا کا نہایت شاندار استقبال کیا۔ مین روز حضرت ممدوح مدظلہ نے وہ نوزانی عرفانی بیانات فرمائے کہ قلوب سامعین منور ہوئے اور دیوبندیوں کا وہ رد بلیغ کیا کہ گورستان یونینیت میں سنا کر دیا۔

آپ نے مسلمانوں کو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سچی غلامی کی دعوت دی اور فرمایا کہ رسول کے بندے بنو۔ حضرت ممدوح نے اس لفظ بندہ کی تشریح بھی فرمادی کہ بندہ کے معنی غلام کے ہیں مشترک لفظ کی مثالیں دیکر بھی واضح کر دیا۔ مطلب بھی خوب سمجھا دیا کہ رسول کے غلام بنو اور سامعین



کو کوئی شبہ باقی نہ رہا۔ حضرت شیر سیدت مصلیٰ کی ایمان افروز تقریروں نے مسلمانوں کے دلوں میں آفاقانے دو عالم محبوب رب اکرم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے نوار گہکھا دیئے اور مسلمانوں کو دیوبندیوں سے اور زیادہ متغیر کر دیا۔ لہذا دیوبندیوں نے اس تقریر منیر پر بہت سے بہتان باندھے جن میں سے رہبر صاحب نے اپنے مقام میں صرف پانچ ذکر کئے۔

۱۔ ہم خدا کی بندگی کے لیے نہیں پیدا کئے گئے بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بندگی کے لیے پیدا کئے ہیں۔ مقام الحدید ص ۱۲ یہ دیوبندی رہبر کا بہتان نمبر ۱ ہے۔

۲۔ جو رسول کا بندہ نہیں وہ شیطان کا بندہ ہے۔ اس کی تشریح حضرت موصوف نے خود فرمادی تھی کہ جو رسول کی غلامی سے انکار کرے وہ شیطان کا بندہ ہے لہذا صرف اس کو ذکر کرنا اور اس کی تشریح سے آنکھیں بند کر لینا فریب کاری اور دھوکہ بازی ہے یہ تو ایسا ہی ہے جیسے کوئی دیوبندی قرآن مجید کی آیت لا تقربوا الصلوٰۃ سے یہ نتیجہ نکالے کہ نماز پڑھنا منع ہے اور وانتم سکریٰ سے آنکھیں بند کر لے۔

۳۔ اگر خدا کے بندے ہو گئے تو دوزخ کا کھٹکا رہے گا کیونکہ اسکے پاس دوزخ اور جنت دونوں ہیں اور اگر صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بندے ہو گئے تو دوزخ کا کھٹکا نہیں کیونکہ ان کے پاس صرف جنت ہے۔ مقام الحدید ص ۱۲ یہ دیوبندی رہبر کا افترا نمبر ۱۸ ہے۔  
۴۔ ابو جہل اور ابولہب خدا کے بندے بنے مگر دوزخ میں گئے اور ابوبکر و عمر رسول کے بندے بنے اس لیے جنت میں گئے۔ مقام الحدید ص ۱۳ یہ رہبر کا افترا نمبر ۱۹ ہے۔

۵۔ از اول تا آخر نماز میں صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا تصور ہو یہ دیوبندی رہبر کا بہتان عظیم نمبر ۲۰ ہے۔ دیوبندیوں نے ان افترا پروازیوں سے عوام کو بہت بہکانا چاہا اور حضرت ممدوح سے بدظن کرنے کی بے جا کوشش کی مگر کوئی بھی چھندے میں نہ آیا آنکھ دیکھے اور کان سنئے کو کون بھلا سکتا ہے سارے قصبہ نے اپنے کانوں سے وہ تقریر منیر سنی تھی سب کو یاد تھا کہ حضرت شیر سیدت نے یہ کہا کہ رسول کے غلام بنو۔ اور یہ ہر مومن کا ایمان ہے۔ اس سے انکار تو صرف بد دینو دیوبندیوں کو ہو سکتا ہے جب اس طرح دال نہ لگی اور دیکھا کہ حضرت مولانا محمد شمس علی خان صاحب کے نورانی بیانات نے مسلمانوں کے قلب کو ایسا مسخر کر لیا ہے کہ افترا و بہتان کا جادو کار گری نہیں ہوتا تو فساد و فتنہ کی سازشیں شروع کر دیں۔ ایسی مسجدیں جن میں مصلیٰ مخلوط اور امام سنی تھے۔ دیوبندی جھگڑا پیدا کرنے لگے۔ سنی امن پسند اپنی امن پسندی سے دفاع کرتے رہے۔ چنانچہ ۱۸۷۱ء مارچ ۱۹۳۵ء کو محمد پورہ رانی ہانسی بابا کی مسجد میں جناب حاجی دلی اللہ صاحب کی امامت کے متعلق دیوبندی جماعت کی طرف سے جھگڑا شروع ہو کر رک گیا پھر ۲۰ مارچ ۱۹۳۵ء کو محلہ پورہ صوفی مسجد متصل پھر جناب مولوی حکیم محمد عمر صاحب کی امامت کے متعلق دیوبندیوں نے جھگڑا کیا اور ۲۱ مارچ کو سنی امن پسندی سے وب گئے اور وہ مسجد ہی چھوڑ دی بلکہ اسی محلہ میں اپنی دوسری مسجد تعمیر کی۔ سنیوں کی اس امن پسندی سے دیوبندی جماعت کا حوصلہ بڑھ گیا۔ سمجھ لیا کہ اب سنیوں کی مساجد پر قبضہ کرنا کوئی بات ہی نہیں ہم جھگڑا کرتے جاتیں گے اور سنی امن پسند مسجدیں چھوڑتے جائیں گے چنانچہ ۲۲ مارچ کو جامع مسجد راجہ صاحب جو بلا شرکت غیر اہل سنت کی مسجد ہے چڑھائی کر دی اور غریب کے وقت جب کہ اہل سنت کی جماعت قائم ہو چکی تھی۔ چار پانچ دیوبندیوں



نے اپنی جماعت علیحدہ شروع کر دی دیوبندیوں کی اس حرکت سے سنیوں کو سخت ناگوار ہوا۔ بعد نماز ان کو ڈانٹا دیوبندی بھاگ گئے پھر ۲۸ مارچ ۱۹۳۵ بروز پنجشنبہ بوقت مغرب محلہ پرانی مسجد جو کہل کی مسجد میں پیش امام سنی اور مصلیٰ مخلوط تھے۔ دیوبندیوں نے پیش امام صاحب پر اعتراض کیا اور حاجی محمد اکبر دیوبندی نے سنیوں کو مخاطب کر کے کہا کہ مولوی شمس علی صاحب نے بیان کیا ہے کہ رسول کی بندگی کرو۔ سنیوں نے جواب دیا کہ حضرت مولانا پتہا بہتان ہے اس میں بات بڑھ گئی۔

ان تاریخی واقعات کی روشنی میں بالکل ظاہر ہے کہ فساد کے بانی اور فتنہ کے موجد صرف دیوبندی ہیں۔ لہذا اس فساد کی نسبت حضرت مولانا محمد حشمت علی خاں صاحب مدظلہ کی طرف کرنا اور یہ کہنا کہ مولوی شمس علی خاں صاحب کی تفسیر کا خود عوام متبعین پر یہ اثر پڑا۔ تو آپ نے اپنی عادت ستموہ کے مطابق اپنی خصوصی مجالس میں اپنے ہوا خواہ مفسدہ پردازوں کو فتنہ و فساد کی تلقین کی۔ مقام الحدید ص ۱۵۱۔ دیوبندی رہبر کا بہتان عظیم نمبر ۲۱ ہے۔ دیوبندی تو آمادہ فساد تھے ہی۔ سنی بھی آخر کب تک خاموش رہتے لہذا بعد نماز مغرب فساد شروع ہو گیا۔ دونوں جماعتوں کے نوجوان لائیںوں سے مسلح موقع پر پہنچے۔ اور سنیوں نے دیوبندیوں کے لٹھ بازوں کو مار کر گرادیا اور دیوبندی گھروں میں گھس گئے۔ سنی نوجوانوں نے بہت غیرت دلائی جو باہر نکلیں مگر نہ نکل سکے۔ اور اندر سے اینٹیں چلانے لگے دو تین سنی اینٹوں سے زخمی بھی ہو گئے اور توڑی دیر انتظار کر کے اپنے اپنے مکان واپس چلے گئے اور مطمئن ہو گئے مگر دیوبندیوں نے جو اپنے مدرسہ میں جمع تھے۔ انہوں نے لوبیا اور مختلف قرب و جوار کے دیوبندیوں کو جمع کر کے جوش دلا دیا۔ اور ایک گھنٹہ کے بعد تقریب ڈھائی سو دیوبندی لائیں اور لٹھ سے مسلح ہو

کر محلہ پورہ خضر کی طرف روانہ ہوئے سنیوں کو جب معلوم ہوا تو پچاس نوجوان ان کے مقابلے کے لیے گئے۔ اور بغض نہ تقائے سات آٹھ دیوبندیوں کو مار کر گرادیا اور دیوبندی لٹھ باز اپنی جماعت کے گھروں میں پھپھپ گئے وہاں بھی بہت غیرتیں دلائیں مگر برآمد نہ ہوئے، اور دیوبندی جماعت کے اسرار طیب نے ہاتھ جوڑ کر مجمع کو ہٹایا۔ سنی اپنے اپنے مکان واپس آئے اور رات کو اطمینان کے ساتھ سوئے۔ یہ عجیب پر کیفیت جنگ تھا جس وقت نوجوانان اہل سنت لغزہ تکبیر و لغزہ رسالت بلند کر کے حملہ کرتے تھے سارا قصبہ گونج اٹھتا تھا۔ دیوبندیوں کے دل دہل جاتے تھے رات کا وقت تھا۔ سنیوں کا امتیازی لغزہ یا رسول اللہ تھا۔ دیوبندی جب گرتے تو جان بچانے کے لیے کہتے کہ میں دیوبندی نہیں ہوں، سنی ہوں۔ مجھے پھوڑ دو۔ نوجوانان اہل سنت اس سے یا رسول اللہ کہلاتے۔ جب کہنا چھوڑ دیتے بہت سے دیوبندیوں نے اسی طرح یا رسول اللہ کہہ کر اس رات اپنی جان بچائی۔ صبح کو بظاہر قصبہ میں نہایت سکون معلوم ہوتا تھا۔ مگر دیوبندیوں کو اپنی رات کی شکست اور بالخصوص ان کے سربراہ آدودہ لوگوں میں محمد سعید گرسبت کے گھروالوں کے پٹنے اور ان کے سردار طیب گرسبت کی ذلت نے بہت بے چین کر دیا تھا اس لیے انہوں نے رات بھر تیاری کی اور اینٹیں توڑ توڑ کر اپنے مدرسہ احیاء العلوم میں انبار لگا دیا۔ جمعہ کے وقت چونکہ بظاہر سکون تھا اس لیے مسلمانان اہل سنت بلا کسی تیاری کے اپنی جامع مسجد راجہ صاحب پر نماز جمعہ ادا کرنے گئے۔ عالی جناب شیخ محمد امین صاحب رئیس قصبہ ۲۶ مارچ سے چونکہ سخت بیمار تھے اس لیے جامع مسجد نہ جاسکے آپ کو قریب ایک بجے خبر ملی کہ چار پانچ سو آدمی دیوبندیوں کے مدرسہ میں جمع ہیں اور سنیوں کی بے خبری میں نماز جمعہ سے واپسی میں حملہ کرنا



پہنچتے ہیں۔ جناب شیخ محمد امین صاحب نے سنیوں کو جامع مسجد میں یہ اطلاع پہنچائی مگر مسلمان یہ سمجھے ہوئے تھے کہ دوسرے کے بھاگے اور پٹے ہونے کیا ہمت کریں گے اسی خیال سے اس خبر سے کچھ اثر نہ لیا اور خدائی ہاتھ چلے آئے۔ دیوبندیوں کو اپنے اس خفیہ سامان اور آدمیوں کی کثرت پر بڑا ناز تھا جب دیکھا کہ مسلمانان اہل سنت نماز جمعہ ادا کر کے خالی ہاتھ واپس ہو رہے ہیں تو اپنے مدرسہ سے لائیبوں اور بقیہ اور بوردوں کے اندر امتیں بھر کر باہر نکل پڑے اور عبدالحق سنی رضوی جن کا مکان دیوبندیوں کے پڑوس ہے یہ سمجھ کر عبدالحق تنہا مکان کے اندر رہے مکان گھیر لیا اور مکان پر اینٹیں پھینکی شروع کیں یہی صورت غریب اللہ سنی کے مکان پر ہوئی دو تین سنی نوجوان جو نماز جمعہ ادا کر کے واپس آ رہے تھے جب ان کو معلوم ہوا تو انہوں نے تنہا موقع پر پہنچنے کی کوشش کی مگر دیوبندی جماعت اینٹوں کی بارش کر رہے تھے جب یہ خبر قصبہ میں مشہور ہوئی اور سنی چلے تو باوجود یہ کہ اینٹوں کی بارش ہو رہی تھی مگر نوجوانان اہل سنت نعرہ یارسول اللہ بلند کرتے ہوئے بھیڑ میں کود پڑے۔ حمایت النبی اور حفاظت محمدی کا وہ جہلہ کہ باوجود اینٹوں کی بارش اور برچھے اور بلم کی تیاریوں کے ان نوجوانان اہل سنت کے خراش بھی تو نہ آئی۔ اسی محلہ میں ادھر خلیفہ محمد بن بھی جن کا مکان مولوی شکر اللہ صاحب دیوبندی جماعت کے سرغنہ کے پڑوس میں ہے نماز جمعہ ادا کر کے تنہا واپس آ رہے تھے مولوی شکر اللہ اور ان کے ساتھیوں نے ان کو خالی ہاتھ پا کر لائیبوں سے مضروب کیا۔ برچھے بھالوں سے سر میں زخم لگائے ادھر نوجوانان اہل سنت بھی اسی موقع پر پہنچ گئے اور اپنی جماعت کے آدمی کو ایسا سخت مضروب دیکھ کر انتہائی جوش کی لہر دوڑ گئی اور یکایک ٹوٹ پڑے اور نعرہ رسالت یارسول اللہ

بلند کر کے جو حملہ کیا تو انہیں لاکھوں ان کشتہ مؤمنین کا جلوہ نظر آ گیا۔ دیوبندی جماعت کے مسلح آدمی ہراسیمہ ہو کر اپنے گھروں میں اور اپنے مدرسہ کے اندر گھس گئے۔ نوجوانان اہل سنت نے ان کے مکانوں کا محاصرہ کر لیا اور لائیبوں سے دروازوں کو دھکا دے کر کھولنا چاہا اور مولوی شکر اللہ صاحب کے تمام مکان کے مزیا کھڑے کو پیٹ ڈالا مگر دیوبندی خوف کے مارے نہ نکل سکے۔ بھاگ کر مدرسہ کے اندر چھپنے والوں میں مولوی شکر اللہ صاحب بھی تھے۔ ان کا تعاقب کرتے ہوئے ایک سنی نوجوان سسی بشیر خاں نے کمرے کے اندر داخل ہوتے ہوئے ان کو ایک لاشی ماری اور بقیہ جو لوگ مدرسہ کے اندر تھے چھپ گئے جب نوجوانان اہل سنت کا جوش بہت بڑھ گیا اور قریب تھا کہ مولوی شکر اللہ کے مکان کا دروازہ ٹوٹ کر مکان کے اندر داخل ہو جائیں تو ان کے جوش کو ٹھنڈا کیا گیا۔ اور واپس بلایا گیا۔ باوجودیکہ سنی واپس آ گئے اور لڑائی ختم ہو گئی مگر دیوبندیوں پر ایسی سبقت چھائی کہ کئی روز تک گھروں سے باہر نکلنے کی ہمت نہ ہوئی تھی۔ بازاروں میں دیوبندی نظری نہ آتے تھے۔ دیوبندیوں کے اس فساد میں مسلمانان اہل سنت کو عظیم الشان فتح حاصل ہوئی۔ اور دیوبندیوں کو ایسی شکست ہوئی کہ زندگی بھر یاد رہے گی۔ فالحمد لله على ذلك

اہل سنت کا خیال اس کے متعلق کوئی عدالتی کارروائی کرنے کا نہ تھا مگر دیوبندی چونکہ بہت زیادہ مضروب و مجروح ہوئے تھے۔ اس لیے انہوں نے المددیا پولیس، انیٹیا یا مجسٹریٹ کا وظیفہ شروع کر دیا چنانچہ ۲۹ مارچ کو دیوبندیوں کے سرغنہ نے ایک طرف تو مجسٹریٹ ضلع اور حاکم پرگنہ و سپرنٹنڈنٹ پولیس کو تار ویٹے کہ محمد امین معہ اپنی جماعت کے



میرے مکان کا محاصرہ کئے ہوئے ہیں اور مکان لوٹنا چاہتے ہیں۔ دوسری طرف اپنے دیوبندی مضروبوں کو اعظم گروہ ڈاکٹری معائنہ اور استغاثہ کے لئے بھیجا۔ مجبوراً اہل سنت کو بھی کاروائی کرنی پڑی اور ۳۰ مارچ کو وہ دو استغاثہ فریقین کی طرف سے داخل ہوئے مگر ۳۰ مئی کی شام ہی سے محمد شفیع سرور دیوبندی اور عبدالرشید دیوبندی صلح کے لئے دوڑنے لگے اور موضع سکئی کے عبدالستار خاں نے سکئی کے اندر قرب وجوار کے کچھ لوگ اور فریقین کے دس دس آدمی جمع کر کے صلح کرا دی۔ اور استغاثہ اٹھائے گئے مگر چونکہ اس عظیم بوہ سے پولیس کی مدد بھی بہت زیادہ ہوئی اس لئے پولیس نے دفعہ ایک سوسات کی کاروائی کی رپورٹ کی اور ستائشی سنی اور چوالیس دیوبندیوں کے نام پانچ سو روپیہ ضمانت اور پانچ سو روپیہ کا چھکے کا سمن آیا اور ۱۱ اپریل کو مقدمہ پیش ہوا ڈھائی ڈھائی سو روپیہ ذاتی چھکے ہوا۔ پھر کئی تاریخوں سے بعد ۷ مئی ۱۹۳۵ء کو مقدمہ دفعہ ایک سوسات خارج ہو گیا۔ اس کامیابی کی خوشی میں اہل سنت نے اسے صدر عالی جناب شیخ محمد امین صاحب کا شاندار جلوس نکالا کیونکہ مقدمہ میں فتح یابی موصوف کی کوشش کا نتیجہ تھی یہ مذہب اہل سنت کی حقانیت ہے کہ خداوند قدوس نے ہر موقع پر فتح مبین عطا فرمائی۔ بیچارے دیوبندی معہ اپنے سرغنوں کے بٹے بھی خوب اور خود ہی اپنی خواہش سے صلح کر لی۔ دفعہ ایک سوسات کے مقدمہ میں بھی یہ بیچارے بدحواسی اور پریشانی میں عالیجناب شیخ محمد امین صاحب ہی کا منہ دیکھتے اور آپ ہی کے بازو بہت کا سہارا نکلتے تھے بفضلہ تعالیٰ موصوف کی بہت و کوشش سے کامیابی ہوئی فالحمد للہ علی ذلک۔

مدرسہ اہل سنت مصباح العلوم جس طرح مسلمانوں کے لئے روح پرور ان کی دینی خدمات کا کفیل ہے اسی طرح باطل کش بھی ہے۔ بے دیہوں کا رد کرنا ان کی مکاری و عیاری سے مسلمانان کو آگاہ کرنا بھی اس کے فرائض میں سے ہے اس لئے دیوبندیوں کی نظر میں خار ہے ہمیشہ مدرسہ کی شاہراہ ترقی میں روڑے اٹکاتے رہے۔ مدرسہ کے خلاف وہ کون سی کاروائی ہے جو دیوبندیوں نے اٹھا رکھی ہو جہاں اپنی طاقت کام نہیں دیتی غیر اقوام سے مددے کر استعانت بغیر اللہ کے جرم بنتے ہیں۔ چنانچہ دیوبندیوں کے سرغنہ نے ہندوؤں کو درغلا کر مدرسہ کے خلاف جو مقدمہ بازی کا سلسلہ چلایا ہے تو مدرسہ کی سنگ بنیاد سے لے کر دوسری منزل کے قریب ختم تک پانچ سال جاری رہا علمی میدان میں کو دے۔ مناظرہ کی چھیڑ چھاڑ کی جملہ کرام پر افترا و بہتان باندھ باندھ کر فساد کیا یا مگر اللہ کے فضل سے ہر موقع پر دیوبندیوں کو ذلت و رسوائی کے سوا کچھ ملتا نہ آیا۔ مدرسہ بفضلہ تعالیٰ و بعون حبیب صلی اللہ علیہ وسلم دینی خدمات کر رہا ہے اور کرتا رہے گا۔ علاوہ تدریس و تبلیغ کے مدرسہ اہل سنت کی خدمت بھی انجام دیتا ہے۔ اسی سلسلہ میں ایک استغاثہ بھوپور ضلع مراد آباد سے آیا جو تیس سوالات پر مشتمل تھا اس کا ملٹا دیوبندی مذہب کی حقیقت دریافت کرنا تھا استاد محترم حضرت مولانا عبد العزیز صاحب قبلہ نے اس کا جواب بالتفصیل نہایت سلیس عام فہم دیوبندیوں کی معتبر کتابوں کے حوالہ سے لکھ دیا جناب حافظہ عبدالرشید صاحب نے اس کے چھپوانے کی خواہش کی اس لئے اس کا نام بھی مدرسہ کی طرف نسبت کرتے ہوئے المصباح الجدید رکھ دیا اور تجربہ سے یہ خیال ہوا کہ دیوبندی ان حوالوں کو غلط تا کر سنیوں کو



بہکائیں گے اور علما دیوبند کے ان اقوال پر پردہ ڈالیں گے۔ لہذا ان کی وہیں دوزی کے لئے سرورق پر لکھ دیا کہ ایک حوالہ بھی غلط ثابت کر دینے پر پانچ سو روپیہ انعام۔ اس لئے دیوبندیوں کا یہ دروازہ تو بالکل بند ہو گیا۔ اور ایسا کہ چار برس ہوئے کسی نے زبان تک نہ بلائی۔ مگر دیوبندیوں نے دوسری گلی اختیار کی وہ یہ کہ المصباح المجہد کے حوالے تو سب صحیح ہیں مگر علما دیوبند کی عبارتوں کے مطلب غلط بیان گئے ہیں۔ اس مقصد کو مد نظر رکھتے ہوئے المصباح المجہد کے جواب میں ایک کتاب مقام المحمدیہ لکھی اور ایک غیر معروف شخص مسمیٰ محمد حنیف رہبر کے نام سے شائع کی۔ اگرچہ حقیقت شناس جانتے ہیں کہ یہ کتب سلیقہ ہے فلک کو یہ تم نگاری میں

کوئی معشوق ہے اس پردہ زنگاری میں

یوں تو دیوبندیوں کی کتابیں کذب و افترا سے لبریز ہوتی ہی ہیں۔ مگر یہ کتاب خصوصیت کے ساتھ اکاذیب کا دفتر اور افترا و بہتان کا طوفان ہے۔ ساری کتاب تبرا بازی و افترا پردازی سے بھری پڑی ہے۔ المصباح المجہد کی مناسبت و ولایت کے مقابلہ میں دیوبندیوں کی مقام المجہد ان کی مذہبی حرکت ہے جو بکھلاہٹ اور خواب پریشانی سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتی۔ اس کے جواب میں صرف لعنة اللہ علی الکذابين۔ کہنا کافی تھا اسی لئے اس کی طرف پہلے سے توجہ نہ کی مگر جب دیکھا کہ دیوبندی برادری اس کذب و افترا کی پوٹ پر ناز کر رہی ہے۔ چنانچہ ماہ جمادی الثانی ۱۳۵۹ھ موطن سکھ ضلع اعظم گڑھ کے طے شدہ مناظرہ میں اگرچہ دیوبندی مولوی میدان مناظرہ میں آنے کی تاب نہ لا سکے۔ مگر دیوبندیوں نے اپنی خجالت مٹانے کے لئے یہ کہا کہ

مقام المجہد کا جواب نہیں ہوا لہذا مجھے خیال ہوا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ دیوبندی اس دفتر اکاذیب کا جواب نہ لکھنے سے میرے سنی بھائیوں پر طعنہ زنی کریں اس لئے باوجود بے فرضی کے اس کا رد لکھا۔ مولیٰ عزوجل قبول فرما کر ذریعہ ہدایت بنائے۔ صاحب مقام المجہد کی تسکین چونکہ ایک باب سے نہ ہوتی بلکہ ایک مقدمہ اور دو باب بنائے لہذا اس کا رد بھی انہیں عنوانات سے مناسب سمجھا۔ کفر کی حمایت چونکہ کفر ہے اور کفر کی سزا عذاب شدید۔ اس لئے میں نے اس کتاب کا نام العذاب الشديد للمصاحب مقام المجہد رکھا۔ مسلمان بغور مطالعہ کریں انشاء اللہ روز روشن کی طرح واضح ہو جائے گا کہ علما دیوبند کی عبارتوں کے وہی مطالب ہیں جو المصباح المجہد میں بیان کئے ہیں۔ ان پر دیوبندی رہبر نے مقام المجہد میں جو پردہ ڈالنا چاہا ہے وہ سکاری عتاری افترا پردازی بہتان طرازی، تبرا بازی کے سوا کچھ نہیں۔ دیوبندی بھی اگر بنظر انصاف دیکھیں تو عجب نہیں کہ توبہ نصیب ہو۔ وهو حسبي و نعم الوکیل۔

فقیر محمد محبوب اشرفی مبارک پوری



# باب اول

## در ابطال جواب اعتراضات المصباح الجدید

دیوبندیوں کے نزدیک گنگوہی صاحب بنی خلاق بن  
شیخ الہند مولوی

محمود الحسن صاحب نے مرثیہ میں اپنے پیر مولوی رشید احمد صاحب کو  
مرہی خلاق لکھا ہے۔

خدا ان کا مرہی وہ مرہی تھے خلاق کے

مرے مولیٰ مرے مادی تھے بیشک شیخ ربانی

(مرثیہ ص ۱۲)

اس پر المصباح الجدید میں تبلیغ فرمائی کہ اس شعر میں مولوی رشید احمد صاحب  
کو مرہی خلاق لکھا ہے جو رب العالمین کے ہم معنی ہے۔ مرہی خلاق کا  
رب العالمین کے ہم معنی ہونا بالکل کھلی ہوئی بات ہے اور میں اس کو علمی  
روشنی میں لا کر بھی واضح کر دوں گا۔ مگر دیوبندی رہبر اس پر پردہ ڈالنے  
یکھتے جواب دیتے ہیں جس کی حقیقت ابھی کھلی جاتی ہے۔ ہر عاقل بخوبی سمجھ  
سکے گا کہ وہ اعتراض کا جواب ہرگز نہیں البتہ جواب سے ایک بات یہ ظاہر  
ہوگئی کہ جب مولوی محمود حسن صاحب نے گنگوہی صاحب کو مرہی خلاق لکھا  
دیا تو اب کسی دیوبندی کی مجال نہ رہی کہ ان کو مرہی خلاق نہ مانے  
بلکہ ہر دیوبندی کا مذہبی فرض ہو گیا کہ وہ گنگوہی صاحب کو مرہی خلاق  
ہی کہے۔ اس لئے دیوبندی مجیب نے یہ جواب نہیں دیا کہ یہ مولوی محمود حسن

صاحب کی ذاتی رائے ہے۔ ہم اس سے متفق نہیں یہ کوئی مذہبی عقیدہ نہیں  
نہ ہم گنگوہی صاحب کو مرہی خلاق ہی مانتے ہیں۔ بلکہ جواب میں وہ صورت اختیار  
کی کہ گنگوہی صاحب دیوبندی عقیدہ کے مطابق مرہی خلاق ہی بنے ہیں  
اور بڑے جل جہنم کر بیچ و تاب کھا کر اپنی عادت کے مطابق تبرا بازی کرتے  
ہوئے مرہی خلاق ہی کو ہلکا پھلکا بنانے کی بیجا کوشش کی اور کہا۔

اردو محاورات میں مرہی بہت معنی میں مستعمل ہے۔ نور اللغات میں

ہے کہ مرہی سرپرست کے معنی میں بھی مستعمل ہوتا ہے اور مرہی بمعنی تربیت  
کھنڈہ والدین و استاد و پیر عام طور پر کہا جاتا ہے۔ قرآن مجید میں بھی یہ

محاورہ استعمال کیا گیا ہے۔ وَقُلْ رَبِّ ارْحَمْنَا كَمَا رَحِمْتَ ابْنِي صَفِيًّا  
اس پر بڑے اچھل کر کہا۔ معنی صاحب نگاہیں قرآن عزیز پر میری فتنے کیونکہ

اس آیت میں والدین کو اولاد کا مرہی کہا گیا ہے اور آپ کے نزدیک مرہی  
بالکل رب العالمین کے ہم معنی ہے۔ مقام المجدید لخصاً ص ۱۸۱۔

ناظرین گرام ذرا المصباح الجدید کے اعتراض اور دیوبندی رہبر کے  
جواب کو لا کر دیکھیں تو معلوم ہو جائے گا کہ یہ رہبری ہے یا رہزنی۔ اعتراض تو

مرہی خلاق کہتے پر ہے۔ مرہی خلاق کو رب العالمین کے ہم معنی بتایا ہے۔  
نہ کہ صرف مرہی کو۔ رہبر صاحب خلاق کو بالکل ہی ہضم کر سکے آپ خلاق

کو چھوٹے بھی نہیں محض مرہی کو لے رہے ہیں کیا مرثیہ میں گنگوہی صاحب  
کو صرف مرہی ہی لکھا ہے، مرہی خلاق نہیں لکھا جب آپ کو مرثیہ میں

نہیں دکھائی دیتا المصباح الجدید کا اعتراض بھی نہیں سوچتا تو تصنیف  
کے خواب کیوں دیکھنے لگے۔ الب پڑھو اپنے اوپر

گر یہی ہے خبری حضرت والا ہوگی

تار و پود پوری سبب تہ و بالا ہوگی



الصباح الجدید اور مرثیہ کی عبارت بھی جسے نظر آئے وہ قرآن مجید  
کو کیا سمجھے۔ نور اللغات میں صرف مربی کا استعمال سرپرست کے معنی میں  
بتایا ہے یا مربی خلاق کا بھی۔ قرآن مجید میں والدین کے لئے صرف ترتیب کا  
استعمال ہوا ہے یا مربی خلاق بھی کہا گیا ہے۔ اگر آیت قَبِيلًا فِي صَغِيرَةٍ  
سے گنگوہی جی کے مربی خلاق ہونے پر استدلال تھا تو اسے نزدیک صحیح  
ہے تو قرآن مجید کی ان دو آیتوں سے گنگوہی صاحب کا رب العالمین ہونا  
بھی ثابت ہو جائے گا۔ پہلی آیت مِاَصًا حَبِي السَّجِينِ اَمَّا اَحَدُكُمَا  
فَيَسْتَقِي وَتَبْتَ خَيْرًا۔ یوسف علیہ السلام نے فرمایا اے میرے قید خانہ  
کے دونوں ساتھیو تم میں ایک تو اپنے رب (بادشاہ) کو شراب پلانے گا  
دوسری آیت قَالَ اِنْ جِئْتَنِي فَاسْتَلْهُ فَرَمَا یوسف علیہ السلام نے  
اپنے رب (بادشاہ) کی طرف پلٹ جا پھر اس سے پوچھ۔ ان دونوں آیتوں  
میں رب کا استعمال بادشاہ کے لئے ہوا اور آپ کے نزدیک جب مربی  
کا استعمال غیر خدا کے لئے گنگوہی کے مربی خلاق ہونے کی دلیل بن گیا۔ تو  
رب کا استعمال غیر خدا کے لئے وہ گنگوہی صاحب کو رب العالمین کیوں  
نہ بنائے گا۔

یہ تو دیوبندیوں کے جواب و استدلال کی حقیقت تھی جو ظاہر ہوئی۔  
اب اس کو واضح کرتا ہوں کہ مربی خلاق یقیناً رب العالمین کے ہم معنی  
ہے۔

خبر کیجئے رب العالمین میں دو لفظ ہیں رب اور عالمین۔ اسی طرح  
مربی خلاق میں دو لفظ ہیں۔ ایک مربی دوسرا خلاق۔ اگر مربی رب کے معنی  
میں اور خلاق عالمین کے معنی میں ہو تو مربی خلاق کا رب العالمین کے  
ہم معنی ہونا آفتاب سے زیادہ روشن ہے۔ اب سینے خلاق جمع خلق بمعنی

خلق کی ہے۔ عالمین جمع ہے عالم کی۔ اللہ کے سوا ہر شے جو موجود ہے اس  
کو عالم کہتے ہیں۔ اسی طرح اس کے سوا ہر شے کو خلق بھی کہتے ہیں یعنی جو چیز  
عالم ہے وہ خلق ہے جو خلق ہے وہ عالم ہے۔ دیکھو عقائد نسفی العالم جمیع  
اجزاء محدث۔ اس کی شرح میں علامہ تفتازانی فرماتے ہیں۔ العالم ای  
ماسوی اللہ تعالیٰ من الموجودات مما یعلم بہ الصانع محدث ای  
مخرج من العدم الی الوجود بمعنی انہ کان معدوماً من وجہ۔  
لہذا خلاق اور عالمین کے ایک معنی ہوتے۔

اب رہا مربی اور رب۔ مربی اور رب کا استعمال کسی خاص کی طرف  
اضافت کے ساتھ غیر خدا کے لئے وارد ہے لیکن خلاق اور عالمین کی  
طرف مضاف کر کے معنی رب العالمین و رب الخلاق مربی عالمین مربی  
خلاق غیر خدا کے لئے وارد نہیں۔ اردو میں نہ فارسی عربی میں بھی تو وجہ  
ہے کہ دیوبندی رہبر کو ایک بھی ایسی مثال نہ مل سکی جس میں کسی مخلوق کو  
مربی خلاق کہا گیا ہو۔ اسی وجہ سے خلاق کو چھوڑ کر صرف مربی خلاق کو لے  
لیا۔ لہذا اس استعمال میں مربی اور رب برابر ہیں۔ معنی کے لحاظ سے سینے تو  
مربی کے حقیقی معنی میں تربیت کنندہ۔ اردو میں اگرچہ سرپرست کے معنی میں  
بھی آتا ہے لیکن اس وقت جبکہ خلاق اور عالمین کی طرف مضاف نہ ہو  
اور یہاں خدا کی طرف اضافت ہو رہی ہے۔ لہذا وہی حقیقی معنی تربیت  
کنندہ یعنی پرورش کرنے والا ہوتے۔

رب کے معنی بھی تربیت کنندہ اور پرورش کنندہ ہیں۔ بیضادی  
شریف میں ہے۔

الرب فی الاصل بمعنی الترمیہ و ترجمہ رب لغت میں بمعنی تربیت  
ہی تبلیغ الشی الی کمالہ شیعاً ہے اور وہ تدریجاً شے کو اس کے



فشیئا شرو صفت به للمبالغة كالصوم  
والعدل۔

عدل۔

منتخب اللغات ذلک لفظ میں ہے الرب بالفتح بصلاح آئندہ یعنی  
پرورش کرنے والا۔ لہذا معلوم ہوا کہ یہاں ربی اور رب کے ایک معنی  
میں اور خلاق و خالق کا ہم معنی ہونا پہلے ہی ثابت ہو چکا۔ لہذا ثابت ہوا  
کہ ربی خلاق رب العالمین کے ہم معنی ہے جس طرح رب العالمین کا  
اطلاق مخلوق پر جائز نہیں اسی طرح ربی خلاق کا اطلاق بھی مخلوق پر جائز  
نہیں۔ کیوں کہ ہر صاحب اب کھلی آنکھیں معلوم ہوا آپ کو کہ المصباح الجید  
کا اعتراض ہی ہے واقعی ربی خلاق رب العالمین کا ہم معنی ہے اور آپ کے  
پاس اس کا کوئی جواب نہیں۔ اب تو آپ کو شرانہ چاہیے اور گنگوہی جی کو ربی  
خلاق ماننے سے توبہ کرنا چاہیے۔ اسی سلسلہ میں گنگوہی صاحب کی مدح  
سرائی کا لٹا خطبہ پڑھا ہے کہ انہوں نے بدعتوں کو سی مشرکوں کو موصد بنایا  
ہے یہ بالکل الٹی بات ہے اس کے برعکس نام تہذیبی کا فورسب جاتے  
ہیں کہ گنگوہی صاحب دہائی گرتے۔ ساری عمر سی مسلمانوں کو مشرک و بدعتی  
ہی کہتے کہتے گزاری لہذا اگر یوں کہا جاتے کہ گنگوہی صاحب نے سنیوں کو  
بدعتی اور موصدوں کو مشرک بنایا تو درست ہوگا اور بات بھی یہی ہے دیوبندی  
رہبر نے یہاں اردو دوانی پر یہی تبر بازی کی ہے۔ لہذا میں ناظرین کی فراغت  
جمع کے لئے دیوبندی اردو سناؤں اور وہ بھی کسی معمولی شخص کی  
نہیں بلکہ دیوبندیوں کے پیشوا گنگوہی صاحب کی۔ موضع سانگیرا سے ایک گوجر  
کی لڑکی آئی اور اس کے عرض کیا کہ میرے باپ کو جیش کی شکایت ہے آپ  
نے اسی زبان میں اسی لہجہ سے یہ دو اسباق کی۔

جامن کی کپسل سے کر دہی میں رگڑ کے بٹے مان گیر کے پلا دے۔ یعنی جامن  
کی کپل کو دہی میں رگڑ کے پیالہ میں ڈال کر پلا دے۔ حاشیہ تذکرۃ الرشید  
۶۵۔

واہ ری دیوبندی اردو تیرا کیا کہنا۔ ہر دوسرے حرف پر تشویر واجب  
ہے اردو زبان تو دیوبند واسے ہی کچھ جانتے ہیں، دوسرے لوگ جھلا  
کیا جانیں۔ جب ہی تو آپ کے شیخ الہند صاحب فرماتے ہیں۔

اس میحانی کو دیکھیں ذری ابن مریم

اور فرماتے ہیں قبولیت اسے کہتے ہیں، کہتے "قبولیت" نے تو شیخ الہند  
صاحب کی عربیت کی قلعی کھول دی اور فرماتے ہیں، پھر میں تھے کعبہ میں بھی  
پوچھتے گنگوہی کا رستہ، کیا اعلیٰ فصاحت ہے جب ہی تو دیوبندیوں کے  
پیشوا مولوی شبلی احمد و مولوی رشید احمد صاحب نے اپنی کتاب براہین قاطعہ  
کے صفحہ ۲۶ پر لکھا ہے کہ ایک صالح فخر عالم علیہ السلام کی زیارت سے خواب  
میں مشرف ہوئے تو آپ کو اردو میں کلام کرتے ہوئے دیکھ کر پوچھا کہ آپ کو  
یہ کلام کہاں سے آگئی آپ تو عربی میں فرمایا کہ جب سے علماء مدرسہ دیوبند  
سے ہمارا معاملہ ہوا ہم کو یہ زبان آگئی۔ سبحان اللہ اس سے رتبہ اس مدرسہ  
کا معلوم ہوا۔ براہین قاطعہ صفحہ ۲۶۔

دیوبندیو! ذرا کان کھول کر سن لو یہ ہے تمہارے پیشواؤں کی اردو  
جس میں کلام مؤنث ہے۔ اسی فصاحت پر حضور کو اردو سکھاتے ہیں اور  
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا شاگرد بنانے کے لئے خواب تصنیف کرتے  
ہیں۔ کیا تو ایمان والوں کا حصہ ہے۔



گنگوہی صاحب کی سیمائی عیسیٰ  
علیہ السلام سے بڑھ کر ہے۔

پانچ مولوی محمود حسن صاحب نے مرثیہ میں ص ۳۳ پر لکھا ہے کہ  
مردوں کو زندہ کیا زندوں کو مرنے نہ دیا

اس سیمائی کو دیکھیں ذری ابن مریم  
اسی پر المصباح الجدید میں تنبیہ فرمائی اور آگاہ کیا کہ دیوبندیوں کے  
نزدیک گنگوہی صاحب سیمائی میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بڑے  
ہوتے ہیں کیونکہ اگر بڑھا نہ جانتے تو یہ نہ کہتے کہ  
اس سیمائی کو دیکھیں ذری ابن مریم

مرثیہ کے اس کفری قول پر پر وہ ڈالنے کے لیے دیوبندی رہبر  
نے بڑا زور لگایا۔ بے چارے نے دو آیتیں بھی بے محل نقل کیں۔  
محاورہ بھی بے محاورہ بتایا جس کا نتیجہ یہ نکالا کہ موت و حیات کا استعمال  
گمراہی اور ہدایت میں بھی ہوتا ہے اور شعر کا یہ مطلب بتایا کہ گنگوہی صاحب  
نے گمراہوں کو ہدایت دی اور ہدایت یافتہ کو گمراہی سے بچالیا اور دوسرے  
مصرعہ میں یہ تمنا کی ہے کہ حضرت یسوع ابن مریم گنگوہی صاحب کے اس فیض  
کو ملاحظہ فرمائیں اور خوش ہوں۔ مقام الحدید مختصاً ص ۱۹۔

شعر کا مطلب تو یہ ہرگز نہیں ہو سکتا البتہ یہ دیوبندی مسند کی  
خوش حیدگی کے جوہر ہیں کہ بالکل ہی بے تنگی اڑا رہے ہیں کیوں رہبر صاحب  
آپ کی دلیل کی حقیقت بس یہی ہے کہ موت و حیات کا استعمال مجازاً  
چونکہ ہدایت و گمراہی میں ہو گیا ہے۔ لہذا اب کون روکنے والا ہے اس  
تو ہر جگہ جہاں آپ کا جی چاہے گا بلا قرینہ ہی ہدایت و گمراہی مراد دیں

کے کیونکہ آپ تو رہبر ہیں آپ کے لیے کسی قرینہ کی کیا ضرورت ہے مگر  
یہ رہبر ہی نہیں راہزنی ہے۔

مجازی معنی مراد لینے کے لیے قرینہ شرط ہے اس شعر میں معنی مجازی پر  
قرینہ تو کیا بلکہ اس کے عدم پر قرینہ موجود ہے اور وہ عیسیٰ علیہ السلام کا تقابل  
ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا وصف مردے جلانا جو مشہور ہے وہ مجازی معنی  
کے اعتبار سے ہرگز نہیں بلکہ حقیقی معنی میں ہے اس لیے جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام  
سے تقابل ہے تو وہی حقیقی معنی مراد لیے جائیں گے لہذا شعر میں ہدایت و  
گمراہی مراد لینا گمراہی و دھوکہ بازی ہے۔ بلکہ وہی مارنا جلانا مراد ہے۔ اور  
گنگوہی صاحب اس میں حضرت یسوع سے بڑے ہوتے ہیں کیونکہ انہوں  
زندوں کو مرنے سے بچالیا اور اگر آپ قرینہ وغیرہ سے آنکھیں بند کر کے  
ہر قاعدہ سے بے قید ہو کر ہدایت و گمراہی مراد دیں۔ تب بھی حضرت عیسیٰ  
علیہ السلام سے گنگوہی صاحب کی ہدایت ضرور بڑھ جائے گی جس میں حضرت  
یسوع علیہ السلام کی کھلی توہین ہے کیونکہ دوسرا مصرعہ اس سیمائی کو دیکھیں  
ذری ابن مریم پکار کر کہہ رہا ہے کہ گنگوہی صاحب کی ہدایت عیسیٰ علیہ السلام  
سے بڑھ گئی کیونکہ اگر محض عیسیٰ علیہ السلام کو خوش کرنا ہی ہوتا تو یوں کہا جاتا  
اس سیمائی سے خوش ہوں ذری ابن مریم،

بے دینو! انبیاء علیہم السلام کی توہین کرتے ہو اور جب تواضع  
کیا جاتا ہے تو پردہ ڈالتے ہو۔ تو یہ نہیں کرتے یہاں سب بھال دے  
بھول گئے یہ نہیں سوچتا کہ اس شعر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے تقابل  
کر کے دکھایا ہے اور ہر زبان کا محاورہ ہے۔ اردو میں بھی مستعمل ہے کہ  
تعریف کے موقع پر جب بولا جاتا ہے کہ ذرا اس کو دیکھیں تو تعجب  
علی وجہ الفوقیت ہی مراد ہوتا ہے کہ جس کو مقابلہ کر کے دکھایا جا رہا ہے



اس سے یہ بڑھا ہوا ہے جیسے حضرت علی اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شجاعت میں کہا ہے ۔

جو کے پیاسے نے ہزاروں کو تہ تیغ کیا  
اس شجاعت کو ذرا دیکھے تو رستم آ کر

جس طرح اس شعر میں حضرت علی اکبر رضی اللہ عنہ کو شجاعت میں رستم پر فوقیت ظاہر ہے اسی طرح مرثیہ کے اس شعر میں ۔

مردوں کو زندہ کیا زندوں کو مرنے نہ دیا  
اس سیمائی کو نکمیں ذری ابن مریم

حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر گنگوہی صاحب کی برتری اور فوقیت ظاہر ہے اور المصباح الحبید کا اعتراض بالکل سچی و بجا ہے اور دیوبندیوں کے پاس اس کا کوئی جواب نہیں۔ مرثیہ کے اس کفری شعر کے مقابلہ میں مراح اعلیٰ حضرت کا یہ شعر پیش کیا ہے ۔

شفا بیمار پاتے ہیں طفیل حضرت عیسیٰ  
ہے زندہ کر رہا مردے خواہ احمد رضا کا

مرثیہ کے مقابلہ میں مراح اعلیٰ حضرت کا پیش کرنا کتنی بڑی شرم کی بات ہے۔ مراح کے قائلین عوام الناس ہیں۔ اہل سنت کے نزدیک مذہبی حیثیت سے ان کا قول معتبر نہیں اور مرثیہ تو تمہارے شیخ الہند کا ہے جن کے بقول پر دیوبندی ایمان لاپکے ہیں پھر مراح سے مقابلہ کیسی شرمناک حرکت ہے۔ مگر بات یہ ہے علامہ اہل سنت میں سے کسی کا کوئی ایسا قول قیامت تک مل ہی نہیں سکتا۔ اس لئے عوام کے ہی قول کو استے میں اور وہ بھی محض عوام کو دھوکہ دینے کے لئے کیا اس شعر میں بھی ہے۔ اس سیمائی کو نکمیں ذری ابن مریم، کیا اس میں بھی تقابل ہے

کیا اس میں بھی عیسیٰ علیہ السلام کو اعلیٰ حضرت کی سیمائی دکھائی گئی ہے۔ اس اپنے کفری شعر کے مقابلہ میں ذکر کرتے ہوئے کچھ تو شرماتے ہوتے یا دیکھو سنی عوام اور بے علم کا کلام بھی تو یہیں سے پاک ہوتا ہے۔ تم نے اس کا مقابل بنانے کے لئے شعر کا مطلب بگاڑا لفظ طفیل کو ایک ہی طرف لیا۔ طفیل حضرت عیسیٰ کا تعلق دونوں مصرعوں سے ہے اور مطلب صاف یہ ہے کہ بیماریوں کا شفا پانا اور مردے سے زندہ ہونا یہ دونوں کام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے طفیل و صدقہ سے ہیں اور اس کا ظہور اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی سعی و کوشش سے ہے لہذا ثابت ہوا کہ مراح کے اس شعر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعریف ہے مگر دیوبندیوں کو کیا سوچے ۔ آنکھیں اگر میں بند تو پھر دن بھی رات ہے

### گنگوہی صاحب کے عبید یوسف ثانی ہیں

قبولیت اسے کہتے ہیں قبول ایسے تو ہیں

عبید سود کا ان کے لقب یوسف ثانی

مرثیہ ص ۱۱

مرثیہ کے اس شعر میں مولوی محمود حسن صاحب نے گنگوہی صاحب کے کالے کالے بندوں کو یوسف ثانی کہا ہے مگر دیوبندی دہم نے اس پر پردہ ڈانے کے لئے بڑی حیرانی و پریشانی کے بعد توجیہ کی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے۔ عبید عبد کی جمع ہے اور عبد کے معنی غلام اور خادم کے ہیں اور یوسف ثانی سے مراد حسین و جمیل ہے اور شعر کا مطلب ہے کہ گنگوہی صاحب کے خادم کالے کالے ہی حسین و جمیل نظر آتے تھے



مقام مختص ۲۶

جو شخص دیوبندی مذہب سے ناواقف ہو وہ شاید دھوکہ میں آ کر کہہ دے کہ یہ مطلب ہو سکتا ہے لیکن جو دیوبندی مذہب سے واقف ہے اس پر روشن ہے کہ دیوبندی کے اس شعر کا یہ مطلب قیامت تک نہیں ہو سکتا اس لیے کہ یہ مطلب تو اس بات پر موقوف ہے کہ عہد کے معنی غلام اور خادم کے ہوں اور دیوبندی دھرم میں عہد کے معنی صرف عابد ہی کے ہیں، غلام اور خادم کے نہیں ورنہ عبداللہی، عبدالمصطفیٰ، عبدالمکرم جیسا کہ جو دیوبندیوں کے نزدیک شرک ہے۔

تقدیمت الایمان کے ص ۱ پر ہے۔ جب اولاد ہوان کی (اماموں شہیدوں کی) نذر دنیا نہ کرے اپنی اولاد کا نام عبداللہی، امام بخش، پیر بخش رکھے۔ سوان سب باتوں سے شرک ثابت ہوتا ہے۔ بہشتی زیور کے ص ۱۶ پر علی بخش حسین بخش، عبداللہی وغیرہ نام رکھنے کو مشرک و کفر میں گنایا ہے اب پوچھو دیوبندی رہبر سے جب کہ عہد کے معنی غلام اور خادم کے ہیں تو عبداللہی نام رکھنا شرک کیسے ہوا کیا تمہارے نزدیک نبی کا خادم اور غلام بننا شرک ہے، یہی تمہارا دین ہے۔ اسی پر مسلمان کا دعویٰ ہے شرم نہیں آتی عبدالمکرم کو، عبدالمصطفیٰ بننا جائز مانو اور عبداللہی کو شرک کہو۔ یہ نبی کی عداوت اور تقاضی کی حمایت نہیں تو اور کیا ہے۔ جب تمہارے نزدیک عبداللہی شرک ہے تو تم کس منہ سے کہہ سکتے ہو کہ عہد کے معنی غلام اور خادم کے ہیں۔ تمہارا مذہب پکار رہا ہے کہ عہد کے معنی تمہارے مذہب میں بندہ عابد کے ہیں لہذا شعر کا مطلب یہی ہوا کہ گنگوہی صاحب کے کالے کالے بندے یوسف ثانی ہیں یعنی دوسرے یوسف فرق حرف اتنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اعلیٰ درجہ کے حسین و جمیل بندہ یوسف علیہ السلام

تھے اور گنگوہی صاحب کے کالے کالے ہی بندے یوسف ثانی ہیں۔ لہذا المصباح الجدید کا الزام ثابت رہا اور اس کا جواب دیوبندی مذہب پر قیامت تک ممکن نہیں۔ پیر جماعت علی شاہ صاحب کے کسی مرید کے یہ دو شعر پیش کیے ہیں۔

بظن ہر مرصع بباطن مجھ سے  
تو ہر رنگ حرف خدا بن کے آیا  
سدا تجھ میں دیکھا نبی تجھ میں پایا  
تو آئینہ ہر ضیاء بن کے آیا

دیوبندی رہبر کو ذرا عینت نہیں آتی۔ کہاں تمہارے شیخ الہند جن پر تم ایمان لائے ہو اور کہاں یہ بے چارے حوام جن کا قول اہل سنت کے نزدیک مذہبی حیثیت سے معتبر نہیں۔ یہ حرکت تمہیں کیا فائدہ پہنچا سکتی ہے تاہم دونوں شعروں کا مطلب ظاہر ہے۔ یعنی آپ صبیحۃ اللہ کے رنگ میں رنگے ہیں۔ اس لیے ظاہر و باطن دونوں آراستہ ہیں اور آپ میں جلوہ خدا اور جلوہ رسول نظر آتا ہے کیونکہ شاعر نے پیر صاحب کو آئینہ بتایا ہے اور آئینہ میں ذات کا انعکاس محال ہے لہذا جلوہ ہی مراد لیا جائے گا۔

گنگوہی صاحب بانی اسلام کا ثانی ہیں | علامہ دیوبند کا عقیدہ ہے کہ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی بانی اسلام (خدا) کے ثانی ہیں چنانچہ دیوبندیوں کے شیخ الہند مولوی محمد حسن صاحب نے مرثیہ میں فرمایا ہے۔  
زباں پر اہل اموال کے کچھوئل علی بنی شاید  
انھا عالم سے کوئی بانی اسلام کا ثانی

المصباح الجدید میں علامہ دیوبند کا یہی عقیدہ بیان فرمایا ہے مقام الحدید



اگرچہ اس کے جواب میں کبھی گئی ہے مگر یہ عقیدہ چونکہ دیوبندیوں کا متفقہ ہے۔ اس لیے رہبر صاحب نے مقام الحدید میں اس سے انکار نہیں کیا بلکہ بہت سی آیتوں اور حدیثوں سے ثابت کیا کہ واقعی گنگوہی صاحب بانی اسلام کے ثانی ہیں لہذا المصباح الجدید کی تصدیق ہوگئی رہا یہ کہ المصباح الجدید میں باقی اسلام کے بعد ہلالین میں (خدا) لکھا ہے تو یہ کوئی اپنی ذاتی رائے نہیں بلکہ دیوبندی مذہب پر بانی اسلام کی تفسیر ہے اور قائل چونکہ دیوبندی ہے لہذا اشعر کا مطلب یہی ہوا کہ مولوی رشید احمد گنگوہی ثانی خدا عالم سے اٹھ گئے مگر رہبر صاحب اس پر بہت ہی بگڑے۔ بہت سی صلوٰتیں سنائیں ماحول بھی پڑھی اور یہ کہا کہ معلوم ہوتا ہے رضا خانی مذہب میں خدا بھی عالم سے اٹھ جاتا ہے۔ مقام الحدید ص ۱۱

رہبر صاحب کو یہ تو ہرگز نہیں معلوم ہوتا ہوگا مگر یہ ضرور معلوم ہوتا ہے کہ غصہ میں آپ کے حواس جاٹے رہے۔ عذر تو کیا ہوتا۔ ۷

اٹھا عالم سے کوئی بانی اسلام کا ثانی

اس میں عالم سے اٹھنا بانی اسلام کے لیے ہے یا بانی اسلام کے ثانی کے لیے ہے۔ جب ثانی کے لیے حکم ہے تو بانی اسلام کے معنی خدا لینے سے خدا کا عالم ہے اٹھنا کیوں لازم آیا۔ آپ کو آگے پیچھے کا کچھ خیال ہی نہ رہا۔ البتہ ثانی خدا (گنگوہی جی) عالم سے اٹھے اور اس سے خدا کا عالم سے اٹھنا لازم نہیں آتا۔ اس لیے کہ تم خود کہتے ہو کہ ثانی اس شعر میں مسائل کے معنی میں نہیں صرف دوم کے معنی میں ہے لہذا اوصاف میں اشراک ضروری نہ ہوا چہ خدا کا اٹھنا کیسے لازم آیا اور اگر مسائل کے معنی میں بھی ہو تو بھی متبارے توں کی بنا پر جزئی مشابہت میں برابری لازم نہیں پھر بھی خدا کا عالم سے اٹھنا کسی طرح لازم نہیں آیا تعجب ہے آپ کو یہ کیسے معلوم ہو گیا فانی

اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ کو اپنا کہا یا دہنیں رہتا۔ دروغ گو را حافظہ باشد۔ پھر دیوبندی رہبر نے شعر کا مطلب بتاتے ہوئے کہا کہ:۔ بانی اسلام سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور ثانی مسائل کے معنی میں نہیں بلکہ دوم اور دوسرے کے معنی میں ہے اور گنگوہی کی موت پر اعلیٰ ہبل کا نعرہ بلند کیا گیا تھا لہذا اشعر کا مطلب یہ ہوا کہ اہل باطل کی طرف سے جس طرح اعلیٰ ہبل کے نعرے اس وقت لگے تھے جب شیطان نے بانی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق وہ ناپاک خبر اڑائی تھی اسی طرح آج ان ہبل پرستوں کی ذریت قبر پرستوں تعزیر پرستوں وغیرہ کی زبان پر وہی ناپاک نعرہ ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس نزع کا کوئی اور واقعہ پیش آگیا اور کوئی حتمی سنت ماحی بدعت شاید اس عالم سے اٹھ گیا کہ یہ باطل پرست اسی کی وفات کی خوشی میں شیطانی نعرے لگا رہے ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو اس خاص معاملہ میں پہلے تھے اور حضرت مولانا گنگوہی دوسرے ہوئے بہر حال مولانا کے اس شعر کا مطلب یہی ہے۔ مقام الحدید ص ۱۲ دیوبندی نے اس مطلب کی بنیاد میں باتوں پر رکھی ہے۔ اول یہ کہ بانی اسلام سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں۔ دوسرے ثانی کے معنی دوم کے ہیں۔ تیسرے گنگوہی جی کی موت پر اعلیٰ ہبل کا نعرہ لگایا گیا تھا لہذا ان تینوں باتوں کے متعلق کچھ تفصیلی گزارشیں کر دوں جس سے معلوم ہو جائے گا کہ دیوبندی مذہب پر شعر کا یہ مطلب قیامت تک نہیں ہو سکتا۔ اول سینے۔

آپ کہتے ہیں کہ بانی اسلام کا اطلاق اصلی اور حقیقی معنی کے لحاظ سے حق قلے پر ہونا چاہیے مگر اردو محاورات میں بطور مجاز یہ اطلاق شائع و ذائع ہے۔ برابر اردو نظم و نثر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بانی اسلام لکھا جاتا ہے۔ مقام ص ۱۱



جی ہاں لکھا جاتا ہے اور دو نظم و نشر میں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب داں  
حاضر و ناظر لکھا جاتا ہے اور یا رسول اللہ بھی لکھا جاتا ہے مگر اس سے آپ کو  
کیا واسطہ کیا فائدہ جو حضور کو ہاذہ تعالیٰ دین میں ممتاز مانتے ہیں امت کی  
باگ حضور کے ہاتھ میں جانتے ہیں وہ حضور کو محب زبانی اسلام کہتے ہیں آپ  
اپنے مذہب کو یاد کیجئے ذرا تھانوی صاحب سے پوچھیجئے اپنے عین ایمان  
کو دیکھیجئے تقویت الایمان پڑھیجئے یا خود پیغمبری کو یوں سمجھئے کہ شرع انہیں  
کا حکم ہے ان کا جو جی چاہتا تھا اپنی طرف سے کہہ دیتے تھے اور وہی بات  
ان کی امت پر لازم ہو جاتی تھی سو ایسی باتوں سے شرک ثابت ہو جاتا ہے  
ص ۵۷

اس عبارت میں حضور کے بانی اسلام نہ ہونے کی صاف تصریح ہے  
کہ شرع ان کا حکم نہیں بلکہ اس اعتقاد کو شرک بتایا ہے۔ تھانوی صاحب  
نے اپنے وعظ ذکر الرسول مطبع کان پور کے ص ۲۳ پر لکھا ہے کہ بانی اسلام  
خدا سے تعالیٰ ہے۔ پھر تم کس منہ سے حضور کو بانی اسلام کہہ سکتے ہو کیا  
تقویت الایمان کے منکر ہو گئے۔ تھانوی صاحب سے مخوف ہو گئے یا مجاز  
کی آڑ میں منکر بننا چاہتے ہو۔ تقویت الایمان پر ایمان رکھتے ہوئے اور  
تھانوی صاحب کو مانتے ہوئے تمہیں ماننا پڑے گا کہ حضور کو بانی اسلام  
نہیں کہہ سکتے لہذا بانی اسلام سے مراد خدا ہی ہوا اور مصباح الجدید میں  
جو بانی اسلام کی تفسیر (خدا) کی ہے۔ تمہارے مذہب پر صحیح درست ہونی  
دوسرے لفظ ثانی کو یہاں دوم کے معنی میں بتایا یہ بھی محض غلط ہے یہ  
بھی نہ سمجھا کہ یہ گنتی اور شمار کا موقع نہیں یہاں گنگوہی صاحب کی تعریف  
ہو رہی ہے ان کے مراتب کا اظہار ہے یہ بتانا مقصود ہے کہ وہ نظم و  
شرعیہ کو قائم کئے ہوئے تھے عالم میں توحید انہیں کے دم سے تھی بھی

توان کے مرنے پر بقول تمہارے شد کی نعرے بلند ہونے لگے اور ثانی  
بانی اسلام کی کم از کم یہ شان ہونا بھی چاہیئے اور اگر دوم کے معنی میں ہو  
تب بھی گنگوہی صاحب دوسرے بانی اسلام ضرور ہو جائیں گے یہ ہرگز نہیں  
ہو سکتا کہ صرف گنگوہی کو چھوڑ دیا جائے کہ گنگوہی صاحب دوسرے کس بات میں  
دوسرے بانی اسلام ہونے میں یعنی دوسرے بانی اسلام اور بانی اسلام  
تمہارے مذہب پر خدا کے سوا کوئی نہیں ہو سکتا لہذا گنگوہی صاحب  
دوسرے خدا ہوئے اور اگر اپنے مذہب کو چھوڑ کر بانی اسلام سے  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی مراد تو گنگوہی جی کم از کم دوسرے رسول ہوئے  
تیسرے یہ کہنا کہ گنگوہی صاحب کی موت پر اعلیٰ ہبل اعلیٰ ہبل کے  
نعرے بلند ہوئے یہ سفید جھوٹ ہے۔ ایسی ہی افترا بازی اور بہتان طرازی  
پر دیوبندی مذہب کا مدار ہے۔ ایسا صریح جھوٹ بولتے ہوئے ذرا تو  
شرع کو بغیرت کرو۔ ذنب جانتی ہے کہ اب نہ ہبل ہے نہ اس کے  
پوچھنے والے۔ مصطفائی ہدایت کے انوار نے ہبل اور ہبل پرستوں کو  
خاک میں ملا دیا۔ اب دیوبندیوں کے دماغوں ہی میں ہبل کی یاد ہو تو ہو  
اس کے علو کے نقشے کھینچیں تو کھینچیں۔ دنیا میں کوئی اس کا پکارنے والا  
نہیں اس تفصیل نے روز روشن کی طرح ظاہر کر دیا کہ دیوبندی رہبر نے  
جن تین باتوں پر شرع کے معنی کی بنیاد رکھی تھی وہ کذب و افترا غلط اور  
تھانوی و تقویت الایمانی حکم سے شرک میں اور یہ مطلب دیوبندی مذہب  
پر قیامت تک نہیں ہو سکتا لہذا شرع کا مطلب وہی ہوا جس کی طرف  
المصباح الجدید میں اشارہ فرمایا ہے یعنی گنگوہی صاحب ثانی خدا عالم سے  
اٹھ گئے۔ اس تفصیل کے بعد اس نمبر کے رد میں اور کچھ لکھنے کی ضرورت نہ  
تھی مگر بے دینوں کا طریقہ ہے کہ اپنے مدعا باطل کی تائید میں عوام



کو دھوکہ دینے کے لیے آیات و احادیث خواش تراش کیا کرتے ہیں چنانچہ اس موقع پر بھی دیوبندی رہبر نے گنگوہی جی کو ثانی محمد بنائے کے لیے آیتیں و حدیثیں کچھ اقوال لکھے ہیں لہذا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس کے متعلق بھی کچھ وضاحت کر دوں۔

دیوبندی رہبر نے گنگوہی صاحب کو ثانی رسول بنانے کے لیے یہ دعویٰ کیا ہے کہ کسی خاص معاملہ میں امتی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ثانی کہنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو امتی کا ثانی کہنا جائز ہے کیونکہ اس ثانویت میں مرتبہ کا لحاظ نہیں ہوتا صرف عددی نمبر کا لحاظ ہوتا ہے اسی پر آیت اِذَا احْرَجَ النَّبِيُّنَ كَقَدَّوْا ثَانِيًا ثَانِيْنِ اِذَا هُمَا فِي الْغَارِ اور حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے دو شعر جن میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا وصف ثانی اثینین مذکور ہے۔ نقل کئے اس کے بعد تفسیر کبیر کی یہ عبارت نقل کی ہے۔

دل هذه الآية على فضل أبي بكر  
رضي الله عنه من وجوه  
الرابع انه تعالى سماه ثاني  
اثنين فجعل ثاني محمداً عليه السلام  
حال كونه في النار والعلم اشتباهاً  
رضي الله عنه كان ثاني محمد  
صلى الله عليه وسلم في الكثر  
المناصب الدينية

ترجمہ۔ یہ آیت کریمہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت پر چند وجوہ سے دال ہے۔  
چوتھی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ثانی اثینین فرمایا پس بحالت رفاقت غار آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ثانی قرار دیا اور علمائے کرام نے ثابت کیا ہے کہ بہت سے دینی مراتب میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

ثانی تھے۔

اس کے بعد کہا کہ اسی معنی کے لحاظ سے قرآن مجید میں حق تعالیٰ کو رابع اور سادس یعنی چوتھا اور چھٹا کہا گیا ہے اس پر یہ آیت لکھ دی۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعْبُدُكَ مَا فِي السَّمٰوٰتِ  
وَمَا فِي الْاَرْضِ مَا يَكُونُ مِنْ خَلْقٍ  
ثَلَاثَةَ الْاَهْوَادِ اَبْعَضُوْا اَحْسَنَ  
اَلْاَهْوَادِ سَادِسُهُمْ مَّقَامُ الْحَمْدِ  
کیا ہمیں معلوم کہ اللہ تعالیٰ کو زمین و آسمان کی ساری کائنات کا علم ہے۔ جہاں بھی تین آدمی سرگوشی کرتے ہیں چوتھا وہاں خدا ہوتا ہے جہاں پانچ آدمی مل کر گانا پھونسی کرتے ہیں وہاں چھٹا خدا ہوتا ہے۔

فیوں دیوبندی رہبر صاحب اَلْاَهْوَادِ اَبْعَضُوْا ثَانِيْنِ اِذَا هُمَا فِي الْغَارِ کے استعمال میں جب کوئی فرق نہیں دونوں صرف عددی نمبر میں مستعمل ہیں اور شعر میں بھی ثانی کے یہی معنی ہیں تو جس طرح اس شعر میں بانی اسلام سے حضور مراد ہے کہ گنگوہی صاحب کو ثانی محمد بناتے ہو ثانی خدا کیوں نہیں کہتے اس تقدیر پر تو ثانی خدا کو ترجیح ہوگی کیونکہ بانی اسلام اس صفت میں اپنے حقیقی معنی (خدا) میں مستعمل ہوگا اور نہ ثانی صاحب کی مخالفت ہوگی نہ تقویۃ الایمان کا انکار۔ لہذا اس تہارے استدلال سے پھر شعر کے وہی معنی ہوتے یعنی گنگوہی صاحب ثانی خدا عالم سے اٹھ گئے اور پھر المصباح الجدید کی تصدیق ہوئی ہے

وہیکیں تو جانیں گے وہ کہاں ہم سے بھاگ کر  
منہ ڈھانپ کر جو مجلس یاراں سے چل شیئے

بے دین شیش زنی سے کسی جگہ باز نہیں آتے۔ مقبولان بارگاہ کی فضیلت کو دیکھ نہیں سکتے۔ آیت و اشعار و تفسیر کبیر کا حرف حرف حضرت صدیق اکبر



رضی اللہ عنہ کی فضیلت مخصوصہ پر روشن دلیل ہے مگر دیوبندی پھر نے یہ کہہ کر کہ اس میں مرتبہ کا لحاظ نہیں صرف عددی نمبر کا لحاظ ہے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اس خاص فضیلت کو یک قلم اڑا دیا حالانکہ تفسیر کبیر کی اسی عبارت میں مہر ہے۔ دل هذه الآية على فضل ابی بکر بوجہ یعنی بہت سی وجہ سے یہ آیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی فضیلت کی دلیل ہے مگر جب بعض گنتی و شمار ہے تو فضیلت کیسی اور جب فضیلت ہے اور وہ بغیر لحاظ مرتبہ نامکن تو یہ کہنا کہ صرف عددی نمبر کا لحاظ ہے کیونکہ درست ہو سکتا ہے لہذا تفسیر کبیر کی یہ عبارت دیوبندی رہبر کا رو ہے۔

اور اس سے بڑھ کر اس کے بعد کی عبارت تمہارے پرزے اڑا رہی ہے جس کو تم نے خیانت و خباثت سے چھپا لیا اور نقل نہ کیا یہ ہے۔

المواد هنا كونه مع الكل بالعالم  
والسدیر وكونه مطلقا على ضمير  
كل واحد اما ههنا فالمراد بقوله  
تعالى ثانی اثین تخصیصه بهذه  
الصفت فی معرض المعظم۔

تفسیر کبیر جلد ۴ ص ۲۳۸

یعنی آیت اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَلَا هُوَ تَابِعُصَدِّقِهِ وغیرہ سے مراد یہ کہ باری تعالیٰ علم و تدبیر میں بندوں کے ساتھ ہے اور ہر ایک کے ولی یا مال پر مطلع ہے اور یہاں ثانی اثین سے مراد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی تخصیص ہے اس صفت کے ساتھ محل تعظیم میں۔

تاثرین کرام تفسیر کبیر کی عبارت کو ملاحظہ فرمائیں اس میں امام رازی رحمۃ اللہ علیہ دونوں آیتوں میں وہ بین فرق بتا رہے ہیں اول یہ کہ آیت

کریمہ ثانی اثین اذ ہما فی الغار مقام تعظیم میں ہے دوسرے یہ آیت کریمہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ایک مخصوص فضیلت کا بیان ہے جس میں مرتبہ کا لحاظ لازم ہے اور دوسری آیت اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ مِمَّنْ مَّرَادُ بَارِئِ قُلُوبِ کا ہر ایک کے احوال پر مطلع ہونا ہے کسی کی خصوصیت اور فضیلت کا بیان مقصود نہیں کہ مرتبہ کا لحاظ ہو بلکہ صرف عددی نمبر کے لئے ہے۔ اور دیوبندی رہبر کہتے ہیں کہ دونوں آیتوں میں ثانی کے ایک ہی معنی عددی نمبر کے ہیں لہذا تفسیر کبیر کی یہ عبارت بھی اس کا صریح رو ہے چونکہ دونوں آیتوں میں فرق نہ کر کے اپنے پیرو گوی کو ثانی محمد بنا چاہا ہے لہذا تفسیر کبیر کی اس عبارت نے اس کے مدعا سے باطل کے پرزے اڑا دیئے یہاں تک تو گنگوہی جی کو مثل خدا اور مثل رسول بنانے میں کچھ ادل بدل اور پیر پکار کیا تھا مگر اب کھلے اوصاف کہہ دیا کہ مماثلت مراد لینے پر بھی اعتراض نہیں پڑ سکتا۔ کیونکہ ایک خاص حیثیت سے تشبیہ ہوگی اور اس قسم کی جزئی تشبیہ خود کلام الہی میں موجود ہے۔ مقام الحدید مخصوصاً ص ۲۴۔

یعنی گنگوہی جی ایک خاص حیثیت سے مثل محمد ہیں اور اس پر کوئی اعتراض نہیں کیونکہ یہ قرآن مجید میں موجود ہے اور اس مدعا باطل پر آیت قل رَسُوْلًا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ اور حدیث اِنِّیْ اِنْسِیْ کَمَا تَنْسُوْنَ اور اِنِّیْ اَوْعَلَ کَمَا یَوْعَلُ رَجُلًا مِّنْکُمْ نقل کی ہیں۔

اصل بات یہ ہے کہ دیوبندی اپنے مذہب سے مجبور ہے اس کا مذہب ہی نبی کی ہمسری اور برابری ہے۔ بے و نیو ذرا بھی جیا نہیں آیت میں تواضع کی تعلیم ہے۔ حدیث میں تواضعاً فرمایا ہے تفسیر ابواسخو میں آیت اَنْ یُّخَنِّ اِلَیْہِمْ مِّثْلُکُمْ کی تفسیر ہے۔ قالوہ تواضعاً وھضبا لنفسہ یعنی انبیاء علیہم السلام کا یہ فرمانا کہ ہم تمہارے مثل بشر ہیں یہ بطور تواضع اور بطریق



کفری ہے اس سے مشیت تراشتے ہو حضور کی بشریت بتاؤں۔ تو آنکھیں کھل جائیں آؤ کرو تو حضور کی بشریت میں مقابلہ بشریت ہی میں مماثلت ثابت کرو حضور کے جسم پاک کا سایہ نہ تھا حضور کے جسم اطہر پر کبھی مکھی نہیں بیٹھی حضور کے جسم پاک کی خوشبو سے راستے ہلک جاتے تھے حضور کے پسینہ اور بول و براز میں مشک و عنبر کی خوشبو آتی تھی یہ سارے وصف حضور کی بشریت ہی کے ہیں جسم ہی سے متعلق ہیں ہے کچھ ان میں سے تم میں یا تمہارے گنگوہی میں ایک ہی وصف ہو تو آؤ کرو برابر ہی جب نہیں تو پھر کس منہ سے کہہ دیا کہ چونکہ یہ تشبیہ جزئی اور خاص حیثیت سے ہوگی۔ لہذا اس پر اعتراض نہیں کچھ تو عزت کرو ذرا تو شراذ آیات و احادیث کو بے محل استعمال کرنے سے توبہ کرو۔ اس کے بعد دیوبندی نے مداح کے دو شعر نقل کئے

تیری تعظیم سے سدا عرب کی تعظیم  
تو ہے اللہ کا اللہ تعالیٰ تیرا  
نامتبیست یہ چاہتی ہے کہوں  
سید و سدا کی چادر ہے

ناوان نے اس پر کیا اعتراض سمجھا ہے اس میں اعلیٰ حضرت کو بانی اسلام کا ثانی کہاں کہا ہے۔ مشیت کون سے لفظ سے نکلتی ہے اس سے مقابلہ کرنا اپنے عجز کا اقرار ہے۔ اعلیٰ حضرت قدس سدا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی ہی میں اپنا فخر سمجھا ہمیشہ اپنے کو عبد المصطفیٰ لکھا اور دنیا جانتی ہے کہ غلام کی تعظیم آقا کی تعظیم ہے اور علماء دین نائب رسول ہیں پھر اس پر کیا اعتراض ہے۔

دیوبندی کہے میں پہنچ کر بھی  
گنگوہ جانے کا راستہ پوچھتے ہیں  
رٹ دیوبندیوں کے شیخ الہند  
مولوی محمود حسن صاحب اپنے  
پیر گنگوہی صاحب کی مدح مرقا

میں وہ کمال کر رہے ہیں کہ جمیع کمالات کو ان کے لیے ثابت کر رہے ہیں خواہ وہ کمال ممکن کا ہو یا واجب کا غائی کا ہو یا مخلوق کا مولوی محمود حسن صاحب کی نظر جس وصف پر پڑتی ہے۔ بے دریغ گنگوہی صاحب کی طرف منسوب کرتے ہیں گنگوہی صاحب کو مربی خلائق بنایا بانی اسلام (خدا) کا ثانی کہا اسی دامن میں تھے کہ بیت اللہ پر نظر پڑ گئی دیکھا کہ کعبہ معظمہ خانہ خدا بڑی عظمت والا گھر ہے یہ عظمت و فضیلت بجا گنگوہی صاحب کے لیے ثابت نہ ہوئی تو بات ہی کیلئے اور جب وہ مربی خلائق و بانی اسلام کے ثانی ہیں تو ان کا مکان بھی کعبۃ اللہ کی عظمت میں شریک ہوگا بلکہ اور چار ہاتھ بڑھ کر رہے گا کیونکہ کعبہ معظمہ میں تو اہل ظاہر و باطن باادب حاضر ہوتے ہیں اور اپنے شوق کو پورا کرتے ہیں مگر جو باطنی نظر رکھتے ہیں اور جام معرفت گنگوہی پی چکے ہیں ان کی تسکین کعبہ معظمہ میں ہرگز نہیں ہوتی بلکہ کعبہ میں پہنچ کر بھی یہی چیخ و پکار ہے کہ ہائے گنگوہ کدھر ہے بتاؤ گنگوہ کدھر ہے لہذا معلوم ہوا کہ گنگوہ کی عظمت و بزرگی عارفان گنگوہی کی نظروں میں کعبہ شریف سے بہت بلند و بالا ہے اس مضمون کو مولوی محمود حسن صاحب نے مرثیہ کے اس شعر میں اکیلا ہے۔

پھر میں تھے کعبہ میں بھی پوچھتے گنگوہ کا راستہ  
جو رکھتے اپنے سینوں میں تھے ذوق شوق عرفانی

اس پر المصباح الحسید میں تنبیہ فرمائی کہ کعبہ معظمہ میں پہنچ کر بھی گنگوہی کی دامن لگی ہوئی ہے اسے دیوبندی عرفان کا نشہ اور گنگوہی معرفت کا



نغمہ سار نہ کہا جائے تو اور کیا کہا جائے۔

دیوبندی رہبر سے اس کا جواب نہ بن پڑا تو اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے استدعا کی اور غوغاات کی یہ عبارت نقل کی۔ سبع سنابل شریف میں ہے۔ ایک شخص کو سزا سے موت کا حکم بادشاہ نے دیا۔ جلاوٹے نوادر پہنچی یہ اپنے شیخ کے مزار کی طرف رخ کر کے کھڑے ہو گئے جلاوٹے نے کہا اس وقت قبلہ کو منہ کرتے ہیں فرمایا تو اپنا کام کر میں نے قبلہ کو منہ کر لیا۔ اس کے بعد دیوبندی نے لکھا کہ خاں صاحب بریلوی اس واقعہ کو نقل فرما کر ارشاد فرماتے ہیں اور ہے بھی یہی بات کہ کعبہ قبلہ ہے جسم کا اور شیخ قبلہ ہے روح کا۔ اس کے بعد لکھتے ہیں، خاں صاحب کی اس تقریر کی روشنی میں شیخ الہند کے شعر کا یہ مطلب ظاہر ہو گیا کہ کعبہ جو قبلہ اجسام تھا ہم وہاں گئے اور حق حاضری ادا کیا۔ اس کے بعد سینہ میں جو عرفانی فوق اور روحانی شوق کے شعلے بھڑک رہے تھے، اس کے بجھانے کے لیے شیخ طریقت اور قبلہ ارواح کی ضرورت ہوئی اور ہم اس کی تلاش میں چل دیے۔ مقام الحدید ص ۲۶

اولیٰ کرام سے استمداد اخیل سنت کے نزدیک درست اور ان کا مدد فرمانا حق بجانب ہے اور دیوبندی اسے شرک کہتے ہیں جس کی تفصیل منبر ۹ میں آئے گی مگر اولیٰ کرام باطل کی مدد نہیں فرماتے اسی لئے اعلیٰ حضرت کا قول دیوبندی کو مفید نہ ہوا کیونکہ اعلیٰ حضرت کے قول کا حاصل صرف یہ ہے کہ روج کی انجلا و ترقی کا باعث شیخ ہے اس لئے روج کی توجہ جسم سے جدا ہوتے وقت شیخ کی طرف ہوتی اس سے یہ کہاں لازم آیا کہ کعبہ میں جا کر گنگوہ کا وظیفہ پڑھا کرو گنگوہ کا شور مچایا کرو۔ شکر کا یہ مطلب بتانا کہ کعبہ میں جا کر حق حاضری ادا کیا اور شیخ کی تلاش میں

چل دیئے) مولوی محمود حسن صاحب پر اتہام ہے اور ان کے کلام کو منہ  
کرنا ہے۔ وہ تو کہتے ہیں کہ

پھر میں تھے کہ میں بھی پوچھتے گنگوہہ کا رستہ

یعنی مناور و لغت و عرفات جہاں جہاں گئے گنگوہی کی دھن میں رہے اور یہی وظیفہ زبان پر رہا۔ اے گنگوہہ بتاؤ گنگوہہ کدھر ہے گنگوہہ جیجی تو کہا۔

پھر میں نے کعبہ میں بھی پوچھتے گنگوہہ کا رستہ کعبہ کو ذکر کیا اور باقی مقامات کو  
لفظ بھی سے گھیر لیا اور سارے مقامات مقدسہ پر گنگوہہ کو فضیلت دی  
ذرا انصاف سے کہنا کیا حق حاضری اسی طرح ادا ہوتا ہے کیا آپ کو  
معلوم نہیں کہ ان مقامات پر حاضری میں توجہ الی اللہ ہوتی ہے اور مخصوص  
دعائیں پڑھی جاتی ہیں مخصوص عبادتیں ادا کی جاتی ہیں اور تمہارے عارفوں کا  
ہر مقام پر یہی شور ہے ہائے گنگوہہ بناؤ گنگوہہ کہہ رہے گنگوہہ کیا واقعی حق  
حاضری یونہی ادا ہوتا ہے کیوں اپنے شیخ الہند کے کلام کو خواب کرتے ہو  
ان کے شعر کا مطلب بالکل کھلا ہوا ہے وہ باوازا بلند کہہ رہے ہیں کہ اور تو  
اور عرفات و مزدلفہ و منا تو کیا چیز عارفوں کی نظر میں کعبہ معظمہ تو جتنا ہی  
نہیں کعبہ میں بھی پہنچتے ہیں تو گنگوہہ ہی کی دھن لگی رہتی ہے گنگوہہ کا وہ  
مرتبہ ہے کہ کعبہ منظر میں نہیں آتا پھر کہاں کا حق حاضری حق حاضری ادا کرنا ہو  
تو گنگوہہ جاؤ گنگوہہ ہی جی کی قبر کو کوہ طور بناؤ تم موسیٰ بنو اور گنگوہہ جی کو  
رب ارنی کی صدا میں سناؤ دیکھو یہی طریقہ حاضری تمہارے شیخ الہند ادا کرتے  
ہیں ۔

تمہاری تربیت انوار کو دیگر طور سے تشبیہ

مکھوں ہوں بار بار رنی مری دیکھی بھی نادانی

۱۶۱



کچھ کھلی ۲۰ تکبیریں بھی توبہ وہ دیوبندی معرفت کا نشہ جسے المصباح الجدید میں اشارۃ بتایا تھا اس پر تم پر وہ ڈالنا چاہتے ہو مگر یہاں کے مانڈان رائے کو رسوا نہ مٹھلہا۔ اور رہبر صاحب کو جس اردو پرناز ہے بار بار اسے ذکر کرتے ہیں وہ بھی قابل ملاحظہ ہے۔ واہ واہ کیا نصاحت ہے کہوں ہوں بعد اس بیچارے سے شاعری کرنے کو کس نے کہا تھا۔

**دیوبندیوں کے نزدیک گنگوہی صاحب قبلہ حاجات میں**

ملا مولوی محمود حسن صاحب نے جب اپنے پیر مولوی رشید احمد صاحب کو مرہی بخاری مانا اور بانی اسلام کا ثانی کہا سارے کمالات کا جامع بتایا اس کو یہ بات لازم ہے کہ اپنی تمام ظاہری و باطنی ضرورتیں انہی سے وابستہ ہیں اور دینی و دنیوی تمام نعمتیں اور حاجتیں مولوی رشید احمد صاحب سے ہی طلب کریں۔ اسی نے مولوی محمود حسن صاحب بلا استثناء بالتفصیل ساری حاجتیں انہیں سے مانگ رہے ہیں قبلہ حاجات روحانی و جسمانی انہی کو بتا رہے ہیں چنانچہ مرثیہ میں فرماتے ہیں سے  
 حوائج دین و دنیا کے کہاں لے جائیں ہم یارب  
 گما وہ قبلہ حاجات روحانی و جسمانی

اس شعر میں مولوی محمود حسن صاحب اپنی ساری حاجتوں کا حاجت اور ساری مشکلوں کا مشکل کشا مولوی رشید احمد صاحب ہی کو بتا رہے ہیں۔ حاجتیں خواہ چھوٹی ہوں یا بڑی۔ دینی ہوں یا دنیوی کھلی ہوں یا چھپی جسمانی ہوں یا روحانی سب کا مشکل کشا اور قبلہ حاجات انہی کو کہہ رہے ہیں اور فتاویٰ رشیدیہ میں لکھا ہے۔ سو غیر اللہ سے مدد مانگنا نبی ہو یا ولی شرک ہے۔ مولوی محمود حسن صاحب کے شعر اور فتاویٰ رشیدیہ کے اس حکم کو ماکر بنظر انصاف دیکھو تو

تو نتیجہ دو امر میں منحصر ہے یا تو مولوی محمود حسن صاحب مشرک یا مولوی رشید احمد صاحب خدا۔ کیونکہ اگر مولوی رشید احمد صاحب کو غیر اللہ کہا جائے تو ان سے مدد مانگ کر مولوی محمود حسن صاحب مشرک ہوتے ہیں اور اگر مولوی محمود حسن صاحب کو مشرک سے بچاتے ہو تو مولوی رشید احمد صاحب کو ضرور خدا ماننا پڑے گا۔ المصباح المجدید میں دیوبندیوں سے یہی دریافت فرمایا ہے کہ بولا اپنے شیخ الہند کو مشرک کہتے ہو گنگوہی جی کو خدا مانتے ہو اس کا جواب تو دیوبندیوں سے قیامت تک نہیں ہو سکتا مگر رہبر صاحب اپنے مذہب و دیانت دونوں کو مضحکہ کر کے کچھ چالبازی کرنا چاہتے ہیں آپ لکھتے ہیں۔

بے شک اللہ کے سوا کسی دوسرے سے حاجتیں طلب کرنا ممانیٰ توحید ہے لیکن اس سے ایسی حاجتیں مراد ہیں جیسے رزق مانگنا مقدمہ میں کامیابی کی درخواست کرنا وغیرہ جو شخص ایسی حاجتیں چیز اللہ سے طلب کرے وہ مشرک ہے لیکن ایسی حاجتیں جیسے لوگوں کا آقا سے تنخواہ مانگنا۔ آقا کا ملازم سے کھانا طلب کرنا وغیرہ یہ شرک نہیں متفاح المجدید مخلصاً  
 ۲۷۲۷

اس کے بعد لکھا ہے۔ اور مطلب شعر کا یہ ہے کہ جس مرشد سے ہم امور روحانیہ و جسمانیہ میں استفادہ کیا کرتے تھے افسوس وہ دنیا سے چلا گیا۔ حاجتوں کی دو قسمیں کر کے ایک قسم کی حاجتیں غیر اللہ سے مانگنا شرک اور دوسری قسم کو جب قرار دینا دیوبندی مذہب پر سہر گز درست نہیں ہو سکتا۔ اول تو مولوی محمود حسن صاحب کے شعر میں ان چیزوں اور ان چیزوں کی تفصیل کہاں ہے اس میں تو انتہا درجہ کی تعمیم ہے حوائج جمع ہے اور وہ بھی منتہی المجموع اس کی اضافت دین اور دنیا دونوں



جہاں کی طرف ہے۔ لہذا مطلب یہ ہوا دونوں جہان کی جمیع حاجتیں خواہ دعائی ہوں یا جسمانی چھوٹی ہوں یا بڑی بھلی ہوں یا چھپی سب کے دینے والے پورا کرنے والے گنگو ہی صاحب ہی ہیں کیونکہ معانی کا مسئلہ ہے کہ جمیع کی اضافت استغراق کا فائدہ دیتی ہے۔ رہبر صاحب تم اگر اس مسئلہ سے ناواقف ہو تو کیا تمہارے نزدیک تمہارے شیخ الہند بھی نہ جانتے ہوں گے۔ شیخ الہند کو ایسا نادان سمجھا ہے خلاف قاعدہ ان کے شعر میں کثرت بونت کرتے ہو۔ اس قاعدہ کی رو سے شعر میں عموم ہے یعنی ہر قسم کی حاجت کے قبلہ حاجات اور ہر مشکل کے مشکل کشا گنگو ہی صاحب ہی ہیں۔ دوسرے فتاویٰ رشیدیہ کی مذکورہ بالا عبارت میں کہاں تخصیص ہے اس میں مطلقاً غیر اللہ سے مدد مانگنا شرک بتایا ہے۔ لہذا مرثیہ کے شعر میں جن حاجتوں کا قبلہ بھی مولوی رشید احمد کو کہا شرک ضرور ہوا۔ رہبر صاحب آپ نے جو حاجتوں کی دو قسمیں کر کے ایک قسم کی حاجتوں کو غیر اللہ سے مانگنا جائز بتا دیا اور حال میں آکر کہہ دیا کہ بہر حال اہل سنت جن حاجتوں کو غیر اللہ سے طلب کرتے ہیں وہ وہی ہیں جن کا تعلق انسانوں سے کر دیا ہے۔

بات تو ٹھیک ہے اہل سنت ایسا ہی کرتے ہیں مگر آپ کو اس سے کیا علاقہ آپ تو دیوبندی ہیں۔ آپ اہل سنت کی سنت پر کیوں منہ مارتے ہیں۔ آپ تو اپنے ایمان کو یاد کیجئے۔ دیوبندی مذہب میں تو ہر قسم کی حاجت غیر اللہ سے مانگنا شرک ہے۔ آپ کے تقویتہ الایمان میں لکھا ہے یعنی اللہ کو دنیا کے بادشاہوں کی طرح نہ سمجھو کہ بڑے بڑے کام تو آپ کرتے ہیں اور چھوٹے چھوٹے کام اور نوکروں چاکروں کے حوالہ کر دیتے ہیں۔ سو لوگوں کو چھوٹے چھوٹے کاموں میں ان کی التجا کرنی ضرور

پڑتی ہے۔ سو اللہ کے یہاں کا کارخانہ یوں نہیں بلکہ وہ ایسا قادر مطلق ہے کہ ایک ہی آن میں کروڑوں کام چھوٹے اور بڑے درست کر سکتا ہے اور اس کی سلطنت میں کسی کی قدرت نہیں سو چھوٹی چیز بھی اسی سے مانگنا چاہیے کیونکہ اور کوئی نہ چھوٹی چیز دے سکتا ہے اور نہ بڑی۔ تقویتہ الایمان ص ۲۶۲۵

دیکھا رہبر صاحب تمہارا ایمان کہہ رہا ہے کہ چھوٹی بڑی ہر چیز دینا خدا کے ساتھ مختص ہے لہذا کوئی چیز بھی ہو غیر اللہ سے مانگنا شرک ضرور ہو گا۔ اب تم شعر کا کچھ بھی مطلب بیان کرو تمہارے ایمانی فتوے کی رو سے یا تمہارے شیخ الہند شرک ہوئے یا گنگو ہی جی کو خدا کہو۔ بولو کیا کہتے ہو یہی تو المصباح الحبید کا مطالبہ ہے۔ دو اس کا جواب اس کے بعد مدائح کے چند شعر نقل کر کے کھسپانی ملی لکھیا لوچے کا مصداق بنا۔ اشعار میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ سے استمداد ہے اور اہل سنت کے نزدیک مقبولان بارگاہ سے استمداد جائز ہے اس پر دلائل قاہرہ قائم ہیں۔ اسکے جواز و ثبوت میں تفصیلات کثیرہ موجود ہیں۔ میں یہاں صرف علامہ امام عبدالباق شاعرانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول پیش کرتا ہوں جس سے روز روشن کی طرح ظاہر ہے۔ اہل سنت و جماعت کا مذہب ہے کہ مقبولان بارگاہ باذنہ تعالیٰ دونوں جہاں کی مشکلیں حل کرتے ہیں۔ دین و دنیا کی مصیبتیں دور فرماتے ہیں بڑی سے بڑی مشکل میں مدد فرماتے ہیں۔

اذا کان مشاۃ الصوفیۃ یلاحظون  
اتباعہم و مریدہم فی جمیع  
الاحوال و الشائد فی الدنیا  
و الآخرة فکیف بائع المذاهب  
جب کہ مشائخ صوفیہ اپنے متبعین و مریدین پر دنیا و آخرت کے تمام احوال اور سختیوں میں نظر فرماتے یعنی مدد کرتے ہیں تو ائمہ دین کا کیا



الذین هم اوتاد الارض دارکان  
الذین وامناء الشارع علی امتد  
رضی اللہ عنہما جمعین  
میزان شریعۃ الکبریا ص ۵۸

اکابرین و آئمہ دین کی ان تفریحات کے باوجود مداح کے ان اشعار پر  
اعتراض کرنا بے بصیرتی اور کوری نامینائی ہے۔

گنگوہی صاحب جہان کے مخدوم ہیں | دیوبندی مذہب میں  
بد استثناء سارے جہاں کا

مخدوم اور تمام عالم کا متاع گنگوہی صاحب ہیں۔ مرثیہ کے پہلے ہی صفحہ پر لکھا  
ہے۔ حضرت عالی ماوئے جہاں مخدوم الکل متاع العالم جناب مولانا  
رشید احمد صاحب گنگوہی المصباح المجدید میں اسی کو بتایا ہے کہ علماء دیوبند  
کے نزدیک سارے جہان کے مخدوم گنگوہی صاحب ہیں سارا عالم انہیں  
کی اطاعت کرتا ہے۔ دیوبندی مجیب اس پر بہت ہی بگڑے بنے  
خوب اچھلے کودے بہت طعن و تشنیع کی۔ مدرسہ مصباح العلوم کو چھوڑنا  
سایتا دیا۔ مصنف المصباح المجدید کی تنخواہ میں ساڑھے تین روپیہ اضافہ  
کی درخواست کر بیٹھے بات یہ ہے کہ المصباح المجدید وہ کتاب ہے جس  
نے دیوبندیوں کو بدحواس کر دیا ورنہ سب جانتے ہیں کہ مصباح العلوم  
وہ عالیشان دارالعلوم ہے کہ ضلع اعظم گڑھ کے تمام دیوبندی مولوی اس  
کے طلبہ سے بھی مقابلہ کی تاب نہیں رکھتے اور یہ آپ کی عالی ہمتی اتنے  
بڑے اضافہ کی درخواست کر بیٹھے۔ ساڑھے تین روپیہ ماہواریر تو دیوبند  
کے فارغ التحصیل جس قدر چاہیں ملازم رکھ سکتے ہیں پھر اتنا اضافہ تم کیوں  
کراتے ہو۔ خیر اس لغویت کے بعد یہ معارضہ پیش کیا۔

مداح اعلیٰ حضرت فتاویٰ رضویہ و عیزہ کے لوح کے صفحہ پر آپ کے  
علی حضرت مولوی احمد رضا خاں صاحب کو شیخ الاسلام و المسلمین لکھا گیا ہے  
اور آپ کی منطق کے لحاظ سے اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ تمام مسلمانوں کے  
شیخ اور مسلمین میں صدیق اکبر فاروق اعظم سے لے کر قیامت تک کے مسلمان  
بلکہ انبیاء علیہم السلام بھی شامل ہیں۔ اب آپ کی منطق کے لحاظ سے  
مولوی احمد رضا خاں صاحب ان سب کے شیخ اور امام ہوں گے۔  
مقام المجدید لمخصاص ص ۲۹۔

ناظرین کرام بنظر انصاف ملاحظہ فرمائیں۔ دیوبندی مجیب کا یہ معارضہ  
دو جہالتوں پر مبنی ہے اول تو شیخ الاسلام و المسلمین اور مخدوم الکل میں  
فرق نہ معلوم ہونا دوسرے مذہب اہل سنت و دیوبندیت میں امتیاز نہ کرنا  
تعجب ہے کہ دیوبندی مجیب اپنے کو رہبر کہلاتے ہیں اور ایسے عام اور  
کثیر الاستعمال الفاظ کا فرق نہیں جانتے اور لطف یہ کہ تصنیف کے خواب  
دیکھتے ہیں، دیوبندی مذہب سے نا آشنا اور طرہ یہ کہ دیوبندی ہونے  
پر فخر کرتے ہیں

سلیے ہم آپ کو شیخ الاسلام و المسلمین اور آپ کے مخدوم الکل کا  
فرق بتائیں۔ اول یہ کہ شیخ الاسلام سلطنت اسلامیہ میں علمائے اعلام و  
مفتیان عظام کے لئے ایک ممتاز عہدہ رہا ہے اور ترکستان میں اب  
مک تھا اسی لحاظ سے ممتاز علماء کو اس لقب سے ملقب کیا گیا ہے اور  
مخدوم الکل نہ کسی عہدہ کا نام ہے نہ کسی مخصوص شے کا اسم بلکہ وہ ہمیشہ  
عموم ہی کے لئے استعمال ہوتا ہے پھر اس سے معارضہ کیوں کر صحیح ہوگا۔  
دوسرے یہ کہ شیخ الاسلام و المسلمین میں مسلمین جمع ہے جمع  
معروف بالام اگرچہ الفاظ عموم سے ہے مگر کل اور جمع میں زمین و آسمان



کا تفادد ہے جمع عموم میں محکم نہیں اور کل عموم میں محکم ہے۔ قال فالتوضیح  
ومنها (انے الفاظ العموم) کل وجیع وھما معلمان فی عموم مادخلہ  
علیہا بخلاف سائر ادوات العموم اور انہیں سے یعنی الفاظ عموم سے کل  
اور جمع ہے اور وہ دونوں اپنے دخول کے عموم میں محکم ہیں بخلاف تمام الفاظ  
عموم کے کہ وہ محکم نہیں۔ جمع معروف بال لام کی تو جمعیت ہی ساقط ہے اس  
کا اطلاق تو ایک فرد پر بھی ہوتا ہے قال فی نور الانوار حتی لیسقط اعتبار  
الجمیعة اذا دخلت علی الجمع یہاں تک کہ ساقط ہو جاتا ہے۔ اعتبار  
جمعیت کا جب کہ داخل ہو۔ جمع پر الف لام۔ اصول کے اس مسئلہ کی تفریح  
کے باوجود معارفہ کیونکر صحیح ہوگا۔ اپنا مذہب بھی سینے اور یاد کر لیجئے۔  
دیوبندی مذہب میں کسی کی تعریف میں الفاظ بڑھا کر بولنا مبالغہ کرنا ہرگز  
جائز نہیں آپ کے ایمان میں لکھا ہے۔ اور یہ جو شاعر لوگ پیغمبر خدا کی  
تعریف میں یا اور انبیاء و اولیاء بزرگوں کی یا پیروں کی یا استادوں کی  
تعریفوں میں بیان کرتے ہیں اور حد سے گزر جاتے ہیں اور خدا کے سے  
اوصاف ان کی تعریفوں میں بیان کرتے ہیں اور پیروں کہتے ہیں کہ شعر میں  
مبالغہ ہوتا ہے یہ سب بات غلط ہے کہ پیغمبر خدا نے اس قسم کا شعر اپنی  
تعریف کا انصار کی چھوڑیوں کو گانے بھی نہ دیا۔ چہ جائیکہ عاقل مرد اس کو کہے  
یا سن کر پسند کرے۔ تقویۃ الایمان ص ۱۹۔

دیکھا کتنی تصریح ہے کہ انبیاء و اولیاء بزرگوں، استادوں کی تعریف  
میں حد سے گزرنا۔ مبالغہ کرنا ہرگز جائز نہیں۔ تعریف میں مبالغہ کرنا  
اور سنے والے دونوں کو نامعقول ٹکھا ہے۔ رہا یہ کہ تقویۃ الایمان کا  
یہ محکم صحیح ہے یا غلط اس کی تردید میں علماء اہل سنت کی تصنیفات کثیرہ ہیں  
مگر تمہارا تو وہ ایمان ہے۔ گنگوہی جی تو ہمیں کو عین ایمان بتا گئے لہذا

لہذا تمہارے لیے حجت قاطع ہے باوجود اس حکم کے پھر آپ کس منہ سے  
کہہ رہے ہیں۔ امید ہے کہ ناظرین کرام نے اسی سے جواب بھی سمجھ لیا ہوگا وادعہ  
یہ کہ مدح کے موقع پر جو اس قسم کے عموم کے صیغے استعمال کئے جاتے ہیں۔  
ان سے عموم حقیقی مقصود نہیں ہوتا۔ مقام الحدید ص ۲۹۔

عموم حقیقی کے صیغے استعمال کئے جائیں اور عموم حقیقی مراد نہ لیا جائے  
یہی تو مبالغہ ہے جو دیوبندی مذہب میں شان انبیاء و اولیاء تک میں جائز  
نہیں کیا گنگوہی صاحب اس سے مستثنیٰ ہیں تو انبیاء علیہم السلام سے تمہارے  
نزدیک گنگوہی جی کا مرتبہ بالا ہوا۔ اور اگر مستثنیٰ نہیں تو پھر عموم حقیقی ہی  
مراد بھی ہے۔ لہذا گنگوہی صاحب دیوبندیوں کے نزدیک بلا استثناء  
سارے عالم کے مخدوم اور بغیر انقطاع کل ماسوی اللہ کے مخدوم و متاع  
ہوئے۔ اہل سنت کے نزدیک چونکہ تعریف میں مبالغہ جائز ہے عموم کا  
صیغہ بول کر مخصوص مراد لے سکتے ہیں۔ حالانکہ جمع عموم میں محکم نہیں لہذا  
شیخ الاسلام و المسلمین وغیرہ سے کوئی اعتراض نہیں کیا جاسکتا۔

دیوبندی عجیب معترض بن کر سوال کرتے ہیں سوال کیا کرتے ہیں بلکہ  
آئینہ انسان می کند پوزنیہ ہم۔ آپ کہتے ہیں کہ اخیر میں ہم رضا خانی  
دوستوں سے ایک سوال اور کرتے ہیں، آپ کے اعلیٰ حضرت کے چھوٹے  
صاحب زادے مولوی مصطفیٰ رضا خاں صاحب کے نام کے ساتھ ان  
کی تصانیف و تفعات انسان ادخال انسان وغیرہ کے پہلے صفحہ پر آل الرحمن  
لکھا ہوا ہے جس کے صاف معنی خدا کی اولاد کے ہیں تو کیا واقعی رضا خانی  
حضرات ان کے باپ مولوی احمد رضا خاں صاحب کو خدا بھی سمجھتے ہیں۔  
اور کیا ہم یہ سمجھیں کہ بریلی میں قادیان سے بھی بڑھ گئی۔ مقام الحدید



دیوبند پر ہوش سنبھالو مرزا قادیانی کو تمہیں نے بڑھایا ہے تم نے پہلے نبوت کا دروازہ کھولا ہے تمہارے پیشوا قائم نامو قادیانی نے تجھ پر اناس میں ختم نبوت یعنی ختم زمانی کا انکار کیا بعد زمانہ حضور اقدس بلکہ حضور کے زمانہ میں بھی نبی ہونا ممکن بتایا تم نے ممکن بتایا، مرزا قادیانی نے اسے بالفعل کر دکھایا وہ تمہاری جی کٹائی کو لے اڑا جیسی اس سے جلتے الجھتے ہو اور اس کو کیوں یاد کرتے ہو تمہارے تھانوی جی بھی تو اپنے کلمہ پڑھنے والے تھانوی جی پر درود بھیجے والے کو تسلی دے دیکر لا الہ الا اللہ انشرف علی رسول اللہ پڑھواتے ہیں جس کا مفصل واقعہ خود تمہارے تھانوی جی نے اپنے رسالہ الامداد ۳۳۷ میں شائع کیا ہے۔ تم تھانوی جی کا کلمہ پڑھو گنگوہی جی کو مربی خلافت اور بانی اسلام (خدا) کا ثانی کہو۔ اسی منہ سے توحید کا دعوے اور اہل سنت پر اعتراض کرتے ہو شرم نہیں آتی۔

آل الرحمن پر اعتراض تھانوی خبیث باطنی کا نتیجہ ہے۔ آل کے معنی پیر و مطیع منتخب اللغات وغیرہ کتابوں میں لکھے ہیں اور آل کی اضافت رحمن کی طرف اسی معنی کو معین کر رہی ہے لہذا آل الرحمن کے حقیقی معنی مطیع الرحمن ہیں۔ مطیع الرحمن پر تمہارا اعتراض ہے اور کیوں نہ ہو تمہارے نزدیک تو واجب الطاعت گنگوہی صاحب ہی ہیں، خدا کی اطاعت رسول کی اطاعت تمہارے نزدیک سب بے کار ہے جب تک گنگوہی کے سامنے سر نہ جھکائے۔ اسی لئے تو گنگوہی صاحب کو متناع العالم خندوم الکل پکارتے ہو۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

نمبر ۸۔ علامہ دیوبند مولوی رشید احمد صاحب کو مربی خلافت جانتے ہیں بانی اسلام کا ثانی مانتے ہیں جس کا ثبوت رسالہ میں گزرا لہذا

ان کی صفات کو بھی مثل صفات الہی مانتے ہیں بلکہ اس سے بڑھ کر جانتے ہیں کیونکہ قضائے الہی کی دو قسمیں ہیں ایک قضائے مہرم دوسری قضائے معلق۔ قضائے مہرم وہ حکم الہی ہے جو کسی کے ٹائے نہ ملے کسی دعا و اتجا وغیرہ سے رد نہ ہو۔ اور قضائے معلق وہ حکم الہی ہے کہ کسی امر پر اس کی تعلیق ہے وہ حکم الہی دعا وغیرہ سے رک جاتا ہے یعنی حکم الہی دو قسم کا ہے ایک دعا وغیرہ سے رک جاتا ہے دوسرا نہیں رکنا مگر مولوی رشید احمد صاحب کے متعلق علمائے دیوبند کا عقیدہ ہے کہ ان کا ہر حکم قضائے مہرم ہی ہے کوئی حکم بھی کسی کے ٹائے نہیں مل سکتا کسی تدبیر سے بھی نہیں رک سکتا چنانچہ دیوبندیوں کے شیخ الہند مولوی محمود من صاحب مرثیہ کے ص ۳۱ پر لکھتے ہیں۔

لے رکا پر نہ رکا پر نہ رکا پر نہ رکا

اس کا جو حکم تھا قیاسی قضاے مہرم

یعنی گنگوہی صاحب کا ہر حکم قضائے مہرم کی توار ہے اس سے صاف طور پر معلوم ہوا کہ گنگوہی صاحب کا حکم حکم الہی سے بھی بڑھا ہوا ہے اسی کی طرف المصباح المجید میں اجمالاً اشارہ فرمایا ہے اس کا جواب تو دیوبندیوں سے نہ ہو سکا اور ہوتا بھی کیا مگر صاحب مقاصح الحدید نے سمجھ رکھا ہے کہ عجیب آں باشد کہ خاموش نہ شود۔ لہذا آپ یہ جواب دیتے ہیں آپ کے اعلیٰ حضرت کا بھی حکم ایسا ہی ہے ملاحظہ ہو مدارج العلیٰ حضرت ۷

تو نے جو کچھ لکھا شاہ احمد رضا

وہ ہوا پر ہوا شاہ احمد رضا

مقاصح الحدید ص ۳

یہ اعتراض کا جواب تو ہرگز نہیں البتہ علم و حیا کو جواب ہے اس



شعر میں تو یہ ہے کہ اے مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب آپ کی تمام پیشین گوئیاں سچی ہوئیں۔ آپ کا فرمانا صادق ہوا مثلاً گنگوہی صاحب کا تائب ہونا۔ حقانوی صاحب کا تائب مناظرہ نہ لانا کبھی مقابلہ میں نہ آنا۔ وغیرہ وغیرہ۔ اس میں نہ کہیں حکم کا ذکر ہے نہ قصائے مہریم کا ذکر ہے چہ جائیکہ قصار مہریم کی تلوار پھر یہ کہنا کہ آپ کے اعلیٰ حضرت کا بھی حکم ایسا ہی ہے کسی کو ری ناپیانی ہے جس کو سرمد وغیرہ سے تو فائدہ ہو نہیں سکتا۔ اس کو گنگوہی مسیحائی کی ضرورت ہے جو عیسیٰ علیہ السلام کو دکھا دکھا کر فخر کیا کرتے ہیں جس کا مفصل ذکر پہلے میں گزرا۔

دیوبندیوں کے نزدیک گنگوہی صاحب کی غلامی تمغہ مسلمانی ہے۔

تہذیب چنانچہ مولوی محمود حسن صاحب مرثیہ میں لکھتے ہیں :-  
زبانے نے دیا اسلام کو داغ اسکی فرقت کا  
کو قادیان غلامی جس کا تمغہ مسلمانی

اس پر المصباح الجدید میں یہ مواخذہ فرمایا کہ مولوی رشید احمد صاحب کی غلامی کا داغ جب مسلمانی کا تمغہ ہوا تو جو ان کا غلام بنا اسی کو یہ تمغہ ملا اور جس نے ان کی غلامی نہ کی اس تمغہ سے محروم رہا لہذا دیوبندی یا تو تمام صحابہ و تابعین و آئمہ مجتہدین و اولیاء کاملین کو مولوی رشید احمد کا غلام مانتے ہوں گے یا ان تمام مقبولانِ خدا کو مسلمانی کے تمغہ سے غلام جانتے ہوں گے یہ مواخذہ دیوبندیوں کے مسلمہ اصول پر مبنی ہے جو تمام اکابر و اصغر دیوبندیہ کو تسلیم ہے اور اس سے ہزار بار امور خیر کا دروازہ بند کیا ہے۔ وہاں یہ دیوبندیہ کا وہ مسلمہ اصول یہ ہے کہ کسی لفظ سے عام

معنی سمجھے جاتے ہوں اور متکلم نے اسی جگہ مراۃ تخصیص نہ ذکر کی ہو تو اس کی تخصیص ہرگز نہیں ہو سکتی نہ عقل نہ اسی متکلم کے دوسرے کلام سے۔ اسی اصول سے اولیاء کرام کی طرف منسوب کردہ شے کو حرام و شرک بتایا ہے۔ زندہ جانوروں کو صرف کسی نبی یا ولی کی طرف منسوب کر دینے سے تقویت الایمان میں حرام و شرک لکھا ہے اور اسی اصول کو لے کر آیت اَوْفُقًا اٰھِلَ نَعِیْرِ اللّٰہِ سے استدلال کیا ہے۔

قال اللہ تعالیٰ اَوْفُقًا اٰھِلَ نَعِیْرِ اللّٰہِ۔ ترجمہ۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے سورۃ انفاس میں یا گناہ کی چیز کہ مشہور کی گئی ہو اللہ کے سوا اور کسی کی مرکبے نہ یعنی جیسے سورہ اور لو ہوا اور مردار ناپاک و حرام ہے۔ ایسا ہی وہ جب تلوار بھی ناپاک اور حرام ہے کہ خود گناہ کی صورت بن رہا ہے کہ اللہ کے سوا اور کسی کا ٹھہرا اس آیت سے معلوم ہوا کہ جانور کسی مخلوق کے نام کا ٹھہرائے وہ جانور حرام ہے اور ناپاک۔ اس آیت میں کچھ اس بات کا تذکرہ نہیں کہ اس جانور کے ذبح کرتے وقت کسی مخلوق کا نام لیجئے جب حرام ہو بلکہ اتنی بات کا ذکر ہے کہ کسی مخلوق کے نام پر جہاں کوئی جانور مشہور کیا کہ یہ گاؤں سید احمد گمبیر کی ہے یا بکرا شیخ سدو کا ہے۔ سو وہ حرام ہو جاتا ہے۔ پھر کوئی جانور ہو مرغی یا اونٹ کسی مخلوق کے نام کا کر دیجئے ولی یا نبی کا باپ کا یا دادے کا۔ بھوت کا یا پری کا وہ سب حرام ہے اور ناپاک اور کونے والے پر شرک ثابت ہو جاتا ہے۔ تقویت الایمان ص ۱۱۱۔ آیت کا ترجمہ صحیح یہ ہے یا بے علمی کا جانور جس کے ذبح میں غیر اللہ کا نام لیا ہو۔ قرینہ بھی اسی پر وال ہے کہ اس کو فسق فرمایا۔ عقل ہی اس معنی کی تخصیص کرتی ہے کیونکہ زندہ جانور پر تو ہزاروں مرتبہ غیر اللہ کا نام لیا جاتا ہے اگر زندہ جانور پر غیر اللہ کا نام لینا اس کو حرام



کر دے تو کوئی جائز حلال نہیں رہ سکتا۔ قرآن مجید نے خود دوسری آیتوں میں اس معنی کی تائید فرمائی ارشاد فرمایا فَكُلُوا مِن ثَمَرِهِ إِذَا أَثْمَرَ ۖ وَلَدِينَا أَجْرُ الْعَامِلِينَ۔ ان کشتہ بنایا تہ صومنین یعنی جس حب نور کو ذبح کرتے وقت اللہ کا نام ذکر کیا گیا اسے کھاؤ اگر تم مومن ہو۔ اسی واسطے مفسرین کرام نے تخصیص کر کے آیت کے یہی معنی بیان فرماتے تفسیر حسدی میں اسی آیت کی تفسیریں ہے۔ اوالفلق الذی ذبح بد لاسید غیر اللہ مثل اللات والعزى یعنی فنی وہ جانور ہے جو ذبح کیا ہو غیر اللہ کا نام لے کر مثل لات و عزى کے تفسیر جلالین میں ہے فسقاہل لغیر اللہ بد ای ذبح علی اسید غیرہ یعنی وہ حب اور حرام ہے جو غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا گیا ہو۔ تفسیر ابوالسعود میں ہے۔ ای ذبح علی اسد الاصلنام یعنی حرام وہ جانور ہے جو بتوں کے نام پر ذبح کیا گیا ہو۔ کفار کا طریقہ تھا کہ حب نوروں کے ذبح کے وقت بتوں کا نام لیتے ہیں کہتے باسم اللات والعزى آیت میں اس کو حرام فرمایا۔ مفسرین ذبح ہی کے ساتھ خاص کر رہے ہیں مفسرین کی ان تصریحات کو ہمیں دہلوی نے صرف اسی مذکورہ اصول سے رد کیا ہے چنانچہ کہا کہ اس آیت میں کچھ اس بات کا ذکر نہیں کہ اس جانور کے ذبح کرنے کے وقت کسی مخلوق کا نام لیجئے جب حرام ہو بلکہ اتنی ہی بات کا ذکر ہے کہ کسی مخلوق کے نام پر جہاں کوئی جانور مشہور کیا گیا ہو یا نہ ہو سید احمد کبیر کی ہے یا یہ بکرا شیخ سعد کا ہے سو وہ حرام ہو جاتا ہے۔ تقویتہ الایمان ص ۲۹

مزید کیجئے کہ آیت میں وقت ذبح غیر اللہ کا نام پکارنے کی تخصیص پر قرینہ موجود عقلی تخصیص موجود۔ دوسری آیتوں میں تائید موجود۔ مفسرین کرام کی تصریحات موجود ہرچونکہ تخصیص اسی آیت میں

مذکور نہیں اس لئے مولوی اسماعیل صاحب کے نزدیک یہ سب باتیں غیر معتبر ہیں اور ہرگز تخصیص نہیں ہو سکتی۔

رہبر صاحب تقویتہ الایمان پر تو سارے دیوبندی کتبہ کا ایمان ہے پھر جس اصول سے استدلال کیا ہے اس کا انکار دیوبندی کیسے کر سکتے ہیں لہذا یہ اصول بھی دیوبندیوں کو مسلم ہوا کہ جب تک اسی جگہ تخصیص مراعات مذکور نہ ہو ہرگز تخصیص نہیں ہو سکتی اگرچہ قرینہ موجود ہو عقلی تخصیص پائی جائے مشکم کا دوسرا کلام تخصیص پر دلالت کرے۔ اب اس اصول کے تحت میں مرثیہ کا وہ شعر لائیے اور پھر دیکھیے کہ المصباح الجدید کے اعتراض کا ایک ایک حرف نہیں تسلیم کرنا پڑے گا۔

زمانہ نے دیا اسلام کو داغ اسکی فرقت کا

کہ تھا داغ غلامی جس کا تمنائے مسلمانی

اس شعر میں گنگوہی صاحب کی غلامی کے داغ کو مسلمانی کا تمغہ قرار دیا ہے جو باعتبار عموم لفظ کے ہر زمانہ اور ہر طبقہ کے مسلمانوں کو شامل ہے اور یہ مذکور نہیں کہ وہ انہیں کے زمانہ کے لئے خاص ہے یا ان کے مریدوں اور شاگردوں کے ساتھ مختص ہے لہذا تمہارے اصول پر لازم و ضروری ہے کہ مسلمانی کا تمغہ اسے ہی ملے جو تمہارے گنگوہی صاحب کی غلامی کے داغ سے داغ گیا ہو ورنہ مسلمانی کے تمغہ سے محروم رہے اب تمہیں بتانا پڑے گا کہ صحابہ و تابعین و ائمہ مجتہدین کو گنگوہی جی کا غلام مانتے ہو یا تمغہ مسلمانی سے خالی جانتے ہو۔ دونوں میں سے ایک بات ضرور ہوگی۔ یہ تمہارا ہی وہ ایمانی اصول جاری کیا ہے جس سے تم نے سنی مسلمانوں کو کافر مشرک بنایا ہے۔

تعجب ہے کہ آپ رہبر بنے ہیں اور آپ کو المصباح الجدید بھی



نظر نہیں آتی۔ المصباح الجدید میں ہے یا ان تمام مقبولان خدا کو  
مسلمانی کے قلم سے خالی جانتے ہیں مگر آپ نے اعتراض نقل کیا تو  
یہ کہہ دیا۔ پس جن مسلمانوں کو ان کی غلامی حاصل نہیں ہوتی جیسے صحابہ و  
تابعین وغیرہ وہ سب دیوبندیوں کے نزدیک مسلمان ہی نہیں متابع  
المجدید ص ۳۰ شکایت کس سے کریں دیوبندی رہبر ایسے ہی جتے  
ہیں کذب و افترا ان کی غذائے روحانی ہے۔

دیوبندیوں اس اپنے ایمانی اصول کو باقی رکھتے ہوئے المصباح  
المجدید کے الزام کو قیامت تک نہیں اٹھا سکتے البتہ اگر اس سے توبہ  
کر لو اور تقویت الایمان کے منکر ہو جاؤ تو ہو سکتا ہے مگر یہ تو تہارا  
ایمان ہے۔ ایمان سے کہیں توبہ ہوتی ہے۔ رہبر صاحب اپنے اس  
ایمانی اصول کو باقی رکھتے ہوئے اس شعر کا یہ مطلب آپ کیسے بیان کر  
رہے ہیں کہ گنگوہی جی چونکہ وسیع المناقب تھے۔ اس لئے آپ کے  
خدا م و متوسلین میں جو لوگ داخل ہوئے وہ یکے سے مسلمان تھے اس  
لیٰ غلط سے آپ سے روحانی تعلق رکھنا گویا مسلمان ہونے کی ایک علامت  
تھی۔ (دہی تغائے مسلمانی) مقاصد المجدید مخصاص کیا وہ ایمانی اصول  
یہاں جاری نہیں ہو گا کیا نہیں کہا جائے گا کہ اس شعر میں کچھ اس بات کا  
مذکور نہیں کہ گنگوہی جی کی غلامی کے خارج کا تغائے مسلمانی ہونا صرف ان  
کے خدام و متوسلین ہی کے ساتھ مختص ہے بلکہ ان کی غلامی کے  
دائرہ کو تغائے مسلمانی کہا گیا ہے جو بالعموم سب کو شامل ہے پھر  
جب شعر میں تخصیص مذکور نہیں تو تم اپنے ایمانی اصول کو چھوڑ کر تخصیص  
کیسے کر رہے ہو۔ اگر وہ اصول یہاں جاری نہیں تو دہاں آیت سے  
استدلال میں تقویت الایمان میں کیوں۔ اور اگر وہاں ہے تو یہاں کیوں

نہیں کچھ تو بولو۔ اگر ذرا ہی حیا ہے تو اپنے گرو مولوی اسماعیل دہلوی کو سناؤ  
وہ گالیاں جو مصنف المصباح المجدید کو دیتے ہو اپنے اس گرو کو جس  
نے یہ اصول قائم کیا ہے اس کو علت دہائی بلکہ علت مشائخی میں مبتلا  
بناد۔ المصباح المجدید نے تو تہارے ہی اصول پر یہ الزام قائم کیا ہے  
جو قیامت تک تم سے نہیں اٹھ سکتا۔

آپ کی عادت نفثانی کی ہے۔ ہر جگہ نقل کیا کرتے ہیں یہاں  
بھی نقل کرتے ہیں کہتے ہیں

اچھا سنئے آپ کے ایک مذہبی برادر خاں صاحب بریلوی کی  
شان میں فرماتے ہیں

بات ہے ایمان کی حق کی قسم آپ سے ایمان ملا احمد رضا

دل ملا آنکھیں میں ایمان ملا جو ملا تھجے ملا احمد رضا

اب فرمائیے کہ جب ایمان اور نہ صرف ایمان بلکہ دل آنکھیں

سب کچھ مولوی احمد رضا خان صاحب سے ملتی ہیں تو تمام وہ مسلمان جو  
خاں صاحب سے پہلے گزرے یا تمام صحابہ کرام تابعین عظام اگر مجتہدین  
اولیاء کاملین سب کے سب آپ کے نزدیک معارف اللہ ہے ایمان۔  
دلوں اور آنکھوں سے محروم ہو گئے فرمائیے آپ کی منقلب صحیح ہے اور  
اس سے جو نتیجہ نکلا گیا وہ بھی لغو ذالہد صحت ہے۔

الجھا ہے پاؤں یا رکاز لطف رازیں لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا  
مقاصد المجدید ص ۳۱

بے شک تقویت الایمانی اصول پر یہی نتیجہ نکلا مگر ہم ال سنت  
تو اس اصول اور اس کے ماننے والوں پر لعنت کرتے ہیں پھر ہم پر  
کیا الزام۔ ہمارے نزدیک بغیر ذکر صریح کے قرینہ اور عقل و معرہ سے



تخصیص ہوتی ہے لہذا مطلب یہ ہوا کہ قائل اپنے متعلق کہہ رہا ہے کہ مجھے حق دیکھنے والی نظر اور حق قبول کرنے والا دل اور ایمان جو کچھ ملا مولانا احمد رضا خاں صاحب کے واسطے سے ملا ہو کیا تم بھی تقویت الایمان کے اس اصول اور اس کے ماننے والوں پر رخصت کر کے سنی ہوتے ہو یا پادوں تو تیار ہی الجھا ہوا ہے اور ایسا الجھا ہے کہ سلجھنے کی کوئی صورت ہی نہیں لہذا رہبر صاحب آنجنابی وہ الجھا ہوا شعر تین مرتبہ پڑھ کر اپنے سینہ پر دم کر لیں۔

دیوبندیوں کے نزدیک گنگوہی صاحب  
صدیق و فاروق ہیں۔

وہ آسمانی القاب ہیں جو حق تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان حضرات کو عطا فرمائے ہیں۔ علمائے دیوبند نے یہ دونوں لقب اپنے گرد مولوی رشید احمد صاحب کو دیئے ہیں چنانچہ مولوی محمود حسن صاحب مرثیہ کے ص ۱۶ پر لکھتے ہیں۔

وہ تھی صدیق اور فاروق پھر کہے عجب کیا ہے  
شہادت نے تہجد میں قدم بوسی کی گر ٹھانی  
المصباح الجدید میں مرثیہ کے حوالہ سے اسی کو بتایا ہے کہ گنگوہی صاحب صدیق اور فاروق دونوں تھے۔ دیوبندی رہبر سے اس کا کچھ جواب نہ بن پڑا تو لعنت کی آڑ لی اور بڑے زور میں آکر کہا۔

جی ہاں کہا گیا ہے مگر کچھ خبر ہے صدیق اور فاروق کے معنی کیا ہیں کچھ دے کر پڑھا ہوتا تو خبر ہوتی دیکھو نور اللغات جس میں فقہ حلی لکھا ہوا ہے کہ صدیق کے معنی نہایت سچا، فاروق کے معنی حق و باطل میں فرق کرنے

والا۔ بے شک حضرت گنگوہی کے اندر یہ دونوں وصف موجود تھے۔  
مقام الحدید ص ۳۲۱۔

دیوبندی رہبروں کی یہ حالت ہے کہ دائرہ تہذیب کے اندر قدم رکھنا جانتے ہی نہیں۔ پھر اس کی ان سے شکایت ہی کیا ہے۔ مگر رہبر صاحب آپ نے تو دے کر پڑھا ہے اور آپ بہت زیادہ دینے والے ہیں۔ اس میں آپ کو بہت مشاقی ہے ذرا بتائیے تو کیا صدیق اور فاروق حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کے القاب نہیں ہیں۔ دیکھیے غیاث اللغات صدیق بسیار راست گود بغایت راست پندارندہ سخن کے را و لقب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فاروق فرق گندہ میان حق و باطل و لقب حضرت عمر رضی اللہ عنہ۔ دیکھا صدیق و فاروق القاب میں حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کے۔ اجلہ صحابہ کے مخصوص القاب اپنے گنگوہی کو دو اور مواخذہ پر لغوی معنی کی سہڑ پکڑو۔ اگر لغوی معنی کے لحاظ سے تباہے نزدیک الفاظ کا استعمال صحیح ہے تو پھر گنگوہی جی کو نبی اور رسول بھی کہو جب کوئی مواخذہ کرے تو کو ذکر کہہ دینا جی ہاں کہا گیا ہے مگر کچھ خبر ہے نبی اور رسول کے معنی کیا ہیں۔ نبی کے معنی خبر دینے والا اور رسول کے معنی بھیجا ہوا۔ دیکھو غیاث اللغات نبی بمعنی خبر دہندہ رسول بمعنی فرستادہ شدہ۔ پھر کہہ دو بے شک حضرت گنگوہی کے اندر یہ دونوں وصف موجود تھے۔ یہ ہے آپ کے جواب کی حقیقت اور آپ کے علم کی اصلیت جس پر ناز کرتے ہوئے رہبر بنے ہو۔

اس کے بعد حسب عادت نقل کرنی شروع کر دی ہے کہتے ہیں کہ مولوی احمد رضا خاں صاحب کو صدیق و فاروق ہی نہیں بلکہ عثمان علی حسن و حسین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کے پہلو پہ پہلو بٹھایا گیا ہے۔



ملاحظہ ہو درج اعلیٰ حضرت سے

عیان ہے شان صدیقی تہا ہے صدق و تقویٰ سے  
کہوں کیوں کرنے اتنی جیکہ خیر الایقان ہو  
تین شعر اس کے بعد کے یہ ہیں

جلال و ہیبت فاروق اعظم آپ سے ظاہر  
عدوالمشہد پر اک حربہ بیخ خدا تم ہو  
تمہیں نے جمع فرماتے نکات رمز قرآنی  
یہ ورثا پائے والے حضرت عثمان کا تم ہو  
مخلص مر لفظ خلق حسن عزم حسینی ہیں  
عظیم المثل یکتائے زمن لے با خدا تم ہو

اس پر کچھ اپنی تہذیب کے جوہر دکھاتے ہوئے اعتراض کرتے ہیں۔  
اس میں قرآن مجید سے جنگ ہے۔ مقام الخدیہ لخصاً ص ۳۱۔ اول تو  
تو مرثیہ کے شعر کے مقابلہ میں یہ اشعار پیش کرنا ہی دیانت کو جواب  
دینا ہے اس لیے کہ یہ عوام کے اشعار ہیں اور مرثیہ تو تہا رہے  
شیخ الہند کا ہے جن کو تم اپنا دینی پیشوا مانتے ہو۔ دوسرے یہ کہ اس میں  
اعلیٰ حضرت کو صدیق اور فاروق نہیں کہا گیا بلکہ یہ ہے آپ کے صدق و  
تقویٰ سے شان صدیقی معلوم ہوتی ہے۔ آپ اس صفت میں حضرت  
صدیق رضی اللہ عنہ کے پر تو ہیں اور جب پہلے مصرعہ میں یہ ظاہر کر دیا تو  
ثانی مصرعہ کو قرآن مجید کے خلاف بتانا کھلی عداوت یا سخت جہالت ہے  
پہلے مصرعہ کو لیتے ہوئے ثانی مصرعہ کا کھلا ہوا مطلب ہے کہ آپ اپنے زمانہ  
میں صدق و تقویٰ میں ممتاز تھے اس وجہ سے اپنے ہم عصروں میں زیادہ  
مشتقی ہیں اور مخلص و خلق و عزم ان اوصاف میں بھی آپ صحابہ کے

پر تو ہیں اور ان صفات میں اپنے ہم زمانہ لوگوں میں ممتاز ہوئے چنانچہ  
یہ مصرعہ

عظیم المثل یکتائے زمن لے با خدا تم ہو

اس پر روشن دلیل ہے پھر صحابہ کے پہلو پہلو اور برابر سمجھنا یہی عداوت  
یا کوری نا بینائی ہے۔

انہیں اگر ہیں بند تو پھر دن بھی راست

دیوبندی حضرات اپنے علماء کو بھی  
رحمۃ اللعالمین میں شریک بتاتے ہیں

وہابیہ دیوبندیہ کا شیوہ ہے  
انبیاء علیہم السلام سے برابری کرتے ہیں اور ان کو اپنا بھائی کہتے ہیں زیادہ  
سے زیادہ بڑا بھائی چنانچہ تقویت الایمان مطبع لوزنکشور ص ۱۰ پر ہے  
ادسیاء و انبیاء امام داماد سے پیر و شہید یعنی جتنے اللہ کے

مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے  
بھائی مگر ان کو اللہ نے بڑائی دی وہ بڑے بھائی ہوئے۔

مہمیری و برابری کا وہ سلسلہ قائم کیا ہے کہ انبیاء علیہم السلام  
خصوصاً سید انبیاء محبوب کبریٰ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر  
صفت میں حصہ بانٹنے سا جھا کرنے کے لیے تیار ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
کی ایک مخصوص صفت رحمۃ اللعالمین ہے اس کی خصوصیت کا انکار کر کے  
اس میں بھی شرکت کی اور حصہ بانٹ لیا اور کہہ دیا کہ علمائے ربانین  
(علمائے دیوبند) کو بھی رحمۃ اللعالمین کہنا جائز ہے۔ اگرچہ جناب  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب میں اعلیٰ ہیں (یہ بڑے چھوٹے بھائی  
کا فرق ہے۔ چنانچہ فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم ص ۱۰ پر ہے۔



لفظ رحمۃ اللعالمین صفت خاصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نہیں بلکہ دیگر اولیاء و انبیاء اور علمائے ربانین بھی موجب رحمت عالم ہوتے ہیں۔ اگرچہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب میں اعلیٰ ہیں لہذا اگر دوسرے پر اس لفظ کو بتاویل بول دیوے تو جائز ہے فقط بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ۔

اس عبارت میں کتنی مراحت کے ساتھ اس صفت کی خصوصیت کا انکار ہے مگر صاحب مقامع الحدید اس پر پردہ ڈالنا چاہتے ہیں اور ان میں آفتاب کا انکار کرتے ہیں۔ آپ کہتے ہیں۔

اس میں دیگر اولیاء و انبیاء و علماء ربانین کے متعلق صرف یہ کہا گیا ہے کہ وہ بھی موجب رحمت عالم ہوتے ہیں اور ان پر رحمۃ اللعالمین کے اطلاق کو مطلقاً نہیں جائز قرار دیا بلکہ بتاویل کی قید کے ساتھ جائز قرار دیا ہے۔ اس سے معمولی فہم کا شخص بھی سمجھ سکتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جو خاص صفت رحمۃ اللعالمین ہے۔ فی الحقیقت اس میں کوئی دوسرا آپ کا شریک نہیں جیسا کہ مولانا گنگوہی قدس سرہ نے خود تصریح فرمائی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب میں اعلیٰ ہیں۔ مقامع الحدید ص ۳۳

واللہ بعد ہو گئی خوش فہمی کی۔ برین عقل و دانش نباید گریست۔ واقعی جس شخص کو دعویٰ و دلیل میں امتیاز نہ ہو و لیسل اشتراک کو دلیل اختصاص سمجھے وہی دیوبندیوں کا دہر ہو سکتا ہے۔ مگر جس کو عبارت فہمی کا سلیقہ ہے وہ خوب جانتا ہے کہ فتاویٰ رشیدیہ کی مذکورہ عبارت کے تین جز ہیں۔ دعویٰ۔ دلیل۔ تفریع۔ لفظ رحمۃ اللعالمین صفت خاصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نہیں یہ دعویٰ ہے بلکہ دیگر اولیاء

و انبیاء اور علمائے ربانین بھی موجب رحمت عالم ہوتے ہیں۔ اگرچہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب میں اعلیٰ ہیں یہ دلیل ہے۔ لہذا اگر دوسرے پر اس لفظ کو بتاویل بول دیوے تو جائز ہے یہ تفریع ہے یہ کلام صراحتہً پکار رہا ہے کہ رحمۃ اللعالمین حضور کی مخصوص صفت نہیں۔ بلکہ علمائے ربانین (علمائے دیوبند) کو بھی رحمۃ اللعالمین کہنا جائز ہے۔ یہی بتاویل کی قید یہ گنگوہی صاحب نے تم جیسے بیوقوفوں کے پھانسنے کے لئے ٹی کی آڑ بنائی ہے ورنہ دلیل اگرچہ مثبت مدعا نہیں مگر ان کا مقصود تو صفت خاصہ ہی اڑانا ہے۔ ورنہ بتائیے کہ جب حضور کے رحمۃ اللعالمین ہونے کی جو وجہ دوسرے میں بھی موجود ہے تو اب تاویل کی کیا حاجت رہی اور اگر تاویل کی حاجت ہے تو معلوم ہوا کہ اگر دوسرے پر اطلاق ہو گا تو اس میں کسی کا ارادہ نہ ہوگا پھر صفت خاصہ نہ ہونا کیونکر ثابت ہوا اور ممکن ہے کہ گنگوہی صاحب کا یہ مقصد ہو کہ رحمۃ اللعالمین چونکہ حضور کے صفاتی ناموں میں سے حضور کا ایک نام ہے اس لفظ سے حضور کی طرف ذہن منتقل ہوتا ہے لہذا دوسرے پر بولے تو تاویل کے ساتھ یعنی رحمۃ اللعالمین بول کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم مراد نہ لے، بلکہ کوئی تاویل کر لینا۔ ورنہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سمجھائیے جائیں گے تو ہمیں کیا فائدہ پہنچے گا پھر یہ تو کہتے کہ اس تقریر سے اشتراک فی الصفت کی نفی کہاں ہوئی۔ اختصاص کہاں سے ثابت ہو گیا کلام تو اس میں ہے کہ گنگوہی صاحب نے رحمۃ اللعالمین کے صفت خاصہ ہونے کا انکار کیا اپنے اور اپنے چیلی چانٹوں کے رحمۃ اللعالمین ہونے کا التزاما دعویٰ کیا اس کا جواب اس سے کیسے ہوا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب میں اعلیٰ ہیں۔ کسی صفت میں اعلیٰ ہونا تو دلیل ہے اس بات کی کہ اس صفت میں اور بھی شریک ہیں



اگرچہ وہ ادنیٰ ہیں۔ یہ تو دلیل اشتراک ہے اس کو دلیل اختصاص سمجھنا  
جہالت ہے البتہ سب میں اعلیٰ ہونے سے بڑے رحمۃ اللعالمین ہونے مگر  
گنگوہی بھی تو مع اپنے دیانہ کے رحمۃ اللعالمین ہو گئے اگرچہ چھوٹے رحمۃ اللعالمین  
ہیں اور اگر کسی صفت میں اعلیٰ ہونے کا مطلب تمہارے نزدیک ہی ہے  
تو وہ صفت اس موصوف کے ساتھ خاص ہے تو تم بتاؤ تقاضوی صاحب کو  
تو سارے دیوبندی صفت علم میں اعلیٰ مانتے ہیں اگر اعلیٰ ہونے سے  
صفت علم تقاضوی صاحب کے ساتھ مخصوص ہو تو سارے دیوبندی  
مولوی جاہل ہوتے تمہارے مربی مولوی شکر اللہ سے لیکر مولوی حسین احمد  
صاحب تک سب بے علم جاہل شہرے پھران کو مولوی مولانا شیخ الہند  
محس منہ سے کہہ گئے اس کو تو شاید برداشت نہ کر دے بلکہ یہی کہہ گئے  
تقاضوی صاحب بڑے عالم اور دوسرے دیوبندی مولوی چھوٹے عالم  
لہذا یہاں بھی یہی مطلب ہوا کہ علمائے ربانین (علمائے دیوبند) چھوٹے  
رحمۃ اللعالمین اور حضور بڑے رحمۃ اللعالمین ہیں۔ یہ چھوٹے بڑے بھائی کا  
فرق ہے۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا یہ فرمان کہ بغیر غوث کے زمین و آسمان  
 قائم نہیں رہ سکتے۔ حق و بجا ہے۔ مگر اس سے نہیں کیا فائدہ اس سے غوث  
رحمۃ اللعالمین کب ہو گیا۔ عالمین صرف زمین و آسمان میں کہاں منحصر ہیں۔  
بے دینو! یہ تمہیں کھولو۔ اٹھارہ ہزار عالم میں سے زمین و آسمان بھی  
دو چیز ہیں۔ غوث اگر زمین و آسمان کے لئے رحمت ہو گیا تو تم رحمۃ اللعالمین  
بن گئے۔

دوسروں کو رحمۃ اللعالمین کہنے کی رہبر صاحب ایک دلیل یہ بیان  
کرتے ہیں کہ قرآن مجید میں حق تعالیٰ پر بھی رحیم کا اطلاق کیا گیا ہے  
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی۔ لہذا اطلاق ہے مساوات ثابت

نہیں لہذا دیوبندی مولوی بھی رحمۃ اللعالمین ہیں اس کہنے سے مساوات  
تو نہیں بزرگ سمجھ ہوتی یا ایمان ہوتا تو جانتے کہ رحیم اللہ تعالیٰ کی صفت ذاتی  
ہے اور حضور کی عطائی ذاتی اور عطائی میں صرف اشتراک الہی ہے تحقیق  
یہاں اشتراک محال ہے لیکن مخلوق کی تمام صفات عطائی میں جب تم بھی  
رحمۃ اللعالمین ہوتے تو حضور کی اس صفت میں ضرور شریک ہوتے اگرچہ حضور  
کی صفت زیادہ اور بڑی مانو کس سے صرف یہ ہو گا کہ تم چھوٹے رحمۃ  
العالمین ہوتے مگر رحمۃ اللعالمین تصور ہوتے صفت رحمۃ اللعالمین کا  
اختصاص کہاں رہا۔

یہاں تک تو رہبر صاحب نے علمائے دیوبند کو چھوٹا رحمۃ اللعالمین  
بنایا اب آگے ترقی کرتے ہیں اور ایک چال چلتے ہیں جس سے ثابت  
کرتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بھی تمام عالم کیلئے رحمت  
نہیں صرف جن وانس کے لئے رحمت ہیں کہتے ہیں کہ عالمین سے قرآن مجید  
میں بہت جگہ کسی خاص دور کے اہل قلم ہی مراد لئے گئے ہیں اور تفسیر  
عالمین میں وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ میں بھی لفظ عالمین سے صرف  
تقلین جن وانس مراد لئے ہیں پس اگر کوئی شخص لفظ عالمین سے کسی خاص  
دور کے تقلین جن وانس مراد لے کر کسی غوث یا ولی کو عالمین کے لئے  
باعث رحمت کہہ دے تو اس تاویل کے بعد اس میں کیا محذور ہے  
مقام الحدید ص ۳۲۔

اب دل کی بات بالکل ظاہر ہو گئی جب کہ دمار سلتک الارحمۃ  
للعالمین میں حضور کے لئے بھی تخصیص ہوئی صرف جن وانس کے لئے  
رحمت ہوتے اور کسی ولی یا غوث (گنگوہی و تقاضوی) کو بھی کسی خاص دور  
کے تقلین جن وانس کے لئے رحمت قرار دے کر رحمۃ اللعالمین کہا تو اب



وزن برابر ہو گیا اور بڑائی چھوٹائی کا فرق بھی رخصت ہو کر حقیقت یہ ہے کہ تفسیر جلالین تو وہ ہے جو کلام الہی سمجھنے کے لئے تفسیر پڑے جو تلاوت توہین کی نظر سے دیکھے وہ جلالین شریف کو کیا سمجھے جلالین میں عالمین سے جن و انس مراد لے لیا جس دہائیہ دیوبند یہ کو تنقیص و توہین کا موقع مل گیا کہ جس حضور کے رحمۃ اللعالمین ہونے کا مطلب صرف اتنا ہی ہے کہ آپ صرف جن و انس کے لئے رحمت ہیں اور یہ ہر دلی و غوث (گنگوہی و تھانوی) کے لئے ہو سکتا ہے لیکن جو کلام پاک سمجھنے کے لئے جلالین شریف پڑھتا ہے وہ جانتا ہے کہ آیت کریمہ و ما ارسلنا الا رحمة للعالمین میں حضور کی رسالت تبلیغی کا بیان ہے اور جلالین شریف کا مطلب یہ ہے کہ اے محبوب اگرچہ آپ کی رحمت ہر ماسوی الشہد کو شامل ہے دنیا و آخرت کا ایک ذرہ بھی اس سے خارج نہیں خارج کیے ہو سکتا ہے معراج میں خداوند قدوس نے فرمایا یا محمد انا وانت دما سوسی ذلک خلقت لاجلک (تفسیر احمدی) اے محبوب میں اور تو اور تیرے سوا جو کچھ ہے تیرے صدقہ میں پیدا کیا اور آپ کی رسالت تشریف بھی عام ہے ہر شے کو شامل ہے حدیث میں خود ارشاد فرمایا: ارسلت الی الخلق كافة میں تمام مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا مگر رسالت تکلفی امر وہی آپ الہی کی تبلیغ احکام خداوندی حرام و حلال کا پہنچانا اور مکلف بنانا یہ جن و انس کے لئے ہے یہاں رسالت تکلفی کے اعتبار سے آپ کو جن و انس کے لئے رحمت کہا اگر رحمۃ اللعالمین کے اسی معنی رسالت تکلفی کے اعتبار سے کسی خاص دور کے جن و انس مراد لے کر کسی ولی و غوث (تھانوی و گنگوہی) پر رحمۃ اللعالمین کا اطلاق جائز قرار دیتے ہو تو اس ولی و غوث کو نبی و رسول بھی ضرور ماننا پڑے گا اور

تم سے بھی کیا لیبید ہے۔ تھانوی صاحب تو اشرف علی رسول اللہ کہنے والے کو اور اپنے اوپر درود خوان کو تسکین دیا ہی کرتے ہیں جیسا باشش و ہرچہ خواہی کن۔

اس کے بعد رہبر صاحب فرماتے ہیں۔ خلاصہ کلام یہ کہ تھانوی رشتہ دہ کی مذکورہ بالا عبارت میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان رحمۃ اللعالمین کی خصوصیت سے انکار نہیں کیا گیا۔ واہ سی خوش فہمی گنگوہی جی کی روح سینکڑوں کو سنے دیتی ہوگی کہتی ہوگی کہ جنت تو تو بڑا پکوت ہی نکلا۔ بنا بنایا کھیل بگاڑ دیا۔ ارے بے تمیز میں نے تو عبادت کا کہ اس خصوصیت ہی کو اڑا دوں اور ہم سب رحمۃ اللعالمین بن جائیں مگر تو نے یہ کیا کہہ دیا کہ خصوصیت سے انکار نہیں، ارے بیوقوف میں گوصاف لکھ چکا تھا کہ یہ صفت خاصہ نہیں اور یہ تائید کی قیود تو دعوئے ملوئے بازی معنی کہ کہیں عوام بھڑک نہ جائیں۔

رہبر صاحب کی ابھی تسکین نہیں ہوئی ابھی اور بھی حجت کرتے ہیں اور کہتے ہیں

اخیر میں اتمام حجت کے لئے ہم شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور و معروف کتاب بوستان سے ایک ایسا شعر پیش کرتے ہیں جس میں انہوں نے اپنے بادشاہ کی تعریف کرتے ہوئے اس کو رحمۃ اللعالمین کہا ہے۔

قوی سایہ لطف حق بر زمین

پہر صفت رحمۃ اللعالمین

رہبر صاحب کو یہ بھی معلوم نہ ہوا کہ یہاں گفتگو کس بات پر ہے گنگوہی یہ ہے کہ یہ حضور کی صفت خاصہ ہے یا نہیں اور اس اصلی معنی کے لحاظ سے غیر پر اطلاق جائز ہے یا نہیں مگر اپنی بے نیازی سے اس شعر کو اپنی



آخری حجت قرار دیتے ہیں بھلا اس شعر کو بحث سے کیا تعلق پھر یہ کہ  
 دیوبندی ملعون کو رحمۃ اللعالمین بنانے کے نشہ میں رہبر صاحب پر  
 وہ بے خودی طاری ہوئی کہ استدلال کے اصول اور قواعد تو درگزر  
 لفظ تک یاد نہ رہا۔ دعویٰ تو لفظ رحمۃ اللعالمین کے جواز کا ہے اور بوستان  
 کے شعر میں وہ لفظ ہی نہیں بلکہ رحمۃ اللعالمین ہے اسی کو دلیل بنا لیا حالانکہ  
 دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے لفظ بدلنے سے اطلاق جائز ہو جاتا  
 ہے مثلاً عالم الغیب خدا کے سوا دوسرے کو کہنا جائز نہیں اور عالم  
 غیب غیب والی جہاں ہے اللہ علیہ وسلم کو کہنا جائز ہے۔ اسی طرح جب  
 شعر میں لفظ بدل لایا تو اطلاق جائز ہوا اس سے رحمۃ اللعالمین کا جواز  
 کدھر سے کو دیا اور اگر لفظ کے اس بین فرق سے آنکھیں بند بھی کرلو  
 تب بھی اس شعر سے استدلال صحیح نہیں۔ اس لئے کہ شعر میں دو احتمال ہیں  
 اول یہ کہ توئی کی جس طرح پیمبر صفت خبر ہے رحمۃ اللعالمین بھی اسی کی خبر  
 ہو اس تقدیر پر رحمۃ اللعالمین کا اطلاق بادشاہ پر ہوگا۔ دوسرا احتمال جو  
 قریب و ظاہر ہے کہ رحمۃ اللعالمین پیمبر کی صفت ہو اس تقدیر پر بادشاہ  
 پر رحمۃ اللعالمین کا اطلاق ہی نہیں ہے بلکہ پیمبر پر ہے اور شعر کے معنی یہ  
 ہیں کہ اسے بادشاہ تو زمین پر عنایت الہی کا سایہ ہے اور تو پر تو ہے  
 اس نبی کا۔ اور تجھ میں صفت ہے اس  
 نبی کی جس کا لقب رحمۃ اللعالمین ہے بحر میں جو ایک احتمال بعید تھا اس  
 احتمال سے استدلال کرنا یہ اصولی غلطی ہے احتمال سے استدلال  
 سوتا ہے یا احتمال استدلال کو باطل کر دیتا ہے۔ اذاجاء الاحتمال  
 باطل الاستدلال۔ مگر رہبر صاحب کو اصول و قواعد سے کیا علاقہ وہ تو  
 دیوبندی رہبر ہیں

آپ نے حسب عادت یہاں بھی مداح کا یہ شعر پیش کیا ہے۔  
 آیت فضل خدا دیکھا تھے  
 رحمت رب وری دیکھا تھے

حیرت ہے اس شعر کو اس موقع پر پیش کرنا انتہائی جہالت و حماقت نہیں  
 تو غایت نقص و حق پوشی و باطل کو نشی کے سوا اور کیا ہے۔ رحمت رب  
 وری کا معنی اللہ کی رحمت ہے اللہ کی رحمت کا اطلاق ہر فضل و کمال پر  
 ہر نعمت پر ہوتا ہے۔ علم و عقل کو اللہ کی رحمت کہا جاتا ہے حسن و جمال کو  
 اللہ کی رحمت کہتے ہیں۔ علمائے دین کے وجود کو اللہ کی رحمت کہتے ہیں  
 کیا اس سے دیوبندی تلے رحمۃ اللعالمین ہو جائیں گے۔ رحمت رب العلمین  
 و رحمۃ اللعالمین کو ایک سمجھنا یہ رہبر صاحب کے کچھ دے کر پڑھنے کا نتیجہ  
 ہے۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ اس فاضل اجل کو تو گنگوہی صاحب کا  
 جانشین بنانا چاہیے تھا ورنہ کم سے کم دیوبند کا صدر مدرس تو ضرور  
 ہی کر دیا جاتا۔

دیوبندی حضرات کے نزدیک شہیدانِ کربلا  
 کا مرتبہ جلایا دفن کرنا چاہیے  
 ۱۲۔ علمائے دیوبند کے  
 نزدیک شہیدانِ کربلا رضی اللہ  
 عنہم کے مرتبہ کا جلایا یا زمین

میں دفن کرنا ضروری ہے۔ فتاویٰ رشیدیہ کا سوال و جواب ملاحظہ ہو۔  
 سوال۔ مرتبہ جو تعزیر وغیرہ میں شہیدانِ کربلا کے پڑھتے ہیں اگر کسی کے  
 پاس ہوں وہ دور کرنا چاہیے تو ان کا جلا دینا مناسب ہے یا فروخت کرنا  
 الجواب۔ جلا دینا یا زمین میں دفن کر دینا ضروری ہے۔ فقط فتاویٰ  
 رشیدیہ حصہ سوم ص ۱۰۳۔

اس پر المصباح الجدید میں مواخذہ فرمایا کہ جب شہیدانِ کربلا



کا مرثیہ جلا دینا اور زمین میں دفن کر دینا ضروری ہوا تو گنگوہی صاحب کا مرثیہ لکھنا اور چھپوا کر شائع کرنا کیسے درست ہو سکتا ہے۔

رہبر صاحب اس کا جواب دینا چاہتے ہیں، آپ فرماتے ہیں۔

کہ سوال میں ہر مرثیہ کا ذکر نہیں بلکہ خاص ان مرثیوں کا ہے جو تعزیوں کے ساتھ پڑھے جاتے ہیں اور یہ مرثیہ عام طور پر روایات کا ذبیہ اور احکامات و اہمیت سے پڑھ جاتے ہیں چنانچہ آپ کے بانی مذہب مولوی احمد رضا خاں صاحب رسالہ فتاویٰ تعزیم داری میں فرماتے ہیں کتب شہادت جو آج کل رائج ہیں اکثر حکایات موضوعہ و روایات باطلہ پر مشتمل ہیں یوں ہی مرثیہ الہی پڑھوں کا پڑھنا سننا گناہ ہے۔ حدیث میں ہے۔ نبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن المرأتی ہر حال گنگوہی صاحب نے جس مرثیہ کو جلا دینے یا دفن کر دینے کا حکم دیا وہ ہی مرثیہ ہے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا۔ اور آپ کے اعلیٰ حضرت نے گناہ اور حرام لکھا ہے۔ مجمع الحدید ص ۳۵ خلاصہ یہ ہے کہ سوال میں ہر مرثیہ کا ذکر نہیں بلکہ خاص ان مرثیوں کا سوال ہے جو تعزیوں کے ساتھ پڑھے جاتے ہیں اور وہ چھوٹی روایتوں سے پڑھتے ہیں اسی لئے انہیں مرثیوں کے جلانے کا حکم دیا ہے۔

ناظرین کرام ذرا سوال کو بغور ملاحظہ فرمایا کہ دیوبندی دیانت کی داد میں سوال میں ہے مرثیہ جو تعزیم و حیرہ میں شہیدان کربلا کے پڑھے جاتے ہیں مگر رہبر صاحب وغیرہ کو ہضم کر کے دن میں اندھے بن رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ سوال میں خاص ان مرثیوں کا ذکر ہے جو تعزیوں کے ساتھ پڑھے جاتے ہیں۔ سفید جھوٹ اسی کا نام ہے۔ سوال میں لفظ وغیرہ بتا رہا ہے کہ سوال شہیدان کربلا کے ہر مرثیہ کے متعلق ہے خواہ کہیں پڑھا جائے اور عام ازیں کہ وہ صحیح ہو یا غلط اور گنگوہی صاحب کا جواب

جلا دینا زمین میں دفن کر دینا ضروری ہے۔ ہر مرثیہ کے لئے ہے، کیونکہ جواب میں کوئی تفصیل و تخصیص نہیں اور سوال میں تعزیم ہے لہذا گنگوہی صاحب کے جواب کا کھلا ہوا مطلب یہ ہے کہ شہیدان کربلا کا ہر مرثیہ خواہ وہ صحیح ہو یا غلط تعزیم میں پڑھا جائے یا کہیں اور ہر مرثیہ کا جلا دینا یا زمین میں دفن کرنا ضروری ہے اس کو اعلیٰ حضرت کے رسالہ کی عبارت جو دیوبندی عادت کے مطابق قطع برید کر کے نقل کی ہے کیا سفید ہو سکتی ہے۔ اس عبارت میں تو صرف جھوٹی اور باطل روایتوں کے پڑھنے کی ممانعت ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ صحیح روایتوں کا پڑھنا جائز ہے خواہ وہ مرثیہ ہی ہوں چنانچہ اسی رسالہ میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے نہایت تفصیل کے ساتھ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے ذکر خیر اور مرثیہ کا پڑھنا جو صحیح ہو میں و محمود لکھا ہے جس کو خود دیوبندی رہبر نے رسالہ میں درج کیا ہے لہذا اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے کلام کو سنبھانا دیوبندی کی بدعوا ہی ہے۔

۱۳ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے مرثیہ کے مرثیہ مشہر کرنا ضروری ہے۔  
یہ تو علمائے دیوبند کا یہ

متوئے کہ جلا دینا یا زمین میں دفن کر دینا ضروری ہے مگر دیوبندیوں کے شیخ الہند مولوی محمود حسن صاحب نے گنگوہی صاحب کا مرثیہ لکھا، پڑھا، پڑھوایا چھپوایا، شائع کیا، سارے دیوبندی مولوی اس سے متفق ہیں اس کا جلا دینا اور زمین میں دفن کرنا تو درکنار کسی نے اس کی کراہت کا بھی فتویٰ نہ دیا آخر یہ گنگوہی حقیقت اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی عادت نہیں تو اور کیا ہے۔ المصباح الحبسید کا یہی مواخذہ ہے۔ دیوبندی رہبر اس کا جواب دیتے ہیں۔



کہ جو مرثیہ جموں روایتوں سے پاک ہوا اور اس سے ماتم وغیرہ مقصود نہ ہو وہ جائز ہے اس پر علیحضرت رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فتویٰ نقل کیا جو مجلس ذکر شریف حضرت سیدنا امام حسین و اہل بیت کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی مجلس میں روایات صحیحہ معتبرہ سے ان کے فضائل و مقامات عارض بیان کیے جائیں اور ماتم و تجسید غم و حیزہ امور مخالفہ شرع سے یکسر پاک ہو۔ یہ بنفسہ حسن و محمود ہے خواہ اس میں نثر پڑھیں یا نظم اگرچہ وہ نظم بوجہ ایک مسدس ہونے کے جس میں ذکر حضرت سید الشہداء عرفہ حال میں بنام مرثیہ مشہور ہو کہ اب یہ وہ مرثیہ نہیں جس کی نسبت ہے نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن البرائی واللہ تعالیٰ اعلم مقام الحدید ص ۳۹۔

علیحضرت قدس سرہ نے بالکل حق فرمایا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے ذکر غیر کی مجلس کو آپ کے مرثیہ کو جو صحیح روایت کے ساتھ ہو من و محمود باعث ثواب فرمایا امور مذمومہ نامیشروعہ کے ساتھ ممنوع بتایا یہی صراط مستقیم ہے مگر گنگوہی صاحب تے تو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے مرثیہ کو مطلقاً بلا تخصیص و تفریق جلانا و زمین میں دفن کرنا ضروری کر دیا جس کی تفصیل ۱۲ میں گزری۔ پھر گنگوہی صاحب کے مرثیہ کے جائز کرنے کے لیے یہ تفصیل کیونکر مفید ہو سکتی ہے اگر یہ کہو کہ شہیدان کربلا کے سب مرثیوں میں جموں روایتیں درج ہیں تو یہ بالکل سفید جھوٹ ہے شہد کربلا کے بہت سے مرثیے ایسے ہیں جو بالکل صحیح اور قطعاً واقعہ کے مطابق ہیں۔ نیز صحیح و غلط کا فرق تو اس وقت بحث میں لایا جاسکتا تھا گنگوہی جی کا مرثیہ بالکل صحیح ہی ہوتا مرثیہ گنگوہی تو خود کا ذیبا کا دفتر اور جھوٹ کا طراز ہے۔ اسی مرثیہ میں گنگوہی صاحب کو مربی اسلام کہا

باقی اسلام کا ثانی بتایا۔ ان کے کالے کالے بندوں کو یوسف ثانی کہا گنگوہی صاحب کو مروے جھلانے والا اور زندوں کو موت سے بچانے والا بتایا ان کی آواز کو کھن داؤد کہا ان کی غلامی کو مسلمانی کا تمغہ قرار دیا۔ وغیرہ ذالک من الخنادقات۔

باوجود اس جھوٹ و نفوٹ کے مرثیہ گنگوہی کا کھنا پڑھنا۔ پڑھوانا چھوانا چھینا اشاعت کرنا سب جائز اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے مرثیہ کا جلا دینا و زمین میں دفن کرنا ضروری۔ سوائے اس کے کہ گنگوہی عقیدت کا نشہ اور حضرت امام عالی مقام کی عداوت کا خمار ہو کیا کہا جاسکتا ہے۔

بوقت صبح شود پچھو روز معلومت

اکہ با کے باخی تمشق در شب بخور

المصباح الجدید کا یہی اعتراض ہے جس کا دیوبندیوں کے پاس کوئی جواب نہیں۔

دیوبندی حضرات کے نزدیک  
محرم میں سبیل وغیرہ لگانا حرام ہے

۱۲ ماہ محرم میں ذکر شہادت  
حضرات حسین رضی اللہ عنہما  
صحیح روایات کے ساتھ بھی

بیان کرنا سبیل لگانا۔ چندہ سبیل میں دینا۔ شربت پلانا۔ بچوں کو دودھ پلانا۔ علمائے دیوبند کے نزدیک حرام ہے۔ فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم ص ۱۱ پر ہے محرم میں ذکر شہادت حسین علیہما السلام کرنا اگرچہ بروایت صحیحہ ہو۔ سبیل لگانا شربت پلانا۔ چندہ سبیل اور شربت میں دینا یا دودھ پلانا سب نادرست اور تشبہ و تضام کی وجہ سے حرام ہے فقط صاحب مقام الحدید نے اس پر یہ ملبع سازی کی۔ چرکہ ماہ محرم



میں ان کے کرنے سے روافض کے ساتھ ایک گورنر تشبہ ہوتا ہے اس لیے  
 آجائز ہے اور اس کی تصریح بعض علمائے سلف نے بھی کی ہے چنانچہ  
 اصول صغار میں ہے۔ *سئل عن ذکر مقتل الحسين في يوم عاشوراء بيجوز ام  
 لا قتال لالان ذالک من شعائر الروافض ان سے سوال کیا گیا کہ عاشورہ  
 کے دن ذکر شہادت حسین جائز ہے یا نہیں۔ فرمایا ناجائز ہے۔ کیونکہ یہ  
 روافض کے شعائر میں سے ہے اب فرمائیے کیا امام صغار آپ کے نزدیک  
 دیوبندی ہیں تعجب ہے کہ آپ ایک مدرسہ کے صدر مدرس ہیں  
 اور اس حقیقت سے ناواقف ہیں کہ ایک مباح چیز بھی اہل ضلال کے  
 تشبہ کی وجہ سے ناجائز ہو جاتی ہے۔* **مقام الحدید ص ۳**

بہر صاحب ہم اس حقیقت سے خوب واقف ہیں ہمیں معلوم ہے کہ  
 بے دین امور خیر کو ناجائز و حرام کرنے کے لیے بہانے بناتے ہیں  
 تشبہ کی تہمتیں تراشتے ہیں ہم آپ کے امام صغار کو بھی خوب جانتے ہیں  
 وہ یقیناً آپ کے اور تمام دیوبندیوں کے پیشوا ہیں اس لیے کہ وہ خارجی  
 ہے جس کی موت ۲۶۵ھ میں ہوئی۔ قاموس میں ہے۔ *والصغار لقب  
 لعقوب البویوسف الصغفر خارجی المشہور توفی فی ۲۶۵ھ* اس کے  
 ہر قول پر تمہارا ایمان ہوتا ہی چاہیے مگر کسی خارجی بے دین کے کہنے  
 سے یہ امور خیر رافضیوں کا شعار نہیں ہو جائیں گے۔ صرف اس لیے کہ رافضی  
 ان کاموں کو کرتے ہیں لہذا ان کا شمار ہو گیا اگر ایسا ہے تو رافضی اور  
 بھی تو بہت سے کاریگر کرتے ہیں اگر محض ان کے کرنے سے وہ انگار  
 شمار ہو جائے تو دیوبندی بہت سے حرام کے مرتکب ہوتے۔

ناواقف! شعار کا کوئی معیار بھی ہے کم از کم وہ فعل ان کے ساتھ مختص ہو  
 ان کی مذہبی علامت ہو۔ جب شعار ہوگا۔ ماہ محرم میں یہ امور خیر رافضیوں

کے ساتھ کہاں مختص ہیں سولتے بے دین دیوبندیوں خارجیوں کے بہترت  
 مسلمان ان افعال حسد کو بجالاتے ہیں۔ اکابر اہل سنت کا یہ طریقہ رہا ہے  
 حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ہر سال عشرہ  
 محرم میں مجلس ذکر شہادت حسین رضی اللہ عنہا کیا کرتے تھے خود ان کے  
 فضائل و ذکر شہادت بیان فرماتے۔ سینکڑوں ہزاروں کا مجمع ہوتا جائز مرتبہ  
 بھی پڑھا جاتا تھا۔ شاہ صاحب پر رقت طاری ہوتی بسامعین بھی روتے تھے  
 دیکھو حضرت شاہ صاحب خود اپنے فتاویٰ میں تحریر فرماتے ہیں۔

در تمام سال دو مجلس در خانہ  
 فقیر منعقد می شوند مجلس ذکر وفات  
 شریف و مجلس شہادت حسین اول کہ  
 مردم روز عاشورہ یا یک دور روز  
 پیش ازین قریب چہار صد کس یا پچھصد  
 بلکہ ہزار فراہم می آید و درودی  
 خوانند بعد ازاں کہ فقیر می آید می  
 نشیند ذکر فضائل حسین رضی اللہ عنہما  
 کہ در حدیث شریف وارد شدہ در بیان  
 می آید و آنچه در احادیث اخبار  
 شہادت این بزرگان و تفصیل بعضے  
 حالات و ہد آملی قاتلان ایشان  
 وارد شدہ نیز مذکور می شود باین تقریب  
 بعضے شدائد کہ در جناب ایشان گزشتہ  
 از روئے احادیث معتبرہ بیان کردہ

سال بھر میں دو مجلس فقیر کے  
 یہاں ہوتی ہیں ایک مجلس وفات شریف  
 دوسری مجلس شہادت رضی اللہ عنہما۔  
 اول کہ دسویں محرم کو یا اس سے ایک  
 دور روز پہلے قریب چار سو آدمی کے  
 یا پانسو کے بلکہ ہزار جمع ہوتے ہیں  
 اور درود پڑھتے ہیں اس کے بعد فقیر  
 آکر بیٹھتا ہے اور حضرات حسین رضی  
 اللہ عنہما کے فضائل جو حدیث شریف  
 میں وارد ہوئے بیان میں آتے ہیں  
 اور ان بزرگوں کی شہادت کی خبریں  
 جو احادیث میں وارد ہوئیں اور بعضے  
 حالات کی تفصیل اور قاتلوں کا خراب  
 انجام مذکور ہوتا ہے اس تقریب میں  
 بعض سختیاں جو ان کی حباب میں گزری



می شود و درین ضمن بعضی مرثیہ یا کہ از مردم غیر یعنی جن و پری حضرت ام سلمہ و دیگر صحابہ شہیدہ اند نیز مذکور می شود۔

خواہیست متوجش کہ حضرت ابن

عباس و دیگر صحابہ دیدہ اند و ولایت بر فرط حزن و اندوه روح مبارک جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم می کنند مذکور می گردد۔

بعد ازاں ختم قرآن مجید و پنج آیت خواندہ بر ما حاضر فاتحہ منوہ می آید۔ و درین بین اگر شخصی خوش الحان سلام میخواند یا مرثیہ میخواند یا اتفاق می شود ظاہر است کہ درین بین اکثر حضار مجلس را دایین فیکر و مہرت و بکالافت می شود۔

این سنت قدرے کہ بعمل می آید پس اگر ایس چیز یا نزد فقیر بہیں وضع کہ مذکور شدہ جائز نمی بود اقدام براں اصلا نمی کرد۔ فتاویٰ عربیہ۔

اعادیت معتبرہ سے بیان کی جاتی ہیں۔ اس درمیان میں بعضی مرثیہ جو حضرت ام سلمہ اور دوسرے صحابہ نے جن و پری سے ہیں مذکور ہوتے ہیں۔

اور وہ پریشان خواب جو حضرت ابن عباس اور دوسرے صحابہ نے دیکھے ہیں اور حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے روح مبارک کے رنج و اندوه پر ولایت کرتی ہیں ذکر کی جاتی ہیں۔

بعد اس کے ختم قرآن مجید اور پنج آیت پڑھ کر ما حاضر پر فاتحہ کی جاتی ہے اور اس درمیان میں اگر کوئی شخص خوش الحان سلام پڑھے یا مرثیہ جائز اسکا اتفاق ہوتا ہے ظاہر ہے کہ اس درمیان میں اکثر حاضرین مجلس کو اور اس فیکر و رقت اور دناہمی لاحق ہوتا ہے۔

یہ وہ قدسے جو عمل میں آتی ہے اگر یہ چیزیں اسی وضع مذکور کے ساتھ فقیر کے نزدیک جائز نہ

ہوتیں تو ان پر ہرگز اقدام نہ کرتا۔  
فتاویٰ عربیہ

حضرت شاہ صاحب کی اس تصریح نے آفتاب سے زیادہ روشن کر دیا کہ عشرہ محرم میں ذکر شہادت حسنین و دیگر امور خیر افضیوں کے ساتھ مختص نہیں بلکہ اکابر اہل سنت کا معمول ہے لہذا اس کو رافضیوں کا شعار کہنا باطل محض اور ان امور خیر کو حرام کرنے کا حیلہ ہے ایسے ہی حیلہ بازی بہتان طرازی پر دیوبندی مذہب کا مدار ہے۔

اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا بھی وہی فتوے ہے جو حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے یعنی عشرہ محرم میں ذکر شہادت حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما بروایت صحیحہ خواہ مرثیہ ہی ہو جب کہ امور مذمومہ منوہ سے خالی ہو حسن و محمود ہے جس کی مفصل عبارت ۱۳ میں درج ہے مگر دیوبندی رہبر نے اس جگہ خیانت سے اعلیٰ حضرت کے فتویٰ کی صرف آدھی عبارت نقل کی جس میں عوام مجلس خوال کے یہ تصنیع رونے اور بہ تکلف رلانے کی شناعت کا ذکر ہے اور اس کے بعد کی عبارت جس میں ذکر شہادت عشرہ محرم میں جب کہ ممنوعات شرعیہ سے خالی ہو جائز رکھا ہے اس عبارت کو ازراہ خیانت چھوڑ دیا تاہم جس قدر عبارت نقل کی ہے اس میں بھی عشرہ محرم میں ذکر شہادت کی ممانعت ہرگز نہیں نہ یہ کہ ماہ محرم میں ذکر شہادت حسنین و دیگر امور خیر افضیوں کا شعاع ہے پھر اس سے گنگوہی فتوے کو کیا تقویت پہنچی گنگوہی صاحب تو ذکر شہادت حسنین بروایت صحیحہ اور سہیل و شربت و دودھ و غیرہ سب کو تشبیہ و افضل کے حیلہ سے یک قلم حرام کر رہے ہیں۔ لہذا اعلیٰ حضرت کے فتوے کی عبارت اس جگہ پیش کرنا سخت نادانی و فریب کاری ہے۔



دیوبندیوں کے نزدیک ہولی دیوالی  
کا کھانا جائز ہے

ثبوت ۱۲ میں گزرا، مگر ہولی دیوالی کا ہر کھانا بطور تحفہ جائز اور درست  
جیسا کہ فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم ص ۱۱ پر ہے۔

مسئلہ ہندو تیوہار ہولی یا دیوالی میں اپنے استاد یا حاکم یا نذر کو کھیلیں  
یا پوری یا کچھ کھانا بطور تحفہ بھیجتے ہیں ان چیزوں کا لینا اور کھانا استاد و  
حاکم و نذر مسلمان دوست ہے یا نہیں۔ الجواب درست ہے فقط انتہی۔

ہولی دیوالی کے ہر کھانے کو جو شخص بلا تخصیص جائز و درست اور تحفہ  
بتائے وہ محرم کے شربت و دودھ تک کو بھی حرام کے تعجب ہے اس  
دودھ و شربت میں کوئی ناجائز چیز نہیں ملی سوائے اس کے کہ حضرت  
امام حسین رضی اللہ عنہ کی طرف اس کی نسبت ہو گئی اور نسبت ہولی  
دیوالی کے کھانے میں بھی موجود ہے البتہ فرق یہ ہے کہ اس کو ہولی دیوالی  
کی طرف نسبت ہے اس کو حضرت امام حسین کی طرف۔ اب اس کو درست  
اور اس کو حرام کہنے کا سبب سوائے ہولی دیوالی کی عقیدت اور  
امام عالی مقام کی عداوت کے اور کیا ہو سکتا ہے۔ المصباح الجدید کا یہی  
مواخذہ ہے۔ صاحب مقام نے اس کے جواب میں جو کچھ کہا اس کا

خلاصہ یہ ہے کہ وجہ فرق نسبت نہیں بلکہ محرم کے شربت اور دودھ  
میں رافضیوں کے ساتھ تشبہ ہے اور ہولی دیوالی میں ہندوؤں کا تحفہ لے  
لینے میں ان کے ساتھ تشبہ نہیں، اور کہا کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی مولوی  
احمد رضا خاں صاحب نے بھی غیر مسلموں کے اس تحفہ کا لینا تیوہار کے  
دوسرے دن جائز لکھا ہے۔ ملاحظہ ہو ملفوظات حصہ اول ص ۱۳۔

عرض۔ کانسر جو ہولی دیوالی میں مٹھائی وغیرہ بانٹتے ہیں مسلمانوں  
کو لینا جائز ہے یا نہیں۔

تشاؤ۔ اس روز نہ لے ہاں دوسرے روز لے تو لے لے۔  
مقامع الحدید ص ۳۸۔

۱۲ میں ثابت ہو چکا کہ محرم میں ذکر شہادت حسنین وغیرہ امور خیر  
اکابر اہل سنت کا طریقہ ہے اس کو رافضیوں کا شعار کہنا خارجیوں کا قول  
ہے اور تشبہ کی تہمت تراشنا و ہابیہ دیوبندیہ کا فریب ہے لہذا اصل  
وہی نسبت ہی رہی، سوال میں مذکور نہ ہونے سے واقعہ میں نسبت کی  
نفی نہیں ہو سکتی، اور نسبت ہولی دیوالی کے کھانے میں بھی موجود ہے پھر  
اس کو جائز و درست اور تحفہ بتانا ہولی دیوالی کی عقیدت نہیں تو اور کیا  
ہے۔

دیوبندی یہ سب سے فریب وہی کے لئے اعلیٰ حضرت کے ارشاد کی  
صرف آدمی عبارت نقل کی اور بعد کی عبارت جس کا ماقبل سے نفی اور اثبات  
کا تعلق ہے۔ چھوڑ دی نقل عبارت میں خیانت اسی کا نام ہے جس کو دیوبندیوں  
نے اپنی عادت بنا لیا ہے۔ اگرچہ نقل کردہ عبارت بھی گنگوہی صاحب کو  
مفید نہیں مگر پوری عبارت تو گنگوہی فتوے کا صریح رد ہے وہ یہ ہے  
ارشاد۔ اس روز نہ لے ہاں اگر دوسرے روز لے تو لے

لے نہ یہ سمجھ کر کہ ان خبثات کے تیوہار کی مٹھائی ہے بلکہ مال موزی نصیب  
غازی سمجھے۔ ملفوظات شریف حصہ اول ص ۹۲۔

دیوبندیو! تم نیکیوں کو لو یہ ہے عالم ربانی کا جواب تیوہار کے  
دن تو لینے ہی کو منع فرمایا اور دوسرے دنوں میں اجازت بھی دی تو  
مال موزی نصیب غازی سمجھ کر نہ تیوہار کی جان کر۔



گنگوہی صاحب کی طرح نہیں کہ تیسوا ہولی دیوالی میں لینا پھر بطور  
تخت لینا اور کھانا سب کو آنکھ بند کر کے درست کہہ دینا نیز علیحضرت  
قدس سرہ نے محرم کے شربت و دودھ کو کہاں حرام لکھا ہے جس  
کو گنگوہی صاحب تشبہ کی تہمت لگا کر حیلہ تراش کر حرام کہتے ہیں لہذا  
علیحضرت کا ارشاد گنگوہی فتوے کا رد ہے اس کو تائید میں پیش کرنا  
صاف ہے۔ رہبر صاحب کا المصباح الجدید پر ایک بڑا بھاری اعتراض  
یہ ہے کہ پہلا فتوے فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم کا ہے اور دوسرا حصہ  
دوم کا ہے دونوں کو جوڑ کر نتیجہ نکالا ہے یہ شیطنت اور افترا پر اڑی ہے  
یعنی اگر یہ دونوں فتوے ایک ہی میں ہوتے تو اعتراض ہو سکتا تھا  
جب دین جاتا رہتا ہے تو عقل بھی باقی رہتی ہے۔ خود المصباح الجدید  
میں دونوں فتوے کی دوصوں کی طرف نسبت موجود ہے اور ہم بتا  
چکے ہیں کہ تشبہ پر روافض اس کو کہنا صریح جہالت ہے پھر ماہ الامتیاز  
سوا اس نسبت کے کیا ہے اس کو افترا کہنا دیوبندی شیطنت ہے۔  
رہبر صاحب نے حسب عادت اس نمبر کے اعتراض کی بھی نقل تو  
کی جس کی عبارت (ہاں اگر ہمارے نزدیک) سے شروع کی مگر چونکہ اس  
کا کذب و افترا آفتاب سے زیادہ ظاہر ہے اس لئے خود ہی اسکو بددیانتی  
و تہمت تراشی بتانا پڑا لہذا ہمیں اس کے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔  
دیوبندی حضرات کے نزدیک صحابہ کو  
کافر کہنے والا اہل سنت کے خارج نہیں  
۱۱۔ علامہ دیوبند  
کے نزدیک صحابہ کرام  
رضوان اللہ جمیعین کو کافر  
کہنے والا اہل سنت جماعت سے خارج نہیں۔ چنانچہ فتاویٰ رشیدیہ  
حصہ دوم صفحہ ۱۱ پر ہے جو شخص صحابہ کرام میں سے کسی کی تکفیر کرے

وہ ملعون ہے ایسے شخص کو امام مسجد بنانا حرام ہے اور وہ اپنے اس کبیرہ  
کے سبب سنت جماعت سے خارج نہ ہوگا۔

رہبر صاحب سے اس کا کوئی جواب نہ بن پڑا تو اس کو کاتب کی غلطی بتا  
دیا رہبری تو اچھی کی کاش دیوبندیوں کو پچاس برس پہلے ایسا رہبر ہاتھ  
آ گیا ہوتا تو سارے کفریات کا وبال زوال سے بدل جاتا۔ تجذیر النکس  
براین قاطعہ۔ حفظ الایمان وغیرہ کے تمام کفریات کو کاتب کے سر مقوپ  
دیا جاتا بس قصہ تمام تھا۔

دیوبندی رہبر نے اس دعوے پر (کہ گنگوہی فتوے میں کاتب کی  
غلطی سے بجائے ہوگا کے نہ ہوگا لکھا گیا ہے) چار قرینے قائم کئے ہیں۔

اول این کہ اصل عبارت میں اگر نہ ہوگا ہوتا تو آخری فقرہ کے  
شروع میں استدراک کا کوئی لفظ ہوتا اور عبارت اس طرح ہوتی لیکن وہ  
اپنے اس کبیرہ کے سبب اہل سنت سے خارج نہ ہوگا۔

دوم این کہ اسی فتوے میں اس کو ملعون کہا ہے۔ سوم این کہ اسکے  
امام مسجد بنانے کو حرام قرار دیا ہے۔ چہارم علاوہ ازیں اسی حصہ  
میں صفحہ ۱۰ پر یہ فتوے ہے۔ مسئلہ رافضی تہرات کے جنازہ کی جو نماز صحابہ  
تلاش کی شان میں ہے ادبی کرتا ہے پڑھنی چاہیے یا نہیں۔ الجواب ایسے رافضی  
کو اکثر علماء کا فرماتے ہیں لہذا اس کی صلاۃ جنازہ نہ پڑھنی چاہیے۔

بہر حال زیر بحث فتوے میں مطبع کی غلطی سے خارج ہوگا کے بجائے  
خارج نہ ہوگا چھپ گیا۔ مقام مع الجدید ملخصاً ص ۱۱

ناظرین کرام دیوبندی قرینوں کی حقیقت نہروار ملاحظہ فرمائیں۔  
اول۔ اگر یہ کہا جلتے کہ نہ ہوگا کے ساتھ لیکن عبارت کی شستگی  
اور سلاست کے لئے ضروری تھا تو دیوبندیوں کی عبارت میں اور کون



سی جگہ سلاست ہوتی ہے کہاں یہ رعایتیں ملحوظ ہوتی ہیں دیوبندیوں کو عبارت لکھنے کا سلیقہ ہی کب ہے وہ تو جتنا ہی بولا ہی کرتے ہیں آپ کی یہی شمار کی عبارت اول این کہ دوم این کہ سوم انیکہ بتاتے قویہ این کیسی ہے خود گنگوہی صاحب کے اسی فتوے کے چوتھے سوال کے جواب کو پڑھتے (۴) اس وقت اور ان اطراف میں دہائی متبع سنت اور دیندار کو کہتے ہیں باقی بندہ آپ کا دعا گو ہے۔

رہبر صاحب یہ باقی کون سی ہے جو گنگوہی صاحب نے یہاں نکالی ہے۔ دیکھائیے تو اسی عبارت میں نمونہ بتایا گیا۔ اگر صرف فتاویٰ رشیدیہ ہی کی اردو غلطیوں کی فہرست گنناؤں تو ایک کتاب ہو جائے اور اگر گنگوہی صاحب کو بڑھانا ہی چاہتے ہو اور عبارت کو قاعدہ کے مطابق ہی کرنا ہے تب بھی یہی عبارت ہونا چاہیے کیونکہ سائل دیوبندی ہے اس نے جو سوال میں لفظ اور کی رٹ لگائی تو تک عشرہ کا ملکہ سوال میں دس جگہ لفظ اور بولا گنگوہی صاحب نے جواب دیا تو بڑوں کی بڑی بات حرف چودہ جگہ لفظ اور بولا۔ سوال میں تھا اور وہ اپنے اس کبیرہ کے سبب سے سنت و جماعت سے خارج ہو گیا یا نہیں۔ گنگوہی صاحب کو علم معانی کا مسئلہ صنعت مشاکلہ یاد آگیا۔ اس پر عمل کرتے ہوئے کہا اور وہ اپنے اس کبیرہ کے سبب سے سنت و جماعت سے خارج نہ ہوگا۔ لفظ لیکن ذکر کرنے میں یہ رعایت ہرگز نہیں ہو سکتی لہذا کاتب کی غلطی ہرگز نہیں۔

دوم۔ ملعون کہنا ہرگز قرینہ نہیں ہو سکتا کیونکہ گنگوہی صاحب وصف عام پر لعنت کا حکم دے رہے ہیں (جو شخص صحابہ کرام میں سے کسی کی تکفیر کرے) اور وصف عام کے ساتھ فاسق پر بھی لعنت ہوتی ہے۔ قرآن مجید میں فرمایا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَافِرِينَ جھوٹوں پر اللہ کی لعنت

ہے کیا جھوٹا اہلسنت و جماعت سے خارج ہے جو قرینہ بن گیا۔ سوم۔ امام مسجد بنانا حرام ہے یہ حکم تو ہر فاسق کا ہے شراب نور جوئے باز و اڑھی منڈے کو بھی شامل ہے کیا و اڑھی منڈا وغیرہ اہلسنت و جماعت سے خارج ہیں جو حرمت امامت کو سنت جماعت سے خارج ہونے پر قرینہ بنا دیا۔

چہارم۔ حنفی کے فتوے میں رافضی تبرائی کو گنگوہی صاحب نے خود تو کافر کہا نہیں بلکہ اکثر علماء کا قول بتایا ہے اپنی ذاتی رائے یہ بیان کی ہے (لہذا اس کی صلوٰۃ جنازہ نہ پڑھنی چاہیے) یہ تو بعض لوگوں نے بے نماز سود و خوار وغیرہ کے لیے بھی لکھا ہے۔ اگرچہ صحیح نہیں پھر خارج ہونے پر قرینہ کیسے ہوا۔

اور اگر یہ کہا جائے کہ گنگوہی صاحب اکثر علماء کے خلاف نہیں کریں گے بلکہ مطلب یہ ہے کہ رافضی تبرائی گنگوہی صاحب کے نزدیک بھی کافر ہے اور کافر اہل سنت سے خارج ہے تو یہ خود گنگوہی صاحب ہی کے نزدیک غلط ہے اس لیے کہ یہ جب صحیح ہو سکتا ہے کہ کفر و اسلام میں تباین مانا جائے اور کفر سنت جماعت کے ساتھ جمع نہ ہو سکے اور تقویۃ الایمان میں (جس کو گنگوہی صاحب علین اسلام فرماتے ہیں) کفر تو کفر، شرک اسلام کے ساتھ جمع ہے بلکہ تقوے کو بھی ضرر نہیں پہنچاتا دیکھو تقویۃ الایمان مطیع لہ کشور صفت فاسق موجد ہزار درجہ بہتر ہے متقی مشرک سے دیکھا، دیوبندیوں کے ایمان میں مشرک تقوے کے ساتھ جمع ہے غور کرو مشرک خاص ہے کفر سے اور تقوے خاص ہے سنت و جماعت سے اور صدق خاص کو صدق عام لازم ہے لہذا جب شخص واحد پر تقوے اور مشرک کا صدق ہوا تو کفر اور سنت جماعت کا صدق بھی



مزدی ہوا لہذا کفر اور سنت جماعت میں تباہ نہ ہوا بلکہ تصادق ہوا تو اگر گنگوہی صاحب صحابہ پر تبرا کرنے والے کو کافر کہیں بھی تب بھی اہل سنت سے خارج ہونے پر قریب نہ ہوا۔ اور اگر اس گنگوہی اسلام اور دیوبندی ایمان سے قطع نظر کر د اور تباہی مان بھی تو تو زیادہ سے زیادہ اس فتوے کا صغیر ۴۰ سے تعارض ہوگا اور تعارض اور تناقص گنگوہی فتووں کی سنت قدیمی ہے۔ بطور نمونہ صرف ایک فتوے کے تعارض ملاحظہ ہوں۔ فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم صفحہ ۱۴ پر سوالی ہے۔

پڑھنا ان اشعار کا جن میں استعانت بغير اللہ ہو کیسا ہے مثلاً یہ شعر  
يَا رَبِّ ارْحَمْنَا يَا نَبِيَّ اللَّهِ ارْشِدْنَا  
إِنِّي فِي بَحْرٍ هَمٍّ مَغْرَقٌ حَزِينٍ دِي سَهْلٍ لَنَا اشْكَلْنَا

پس یہ اشعار جائز ہیں یا شرک ان اشعار کا پڑھنا اس ملک میں بہت رائج ہے۔ صاحب اور خالقانوں میں رو برو علماء و مشائخ کے پر سے جاتے ہیں اور کوئی تعرض نہیں کرتا۔ ملاحظہ۔

سوال میں خیر خدا سے مدد مانگنا خیر خدا کو دور سے پکارنا خیر خدا سے مشکلیں آسان کرنا ایسے اشعار کا مجموعہ میں پڑھنا مذکور ہے گنگوہی صاحب کا جواب ملاحظہ ہو۔

نہا غیر اللہ کو کرنا دور سے شرک حقیقی جب ہوتا ہے کہ ان کو عالم سامع مستقبل عقیدہ کرے اشعار بزرگان فی حدوۃ نہ شرک نہ معصیت مان بوجہ موعوم ہونے کے مجامع میں کہنا مکروہ ہے کہ عوام کو ضرر ہے اور حدوۃ ابہام بھی ہے لہذا ایسے اشعار کا پڑھنا منع نہ مولف پر طعن ہو سکتا ہے اور کراہت موعوم ہونے کی بوجہ غلبہ محبت کے بجز ہو جاتی ہے۔ مگر ایسی طرح پڑھنا کہ اندیشہ عوام کا ہو جسندہ پسند نہیں کرتا گو اس کو

معصیت بھی نہیں کہہ سکتا۔ دیکھتے یہاں سب کچھ جائز معصیت بھی نہیں ہے اب گنگوہی تعارض ملاحظہ ہوں، انہیں امور کو حرام ناجائز معصیت وغیرہ فرماتے ہیں۔ تناقص ۱۵ حصہ اول ص ۲۹ مشابہ شرک ہے کہ غیر اللہ تعالیٰ سے طلب حاجات ہے معصیت سے خالی نہ ہوگا۔ تناقص ۲۰ حصہ اول ص ۳۰ موعوم الفاظ کا پڑھنا معصیت ہے۔ تناقص ۲۱ حصہ اول ص ۳۱ اگر عالم الغیب و متصرف مستقل جان کر کہتا ہے تو خود شرک محض ہے اور جو یہ عقیدہ نہیں تو بھی ناجائز ہے۔ تناقص ۲۲ ص ۳۲ جو لفظ موعوم معنی شرک ہو اسکا بولنا بھی ناروا ہے۔ تناقص ۲۳ حصہ سوم ص ۳۳ اور مدد مانگنا اولیٰ سے حرام ہے تناقص ۲۴ حصہ سوم ص ۳۴ سو غیر اللہ سے مدد مانگنا اگرچہ ولی ہو یا نبی شرک ہے۔ تناقص ۲۵ ص ۳۵ جب انبیاء علیہم السلام کو علم غیب نہیں یا رسول کہنا بھی ناجائز ہوگا۔ تناقص ۲۶ ص ۳۶ اور وجہ تسبیح کی جہاں فنا و عقیدہ عوام اور اپنے اوپر تہمت شرک رکھنا ہے۔ تناقص ۲۷ ص ۳۷ صاحب قبر سے کہے کہ تم میرا کام کہ دو یہ شرک ہے خواہ قبر کے پاس کہے خواہ قبر سے دور کہے تناقص ۲۸ ص ۳۸ اس طور دعا کرنا اسے صاحب قبر میرا کام کر دے تو حرام اور شرک بالاتفاق ہے۔

دیکھائیے ہیں گنگوہی فتاویٰ جو حصہ سوم کے ص ۳۹ پر نہ شرک نہ تباہ معصیت وہی دوسری جگہ شرک بھی ہے حرام بھی ہے عباد عقیدہ بھی ہے ناجائز بھی ہے تسبیح بھی ہے شرک کی تہمت بھی ہے۔

ایک بات اور سینکڑوں اسکے جواب ہم سے کچھ غیروں سے کچھ درباں سے کچھ بحوف طوالت ملک عشرہ کاملہ پر نظر کرتے ہوتے صرف دس تعارض پر اکٹفا کرتا ہوں ورنہ گنگوہی فتووں کا یہ عالم ہے۔



تساقص کے پیچھے تعارض کا شور  
تعارض کی دم میں تساقص کی دُور

۱۔ اتنا ہی اس امر کے لئے کافی ہے زیادہ ہے کہ صنف کے فتوے میں  
گنگوہی صاحب صحابہ پر تبرا کرنے والے کو اگر کافران بھی لیں اور کافرو  
اہل سنت میں تباین بھی تسلیم کر لیں تب بھی فتوے زیر بحث میں کاتب کی  
غلطی نہیں ہو سکتی بلکہ اصل میں خارج نہ ہوگا ہی مانا جائے گا۔ زیادہ سے  
زیادہ اس فتوے اور صنف میں تعارض ہوگا تو گنگوہی فتووں میں  
فی فتوے دس دس تعارض ہوتے ہی ہیں لہذا اس تقدیر پر بھی کاتب کی  
غلطی کہنا غلط ہے۔ بغضہ تعالے دیوبندی رہبر کے چاروں قرینے جو کاتب  
کی غلطی پر قائم کئے تھے باطل اور ہباء منثورا ہو گئے اب خارج نہ  
ہوگا پر قرینہ سینے

۲۔ اسی عبارت میں ہے وہ اپنے اس کبیرہ کے سبب سنت  
جماعت سے خارج نہ ہوگا۔ ظاہر ہے کہ مطلق گناہ کبیرہ سے آدمی اہلسنت  
سے خارج نہیں ہوتا۔

۳۔ اگر گنگوہی صاحب کے نزدیک صحابہ کی تکفیر کرنے والا کافر  
تھا تو کاسر کہتے ہوئے کیا مصیبت آئی تھی اور لفظ توبہ بہت سے بوجے  
مگر کافر کہنے سے زبان دبا گئے۔ السکوت فی معرض البیان بیان معلوم ہوا  
کہ خارج کرنا نہیں چاہتے لہذا کاتب کی غلطی نہیں۔

۴۔ اسی فتوے میں ہے جو شخص حضرات صحابہ کی بے ادبی کرے وہ  
فاسق ہے۔ فقط اور فاسق جب مطلق بولا جاتا ہے تو اس سے فاسقی  
فی العمل ہی مراد ہوتا ہے اور فاسق فی العمل اہل سنت والجماعت سے  
خارج نہیں لہذا کاتب کی غلطی نہیں۔

۵۔ خارج نہ ہوگا پچاسوں برس سے مختلف مطبوعوں میں چھپا۔  
سارے دیوبندی کتبہ نے دیکھا پڑھا گنگوہی صاحب یا کسی دیوبندی نے  
نہ اس کی تصحیح کی نہ تنبیہ۔ زبان کھولی نہ قلم اٹھایا جب مواخذہ کیا تو کاتب  
کے سر مقوپ دیا۔ سبحان اللہ کاتب کی غلطی ایسی ہوتی ہے قرآن مجید کی  
طبع میں کتابت کی غلطیوں کو دیوبندی اگر ایسے ہی چھپواتے اور خاموشی  
سے پڑھتے رہیں تو ضرور کہا جائے گا کہ دیوبندیوں کا قرآن اسی طرح ہے  
۶۔ کاتب کی غلطی نہ ہونے پر ایک قرینہ یہ بھی ہے کہ اس موقع  
پر جب مواخذہ کیا گیا تو اصل فتوے یا گنگوہی کے مسودہ کا حوالہ دینا  
چاہیے تھا کہ اس میں ہوگا لکھا ہوا موجود ہے اس کی طرف توجہ نہ کرنا اور  
ادھر ادھر کی لائینی باتوں سے تاویل کرنا پتا دیتا ہے کہ گنگوہی صاحب نے  
وہی لکھا ہے جو چھپا ہے کاتب کی غلطی نہیں ہے لہذا اثبات ہوا کہ دیوبندیوں  
کے نزدیک صحابہ کرام کو کافر کہنے والا مسلمان ہے سنت جماعت سے  
خارج نہیں اور المصباح الحبدید کے الزام کا دیوبندیوں کے پاس  
کوئی جواب نہیں۔

رہبر صاحب نے حسب عادت اس نمبر میں بھی نقالی کی ہے جس  
کا خلاصہ یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے انکو کتبہ الشہابیہ وغیرہ  
میں اسماعیل دہلوی کے کفریات شہار کر اتے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت  
دینے والا لگایا دینے والا بتایا اور اس کو کافر نہیں کہا بلکہ تمہید الایمان  
میں لکھ دیا اور میں اسماعیل دہلوی کے کفر پر بھی حکم نہیں کرتا مقام الحدید  
چونکہ دیوبندی نے اس کی تفصیل آخر میں لکھنے کا وعدہ کیا ہے اس لیے  
ہم بھی یہاں اجمالی رد پر اکتفا کرتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت پر یہ اعتراض دیوبندیوں کی جہالت ہے کفر فقہی اور



کفر کلامی میں فرق نہ جاننے پر مبنی ہے اس جہالت کا ایک شعبہ یہ ہے کہ انکو کتبہ الشہابیہ اور تمہید الایمان میں فرق نہیں جانتے انکو کتبہ الشہابیہ کفر فقہی کے بیان میں ہے۔ اسماعیل دہلوی پر فقہی کفریات عائد ہیں تمہید الایمان کفر کلامی کے بیان میں ہے کفر فقہی سے بھی کافر کہنا جائز ہے ضروری نہیں مستکین متاطین کف لسان کرتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی کمال احتیاط ہے کہ اسماعیل دہلوی کے سینکڑوں فقہی کفریات موجود ہوتے ہوتے کف لسان فرماتے ہیں تمہید الایمان میں صرف کف لسان ہے اسماعیل کو مسلمان کہاں لکھا ہے یہ دیوبندیوں کا افترا ہے جب تفصیل آئے گی افترا پر دازیوں کا پردہ چاک کر دیا جائے گا۔

دیوبندی حضرات کے نزدیک  
علماء کی توہین کرنے والا کافر ہے  
۱۷۔ علماء دیوبند کے نزدیک  
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی توہین و تحقیر نہیں بلکہ تکفیر

کرنا لامبی کافر تو کجا سنت جماعت سے بھی خارج نہیں جیسا کہ ۱۶ میں گزرا مگر علماء کی توہین و تحقیر کرنے والا کافر ہے۔ فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم ص ۱۷ پر ہے۔ علماء کی توہین و تحقیر کو چونکہ علماء نے کفر لکھا ہے جو بوجہ امر علم اور دین کے ہو لہذا جب قیاس مجتہد حق کو ناسخ کہا تو امانت اس عالم کی کی امر دین و علم میں لہذا کفر ہوا۔

جو شخص علماء کی توہین و تحقیر کے کفر ہونے کا قائل ہو وہ صحابہ کرام کی تکفیر پر بھی محکم کفر نہ دے سنت جماعت سے خارج نہ کرے سخت تعجب ہے۔ المصباح الجدید کا یہی اعتراض ہے۔

اس کا جواب تو دیوبندی مجیب سے نہ ہو سکا غصہ میں آکر پہلے خوب تبرابازی کی پھر کہا کہ اس میں گنگوہی صاحب نے اپنی ذاتی رائے

نہیں لکھی بلکہ سائل کے استفسار پر فتاویٰ عالمگیری کے ایک مسئلہ کی توجیہ کی ہے یہ مقرر من کی خیانت ہے اس نے سوال کو نقل نہیں کیا وہ سوال و جواب یہ ہے۔

سوال نواب قطب الدین خاں صاحب نے نقل عالمگیری سے کیا ہے ایک شخص نے کہا کہ قیاس امام ابو حنیفہ کا حق نہیں کافر ہوا اس کا کیا مطلب ہے اور یہ قول صحیح ہے یا غیر صحیح۔ اس کے جواب میں گنگوہی صاحب نے فرمایا۔

جواب علماء کی توہین و تحقیر کو چونکہ علماء نے کفر لکھا ہے جو بوجہ امر حکم کے اور دین کے ہو لہذا جب قیاس مجتہد حق کو ناسخ کہا تو امانت اس عالم کی کی۔ امر دین و علم میں لہذا کفر ہوا۔ مواقع المسدید ص ۳۳۔

دوسرے صاحب تبرابازیاں تو آپ ہی کو مبارک ہوں۔ گالی گونج دیوبندیوں ہی کا شیوہ ہے مگر آپ کو اول یہ ضرور بتانا پڑے گا کہ سوال نقل نہ کرتے میں خیانت کیسے ہوئی۔ کیا سوال نقل کرنے سے جواب بدل گیا اور علماء کی توہین و تحقیر جو بوجہ امر علم اور دین کے ہو ایمان ہو گئی اگر نہیں تو خیانت کیسے ہوئی۔ ع

بے میا باش دہرچہ خواہی گو  
دوسرے آپ کا یہ کہنا کہ یہ جواب گنگوہی صاحب کی ذاتی رائے نہیں اس سے فائدہ کیا۔ کیا ذاتی رائے اس کے خلاف ہے کیا گنگوہی صاحب کے نزدیک علماء کی توہین کفر ہوئی۔ اسی لئے جواب میں کہا لہذا کفر ہوا۔

تیسرے یہ کہ آپ نے جو گنگوہی تعریف کا لمبا چوڑا خطبہ پڑھا کہ فتاویٰ عالمگیری کے حسنہ کی توجہ کی ہے اس سے کیا فائدہ ہوا



کیا اس سے اعتراض دفع ہو گیا کیا محض جزیئہ کی توجیہ کر دی ہے۔ عقیدہ اس کے خلاف ہے کیا گنگوہی صاحب بوجہ امر علم اور دین کے توہین و تحقیر کو ایمان سمجھتے ہیں۔

چوتھے کیا فقہا کرام نے صرف علماء کی توہین و تحقیر کو کفر لکھا ہے۔ صحابہ کی توہین و تحقیر و تکفیر کو کفر نہیں لکھا۔ پھر گنگوہی صاحب نے صحابہ کی تحقیر کرنے والے کو کافر کیوں نہیں لکھا کافر تو کافر اہل سنت سے بھی خارج نہ کیا۔

دیوبندیوں کا نکل کھول کر سنو نہ فتاویٰ عالمگیری کے مسئلہ پر اعتراض ہے نہ بوجہ امر علم و دین کے توہین و تحقیر پر حکم کفر دینے پر اعتراض۔ المصباح الجدید کا اعتراض اس فرق پر ہے کہ صحابہ کرام کی تو تکفیر کر نیوالے کو بھی تمہارے گرو کافر نہیں کہتے حتیٰ کہ اہل سنت و جماعت سے بھی خارج نہیں کرتے اور علماء کی توہین و تحقیر کرنے والے کو کافر کہتے ہیں۔ اس فرق میں سوائے اس کے کہ اپنا بچاؤ اپنی عزت مقصود ہے اپنی توہین کا دروازہ بند کیا ہے اور صحابہ سے کوئی تعلق اور لگاؤ نہیں اور کیا کہا جائے گا۔ المصباح الجدید کا یہی اعتراض ہے جس کا دیوبندیوں سے کوئی جواب نہ ہو سکا۔

۱۸۔ علمائے دیوبند دیوبندی حضرات کے نزدیک مولود شریف کسی صورت میں جائز نہیں۔

مسامح ہے اگرچہ اس میں قیام بھی نہ ہو۔ روایتیں بھی صحیح پریمی جائیں اور کوئی امر بھی خلاف شرع نہ ہو پھر بھی ہر حال ناجائز ہے فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم مسئلہ کا سوال و جواب ملاحظہ ہو۔

سوال۔ انعقاد مجلس میلاد برون قیام بروایت صحیح درست ہے یا نہیں؟  
الجواب۔ انعقاد مجلس مولود ہر حال ناجائز ہے۔ تداعی امر مندوب کے واسطے منع ہے فقط۔

المصباح الجدید کا اس پر یہ اعتراض ہے کہ جب گنگوہی صاحب مجلس میلاد کو مطلقاً حرام بتاتے ہیں تو دیوبندی مولوی قیام کا بہانہ کیوں بناتے ہیں غلط روایتوں کی تہمت کیوں تراشتے ہیں۔ میلاد شریف کی مجلسوں میں کیوں شریک ہوتے ہیں۔ سنیوں میں جا جا کر میلاد شریف کیوں پڑھتے ہیں نذرانہ کیوں وصول کرتے ہیں۔ یہ مذہب ہے یا شکم پروری۔ یہ دین ہے یا مسلمانوں کو پھانسنے کی ترکیب۔

صاحب مقام نے اسکا جواب دیا کہ نفس ذکر ولادت گنگوہی صاحب کے نزدیک مستحب ہے فتاویٰ رشیدیہ میں ہے نفس ذکر ولادت کو کوئی منع نہیں کرتا۔ نفس ذکر ولادت مندوب ہے اس میں کراہت قیود کے سبب آتی ہے اس کی ممانعت تداعی (مجمع کرنا) و دیگر اہتمامات و قیودات کی وجہ سے ہے۔ مقام الجدید ص ۴۵

نفس ذکر ولادت سے مجلس میلاد شریف تو مراد ہو نہیں سکتی اس کو تو گنگوہی صاحب ہر حال ناجائز بتا رہے ہیں۔ حرمت کی علت تداعی (مجمع کرنا) قرار دے رہے ہیں۔ اب نفس ذکر ولادت کی صورت یہی رہ گئی ہے کہ چلتے پھرتے احیاناً کسی کی زبان سے نکل گیا کہ حضور پیدا ہوئے یا کسی نے گوشہ تنہائی میں دیکھ چھپک کر کہہ دیا کہ حضور دنیا میں تشریف لائے کیا خوب یہ گنگوہی فتوے ہے یا میلاد شریف کے بے قانون مارشل لا کے بہانہ کہیں مسلمانوں نے مجمع ہو کر مجلس میلاد منعقد کی۔ گنگوہی صاحب نے ارتکاب حرام کا جرم لگا کر توپ دم کیا۔



المصباح الجدید کا یہی اعتراض ہے کہ جب دیوبندی مذہب میں انعقاد مجلس میلاد کسی صورت سے جائز ہی نہیں تو میلاد شریف کی مجلسوں میں دیوبندی نے کیوں جاتے ہیں مسلمانوں کو کیوں دھوکہ دیتے ہیں کیوں کہتے ہیں کہ صرف قیام ناجائز ہے مجلس میلاد جب جائز ہے یہ دیوبندیوں کی دھوکہ دہی اور تقیہ بازی نہیں تو اور کیا ہے۔

اس گنگوہی فتوے پر حیرت اور سخت تعجب ہے کہ یہی تداعی اہتمامات قیودات مجلس میلاد شریف سے بہت زیادہ دیوبندیوں کے جلسوں میں ہوتے ہیں وہاں حرمت تو حرمت کراہت بھی پاس نہیں آتی دیوبند اور دیوبندی مدرسوں میں دستار بندی کے جلسے ہوتے ہیں تاریخ و مقررہ وقت پر مجلسیں منعقد ہوتی ہیں تداعی کا یہ عالم کہ اشتہار دیئے جاتیں ڈھول پٹاٹے جاتیں خطوط بھیج بھیج کر دور دور سے دیوبندی مولویوں کو بلا بلا کر جمع کیا جائے کئی کئی ہفتے جلانے جاتیں فرش بچھائے جاتیں پسندال سجالے جاتیں تخت بچھائے جاتیں یہ تداعی و اہتمامات قیودات کس زور شور سے ہیں مگر یہاں گنگوہی صاحب سب ہتھیار ڈال دیں کراہت کا بھی فتوے نہ دیں اور میلاد شریف کے لئے حکم مارشل لا جاری کر دیں یہ دین ہے یہ مذہب ہے سوائے اس کے اور کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و عظمت کو دیوبندی دیکھ نہیں سکتے۔

گنگوہی صاحب کی طرفداری میں صاحب مقابح نے علماء و معتدین خصوصاً علامہ ابن الحدید پر افترا کیا اور کہا کہ یہ تنہا گنگوہی صاحب ہی کی رائے نہیں بلکہ بہت سے علماء معتدین اسی طرف گئے ہیں۔ علامہ ابن الحاج کی کتاب مدخل میں ہے۔

وهذه البفاسدة مترتبة علی فعل ۱ یہ مفاسد و قبائح مرتب ہیں مولود

المولود اذا عمل بالسماح و ان  
خلع منه و عمل طعاما و لوی به المولود  
و دعی الیه الاخوان و سلم من کل ما  
لقدّم ذکرہ فہو بدعة بنفس نبیة  
فقط لان ذالک زیادة فی الدین و لیس  
من عمل السلف المباحین و اتباع  
السلف او لی و لیس یقل عن احد  
منہم انہ فوئی المولود

کے کرنے پر جب اس کو راگ کے ساتھ  
کریں اور اگر راگ سے خالی ہوتے صرف  
کھانا کیا جائے اور بھائیوں کو دعوت  
دی جائے اور کوئی خرابی جن کا ذکر پہلے  
ہوا نہ ہو تب بھی وہ بدعت ہے اس  
یئے کہ یہ زیادت فی الدین ہے حالانکہ ہمارے  
یئے سلف کے نقش قدم کی پیروی بہتر  
ہے اور سلف صالحین میں سے کسی  
سے منقول نہیں ہے کہ انہوں نے یہ  
نیت مولود ایسا کیا ہو۔

مقارح الحدید ص ۴۵

عبارت مدخل کو گنگوہی فتوے کی سند بنانا دیوبندیوں کے جہل کی دلیل  
ہے گنگوہی فتوے کو یہ ہے انعقاد مجلس میلاد ہر حال ناجائز ہے یعنی مطلقاً حرام  
ہے کوئی صورت اس کے جواز کی نہیں۔ مدخل میں صرف اس مجلس میلاد پر مفاسد  
بنائے ہیں جو بابے راگ و عیزہ محرمات کے ساتھ ہو یہ ایسے ہی ہوا جیسے قرآن  
مجید میں فرمایا لا تقربوا الصلوة و انتم سکران۔ نشہ کی حالت میں نماز  
کے قریب نہ جاؤ اس سے کوئی دیوبندی یہ نتیجہ نکالے کہ نماز ہر حال  
ناجائز ہے اگر یہ نتیجہ صحیح ہو تو واقعی عبارت مدخل سند بن جائے گی اور جس مجلس  
میں راگ بابے و عیزہ محرمات نہ ہوں اگرچہ اس میں تداعی ہو کھانا کیا جائے  
زبردست اہتمامات کئے جاتیں اس کے یئے اپنے زمانہ کے لوگوں کی عادت  
کا لحاظ کرتے ہوئے حضرت علامہ نے وہ لفظ فرماتے ایک بدعت اور دوسرا  
لیس من عمل السلف المباحین اور اس کا حکم یہ دیا اتباع السلف اولی



اس میں منوعۃ محرمة سنیۃ مکرمہ کچھ نہیں فرمایا پھر مافقت کس کے گھر سے آئے گی۔ اور گنگوہی صاحب کا یہ حکم کہ ہر حال ناجائز ہے، کون سے لفظ سے ثابت ہوگا پھر یہ کہنا کہ ابن الحاج کی بھی وہی رائے ہے جو گنگوہی صاحب کی ہے یہ علامہ پر یقیناً کھلا افتراء ہے۔ علامہ کا بدعت فرمانا یہ ایسا ہی ہے جیسا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا نماز پاشت کو بدعت فرمادینا تو جس طرح حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی کے بدعت فرما دینے سے نماز پاشت کی فضیلت و استحباب میں کچھ کمی نہ آئی اسی طرح علامہ ابن الحاج کے بدعت فرما دینے سے بھی مجلس میلاد مبارک مستحب ہی رہے گی بلکہ اس مجلس میلاد شریف کو علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے سنت فرمایا۔ احادیث سے ثابت بتایا کہ فتاویٰ حدیثیہ صفحہ ۱۰۹ پر فرماتے ہیں القسم الثانی تشمله الاحادیث الواردة فی الاذکار المخصوصة لهذا علامہ ابن الحاج کا بدعت کہنا بھی محتاج تاویل ہوگا۔

ربا علامہ ابن الحاج کا یہ فرمانا واتباع السلف اولیٰ اس عبارت سے مجلس میلاد شریف کے اہتمامات و قیودات خلاف اولے ہوتے اس سے حرمت کدھر سے کو آئی ہر حال ناجائز کیسے ہوا کیا خلاف اولیٰ ہر حال ناجائز ہوتا ہے خلاف اولیٰ تو مکروہ بھی نہیں ہوتا پھر جانیگہ ہر حال ناجائز لہذا اس سے مجلس میلاد کے ہر حال ناجائز ہونے پر استناد سند جہل ہے یہ واتباع السلف اولے بالکل ایسا ہی ہے جیسے حضرت شیخ محقق مولانا عبدالحی محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اشعۃ اللمعات میں فرمایا رعایت آداب خلا و استنجا پر وجہ سنت بہتر است از بنائے رباط و مدرسہ یعنی پاخانہ و استنجا میں سنت کی رعایت و لحاظ رکھنا مدرسہ و مسافر خانہ بنانے سے بہتر ہے۔

لہذا دیوبندیوں کے نزدیک اگر مدخل کے لفظ اولیٰ سے مجلس میلاد کے

ہر حال ناجائز ہونے پر استدلال صحیح ہے تو اشعۃ اللمعات کی مذکورہ بالا عبارت سے مدرسہ بنانا بھی ہر حال ناجائز ہوا لہذا تعمیرات مدارس کی حرمت کا فتوے بھی دیوبند سے شائع کراؤ۔ پھر دیکھو تماشا۔ یہ ہے تہا سے استدلال کی حقیقت۔ علامہ کرام پر افتراء کرتے ہو۔ ان کی عبارتیں نقل کر کے عوام کو دھوکہ دیتے ہو۔ خدا سے نہیں ڈرتے ہو۔ شرم بایدا خدا از رسول۔ جسٹل کی عبارت سے استناد کر کے اور اسی کو گنگوہی صاحب کی رائے بتا کر دہر دیوبندی کا افتونون ببعض الكتب و تکفرون ببعض لکھنا کمال جہالت اور بینا کی کی دلیل ہے۔

مسئلہ علم غیب میں فریقین کا موقف | اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ اللہ عز و جل

نے اپنے محبوب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب عطا فرمایا۔ آیات قرآنیہ و احادیث کثیرہ سے ثابت ہے مگر دیوبندی جس طرح حضور کے اور کمالات کے منکر ہیں علم غیب کا بھی انکار کرتے ہیں۔ یہ بات آفتاب سے زیادہ روشن ہے کہ علمائے اہل سنت حضور کے لئے اللہ کا دیا ہوا علم غیب متناہی ثابت کرتے ہیں اور دیوبندی اسی کا انکار کرتے ہیں۔ اسی پر پچاس برس سے ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں شور ہے۔ علما اہل سنت کی تصریحات موجود ہیں کہ حضور کا علم نہ ذاتی ہے نہ غیر متناہی۔ بلکہ ذاتی اور غیر متناہی اللہ عز و جل کے ساتھ مختص ہے دوسرے کے لئے محال ہے۔ باوجود ان تصریحات کے مسئلہ علم غیب میں دیوبندیوں کا خلاف بھی ہو سکتا ہے کہ عطائی متناہی کا انکار کریں لہذا ثابت ہوا کہ جب کوئی مٹنی عالم حضور کے علم غیب کا اثبات کرے گا۔ وہی عطائی متناہی ہی مرادے گا اور اس کے مقابلہ میں جو دیوبندی انکار کریگا تو وہ انکار بھی علم غیب عطائی متناہی کا ہوگا۔ اب فتاویٰ رشیدیہ کا یہ



سوال و جواب ملاحظہ فرمائیے۔ فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم مسئلہ پر سوال میں ہے کہ مولانا فضل الرحمن صاحب گنج مراد آبادی کے خلیفہ حافظ عالم صوفی وعظ و نصیحت فرماتے ہیں۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب بتلاتے ہیں کہ آنحضرت کو علم غیب تقایہ عقیدہ کیسا ہے گنگوہی صاحب نے اس کے جواب میں کہہ دیا۔

اور یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ کو علم غیب تھا صریح شرک ہے فقط۔ ناظرین غور فرمائیں ایک سنی عالم کے متعلق سوال ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب تھا۔ اس کے جواب میں گنگوہی صاحب نے فرمادیا اور یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ کو علم غیب تھا صریح شرک ہے فقط۔ اول تو گنگوہی صاحب نے حضور کے لئے بلا تخصیص مطلق علم غیب کو شرک کہا جو بالعموم ذاتی و عطائی متناہی و غیر متناہی سب کو شامل ہے اس سے حضور کے لئے علم غیب عطائی متناہی ماننا بھی شرک ہوا۔

دوسرے یہ کہ سوال چونکہ سنی عالم کے متعلق ہے اور علمائے اہل سنت حضور کے لئے علم غیب عطائی متناہی ہی ثابت کرتے ہیں لہذا اس سوال کے جواب میں گنگوہی صاحب کا یہ کہنا اور یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ کو علم غیب تھا صریح شرک ہے۔ اس بات کی دلیل ہے کہ گنگوہی صاحب حضور کیلئے علم غیب عطائی متناہی کو شرک بتاتے ہیں لہذا نتیجہ یہ نکلا کہ گنگوہی صاحب کے نزدیک حضور کے لئے علم غیب عطائی متناہی ہی ماننا شرک ہے۔

اور تقاضی صاحب نے حفظ الایمان میں کہا کہ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے

ناظرین کرام غور فرمائیں گنگوہی صاحب نے تو مطلقاً علم غیب اور

بقریب سوال عطائی متناہی حضور کے لئے شرک بتایا اور تقاضی سخاوت کا یہ عالم کہ حضور تو حضور بچوں پاگلوں جانوروں سب کے لئے حاصل مانا المصباح الجدید کا اس پر یہ مواخذہ ہے کہ جس کو گنگوہی صاحب شرک فرماتے ہیں تقاضی صاحب بچوں پاگلوں جانوروں کے لئے ثابت مانتے ہیں۔ تو گنگوہی فتوے سے تقاضی مشرک ہوئے۔

اس کے جواب کے لئے رہبر صاحب نے بہت ہاتھ پیرا سے اعلیٰ حضرت قدس سرہ سے بھی استعانت کی مگر حقیقت یہ ہے کہ دلائل صریحہ ان کا کوئی مددگار ہی نہیں۔ دیوبندی رہبر صاحب کے جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ گنگوہی فتوے میں علم غیب ذاتی و غیر متناہی کو شرک کہا ہے اور تقاضی صاحب نے عطائی متناہی مانا۔ اس پر اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا یہ قول (کہ علم ذاتی و غیر متناہی خاصہ خداوندی ہے اور عطائی متناہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ثابت ہے) سند میں لانا فریب کاری ہے۔ جہلا اس سے گنگوہی صاحب کو کیا ناقدہ گنگوہی صاحب نے تو مطلقاً اور مدعی عطائی متناہی کے جواب میں شرک کہا ہے جس سے یقیناً عطائی متناہی ہی مراد ہے۔

پھر یہ کہنا کیونکر صحیح ثابت ہو سکتا ہے کہ فتاویٰ رشیدیہ کی عمارت میں بھی لفظ علم غیب سے ہی ذاتی اور محیط کی تفصیلی مراد ہے۔ اس کے ثبوت میں بھی ہم آپ کے اعلیٰ حضرت کی کہادت پیش کرتے ہیں۔ فاضل بریلوی خالص الاعتقاد ص ۲۸ پر تحریر فرماتے ہیں۔ آیات و احادیث و اقوال علماء جن میں دوسرے کے لئے اثبات علم غیب سے انکار ہے ان میں قطعاً ہی دو قسمیں (ذاتی و محیط تفصیلی) مراد ہیں۔ مقام الحدید ص ۳۳۔

اپنے مذہب میں مٹھو بننا اسی کو کہتے ہیں۔ کیا گنگوہی صاحب بھی انہیں علماء میں ہیں جن کے اقوال سے استناد کیا جاتا ہے کہ اس موقع پر آپ



خالص الاعتقاد کی عبارت سے دوڑے کہ ہم بھی ہیں پانچویں سواروں میں۔  
گنگوہی تو منکرین میں ہیں جن علماء کے اقوال سے یہ منکرین استدلال کرتے  
ہیں ان کے متعلق خالص الاعتقاد کی عبارت ہے پھر یہ کہ گنگوہی صاحب کا  
عالم ہونا ہی ان کے کلام میں تاویل کرنے کے لئے کافی ہے تو جس کے مشرک  
ہونے کا گنگوہی صاحب نے فتوے دیا اس کی نسبت تو سوال ہی میں مذکور  
تھا کہ وہ عالم ہیں آخر وہاں کیوں نہ سوچا کہ وہ علم عطائی کا قائل ہے۔ ہاں  
آپ یہ کہہ سکتے تھے کہ گنگوہی صاحب فتوے دیتے وقت اندھے تھے انہیں  
سوچنا کیوں کر سہجہ والے جواب میں کہہ سکتا ہے کہ کیا ہے لکی بھی پوٹ  
گئی تھیں۔ رہبر صاحب یہ آپ کی ایسی تبلیغ ہے کہ عوام کو دھوکہ دے کر  
حقیقت پر پردہ ڈالتے ہو اگر تمہارے گنگوہی اس پر ایمان لاتے اور صرف  
ان دو قسموں کا انکار کر کے علم غیب عطائی مستنا ہی حضور کے لئے ثابت  
مانتے تو اس مسئلہ علم غیب میں خلاف کیوں کرتے۔ اعلیٰ حضرت کی ان تقریحات  
کے باوجود خلاف کرنا اور علمائے اہل سنت کے مقابلہ میں انکار کرنا اور مشرک  
بتانا دلیل ہے کہ گنگوہی صاحب علم غیب عطائی متناہی کو مشرک کہتے ہیں کیونکہ  
دیوبندی ایمان و گنگوہی قرآن یعنی تقویۃ الایمان میں لکھا ہے۔

اور جو بات میرے منہ سے نکلتی ہے وہ سب سن لیتا ہے اور جو خیال و وہم  
میرے دل میں گزرتا ہے وہ سب سے واقف ہے سو ان باتوں سے  
مشرک ہو جاتا ہے اور اس قسم کی باتیں سب مشرک ہیں اس کو اشتراک کی اعلم  
کہتے ہیں۔

یعنی اللہ کا سا علم اور کوشا ثابت کرنا سو اس عقیدہ سے آدمی البتہ  
مشرک ہو جاتا ہے خواہ یہ عقیدہ انبیاء اولیاء سے رکھے خواہ پیرو شہید  
سے خواہ امام و امام زادے سے خواہ جعوت و ہری سے۔ پھر خواہ یوں

کہے کہ یہ بات ان کو اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے دینے سے بغرض اس  
عقیدہ سے ہر طرح مشرک ثابت ہوتا ہے۔ تقویۃ الایمان ص ۱۱۱ مطبع صدیقی۔  
دیکھا رہبر صاحب تمہارے ایمان میں لکھا ہے کہ اللہ کے دینے سے بھی  
مشرک ثابت ہوتا ہے اور دوسرے تو متناہی کے ساتھ ہی شخص ہے لہذا علم غیب  
عطائی متناہی کو ہی مشرک کہا آپ کتابی پردہ ڈالیں اور دھوکہ دیں مگر حقیقت  
ظاہر ہے کہ گنگوہی صاحب علم غیب عطائی متناہی کو مشرک کہتے ہیں۔ اب بتائیے  
کہ تھانوی صاحب بچوں، پانگوں، جانوروں تک کے لئے علم غیب مان کر  
گنگوہی فتوے سے کون ہوتے کہو مشرک ہی ہوتے اور یہ صادق آیا ہے اس  
گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے۔

دیوبندیوں کے نزدیک گھروں میں  
پھرنے والا کو احلال ہے

یہ کتنا کھانا حب اتز ہے بلکہ اس کے کھانے پر ثواب ملتا ہے فتاویٰ رشیدیہ  
حصہ دوم ص ۱۷۵ میں ہے۔

سوال۔ جس جگہ زانغ معروفہ کو اکثر حرام جانتے ہوں اور کھانے  
والے کو بُرا کہتے ہوں تو ایسی جگہ اس کو کھانے والے کو کچھ ثواب ہوگا  
یا نہ ثواب ہوگا نہ عذاب۔

الجواب۔ ثواب ہوگا۔

المصباح الحبید میں دیوبندیوں کو اس حصول ثواب کی ترغیب عطائی  
کہ دیوبندیوں کو بالا اعلان کو کھانا چاہیے۔ ثواب حاصل کرنے میں شرعاً  
اچھی بات نہیں اور علماء دیوبند کی ضیافت میں یہی سیاہ مرغ پیش کرنا چاہیے  
کہ ہم خرمادہم ثواب پر عمل ہو۔



دیوبندی مجیب نے تو اس کا کچھ جواب نہ دیا البتہ اس مشہور حرام کوٹے کو حلال کرنے کے لئے فقہائے کرام کی عبارتیں نقل کیں ہمیں اس سے کیا غرض کہ دیوبندی کو اکھائیں اور سمجھ کر کھائیں ان کا مذہب ہے مگر انہوں نے یہ ہے کہ فقہائے کرام پر اتر کر تے ہیں ان کی عبارتیں نقل کر کے عوام کو دھوکہ دیتے ہیں ہمارے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ پر بہتان لگاتے ہیں کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اس مشہور کوٹے کو حلال فرمایا ہے جس سے مسلمان طبعاً و فطراً نفرت کرتے ہیں اور حرام جانتے ہیں جس کو حدیث میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قاصی فرمایا۔ جل و حرم میں اس کے قتل کا حکم دیا لہذا حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور فقہائے کرام کے دامن پاک کو دیوبندیوں کے اس بہتان عظیم سے پاک کرنے کے لئے اس مسئلہ کی قدسے وضاحت کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ اول دیوبندی رہبر کا استدلال جو اس ویسی کوٹے کی حلت پر ہے ملاحظہ ہو۔ فرماتے ہیں۔

ذیل میں ہم فقہائے حنفیہ کی چند عبارات درج کرتے ہیں جن سے اس خیال کی تائید ہوتی ہے کہ وہ غراب یہی ہے جو ہمارے دیار میں پایا جاتا ہے

چنانچہ محمد بن جریر القی شریح کینز الدقائق میں ہے الغراب ثلثة انواع نوع یا کل الجیف فحسب قانہ لایوکل ونوع یا کل الجیف فحسب قانہ یوکل ونوع یخلط بینہما وهو ایضا یوکل عند امام دھو العقیق لا کالدجاج وعن ابی یوسف اند یکرہ اکلہ لانہ غالب اکلہ الجیف والاولیٰ صحیح یعنی شرح کینز میں ہے

الغراب ثلثة انواع نوع یا کل الجیف فحسب قانہ لایوکل و غراب کی تین قسمیں ہیں ایک تو وہ جو صرف مردار کھاتا ہے تو وہ حرام ہے

نوع یا کل الجیف فقط قانہ یوکل ونوع یخلط بینہما وهو ایضا یوکل عند ابی خیفۃ وهو العقیق لانہ کالدجاج وعن ابی یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ نعانہ یکرہ لانہ غالب ما کولہ الجیف والاولیٰ صحیح

دوسری قسم وہ ہے جو صرف دانے کھاتا ہے وہ حلال ہے تیسری قسم وہ ہے جو دانے اور مردار دونوں کھاتا ہے وہ حلال ہے تیسری قسم وہ ہے جو دانے اور مردار دونوں کھاتا ہے اور اس کو عقیق کہا جاتا ہے وہ بھی امام اعظم ابو حنیفہ کے نزدیک حلال ہے۔

اس لئے کہ وہ مثل مرغ کے ہے اور امام ابو یوسف کے نزدیک یہ تیسری قسم مکروہ ہے اس لئے کہ وہ اکثر مردار کھاتا ہے لیکن امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب اصح ہے۔

صاحب جامع الرموز الذی یا کل جیف کی شرح میں فرماتے ہیں کہ اس میں یہ اشارہ ہے کہ اگر غراب کی تینوں قسموں میں سے ہر ایک نے دانے اور مردار کھانا شروع کر دیا تو سب کے سب حلال ہوں گے البتہ صاحبین کے نزدیک مکروہ ہوں گے لیکن اصح وہی پہلا مذہب ہے۔ کما فی الخزانۃ وغیرہ

ان تمام عبارات سے ظاہر ہے کہ کوٹے کی حلت و حرمت کا مدار صرف اختلاف غذا پر ہے نہ کہ اختلاف اشکال والوں پر پس جو غراب کہ



صرف دانے کھاتا ہے وہ بالاتفاق حلال ہے اور جو صرف نجاست اور مردار خور  
ہے وہ بالاتفاق حرام ہے اور جو دانہ اور نجاست دونوں کھاتا ہے وہ  
امام ابو حنیفہ کے نزدیک باکراہت حلال اور جائز ہے اور صاحبین کے  
نزدیک باکراہت لیکن صحیح تر قول امام صاحب کا ہے اور یہ مرعی کی  
طرح ہے کہ وہ دانہ اور نجاست دونوں کھاتی ہے مگر حلال ہے۔  
مقام الحدید ص ۵۵ میں فقہ حنفی کے جزیہ اور قرآن وحدیث کے قاہر  
دلائل سے اس دیسی کوٹے کی حرمت ثابت کروں گا جس سے بغضہ تعالیٰ  
آفتاب کی طرح روشن ہو جائے گا کہ یہ کوٹا حرام ہے۔ امام اعظم  
رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس کا کھانا جائز نہیں یہ امام پر دیوبندیوں کا انفرادی  
ہے کہ اس کوٹے کی حلت کی نسبت امام کی طرف کرتے ہیں مگر پہلے دیوبندی  
استدلال کی خبر لاں اور امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور فقہائے کرام  
کے دامن پاک کو کوٹا خوروں کے اس بہتان سے پاک کروں۔

دیوبندی رہبر نے اس دیسی کوٹے کے جواز پر تین عبادتیں نقل کی  
ہیں جن میں سے بجز الاتی اور زبانی نمودوں کی عبارتوں میں عذاب مختلف فیہ  
کی تعیین مذکور ہے وہو لعنوا وہ عذاب جو امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
کے نزدیک حلال ہے وہ عقیق ہے امام کا یہ ارشاد حق و بجا ہے بسرو  
چشم منظور اہل سنت کا اسی پر عمل لے بلاشبہ عقیق جائز ہے لیکن اس دیسی  
کوٹے کو عقیق سے چه نسبت زارع زابا عالم پاک عقیق اس کوٹے سے  
چھوٹا جالند ہے اس کے مشابہ ہوتا ہے جھل میں رہتا ہے منتخب اللغات  
وجیزہ میں اس کو زارع دشتی یعنی جنگلی کوٹا لکھا ہے۔ طلب کی کتابوں میں اس  
سے بھی صاف عقیق کو ہوا لکھا ہے نجاست کو دانہ وجیزہ سے خلط کر کے کھاتا  
ہے اس کوٹے کی طرح خالص نجاست بغیر کسی دوسری چیز کے ملائے ہرگز

نہیں کھاتا یہ دیسی کوٹا جیفہ خور البقیع ہے یہ حرام ہے حدیث میں اس کو ناسق فرمایا  
اس کے قتل کا حکم دیا۔ ہدایہ نے تفریح فرمائی کہ عقیق کا یہ حکم نہیں وہ قتل نہ  
کیا جائے گا۔ شاہ اہل اللہ صاحب جو گنگوہی صاحب کے بھی بزرگوار ہیں کہنے  
کے فارسی ترجمہ میں اسی مشہور کوٹے کو البقیع فرماتے ہیں۔ مراد از البقیع زارع  
متعارف است کہ رنگ گردن آں بہ نسبت پرو باز و لیش سفیدی باشد  
دوسری دلیل میں اس کی تفصیل آئے گی۔ عرضیک البقیع عقیق میں زمین و  
آسمان کا فرق موجود ہے مگر دیوبندیوں کو یہی دیسی کوٹا کھانا مقصود ہے۔  
اس لئے تعیین و تفریح کو چھوڑ کر جامع رموز کے اشارہ ہی پر ناپسندگے  
اشارہ ہی سے استدلال کیا جو قوت سے کہتے تھے کہ ہمارا ہو اس سے  
زیادہ حقیقت نہیں رکھتا کیونکہ امام کے نزدیک جس کا کھانا جائز ہے جب  
وہو لعنوا سے وہ معین ہو گیا کہ وہ عقیق ہی تو اب اس البقیع حرام کو حلال  
کرنے کے لئے اس کی تعلیم چہ معنی دار و پھر جامع رموز کے اشارہ سے بھی  
اس کوٹے کی حلت نہیں ثابت ہو سکتی کیونکہ جامع رموز کی مذکورہ عبارت  
اگر دیوبندی قطع و برید سے پاک ہے تو اس کا ترجمہ یہ ہے۔ اس میں اشارہ  
ہے کہ اگر عذاب کی تینوں قسموں میں سے ہر ایک اگر مردار و دانہ دونوں کھاتے  
تو امام کے نزدیک سب حلال ہوتے لیکن واقعہ یہ ہے کہ صفت حلت دو  
ہی میں منحصر رہی ایک وہ جو صرف دانہ کھاتا ہے دوسرے عقیق جو نجاست کو  
دانہ وجیزہ سے ملا کر کھاتا ہے نہ یہ دیسی کوٹا جو بغیر کسی شے کے ملائے خالص  
نجاست کھاتا ہے پھر یہ کیسے حلال ہو سکتا ہے اور اگر دیوبندی کوٹا خوری  
کے شوق میں کہیں کہ یہ ملائے کا بھگڑا کہاں سے نکالا تو آنکھ کھول کر عبارت  
مذکورہ کو دیکھیں دونوں عبارتوں میں دنوع یخلط بینہما نے یعنی ایک  
قسم وہ ہے جو دانہ و نجاست وجیزہ دونوں کو ملائے ہے وہ عقیق ہے اور اگر



کو آخری کے ذوق میں اور زیادتی ہو اور اس مراد کو تے کو حلال کرنے کے لئے دیوبندی غلط کے یہ معنی گڑھیں کہ کبھی نجاست کھائے اور کبھی دانہ اور کہیں کہ یہ دونوں باتیں اس دیسی کو تے میں پانی جاتی ہیں لہذا یہ حلال ہے تو ہم کہیں گے کہ یہ ذوق کو آخری نہیں مبارک ہو کھاؤ مگر اس کی نسبت ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف نہ کرو اس لئے کہ امام کے نزدیک غلط کے یہ معنی ہرگز نہیں امام کے نزدیک غلط کے معنی کھانے کے قبل ملائے امام اعظم و امام ابو یوسف رحمہما اللہ تعالیٰ عنہما کے درمیان جو کوئی اختلاف فیہ ہے وہ وہی ہے جو نجاست کو دانہ وغیرہ سے ملا کر کھانا ہے۔ امین کا مباحثہ اس پر دلیل قاطع ہے ملاحظہ ہو۔ عن ابی یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ قال سئل اباحیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ عن العقیق فقال لا بأس فقلت انہ یاکل النجاست فقال انہ یخلط النجاسة لبشی اخذتم یا کل۔ فتاویٰ عالمگیری ص ۲۹۰

ابو یوسف سے مروی ہے کہا کہ میں نے ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے سوال کیا کہ عقیق کھانا نجاست ہے یا نہیں فرمایا کوئی حرج نہیں پس میں نے کہا کہ وہ نجاست کھاتا ہے فرمایا وہ نجاست کو دوسری شے سے ملاتا ہے پھر کھاتا ہے اس عبارت سے بھراحت تین ثابت ہیں۔ اول یہ کہ شیخین کا اختلاف صرف عقیق میں ہے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کو نجاست کہتے ہیں امام ابو یوسف حرام۔ دوسرے یہ کہ عقیق خالص نجاست نہیں کھاتا بلکہ دانہ وغیرہ دوسری چیز سے ملا کر کھاتا ہے۔ تیسرے یہ کہ امام اعظم کے نزدیک عقیق کے جواز کی وجہ صرف یہی ہے کہ خالص نجاست نہیں کھاتا۔ چھٹی تو امام ابو یوسف کے اس سوال کے جواب میں کہ وہ نجاست کھاتا ہے۔ امام اعظم صاحب نے یہ فرمایا کہ وہ نجاست کو پہلے دوسری چیز سے ملاتا ہے پھر کھاتا ہے اور اگر عقیق اس کو سے کی طرح کبھی خالص نجاست کھاتا اور کبھی دانہ تو امام کا یہ قول کہ وہ

نجاست کو پہلے دوسری چیز سے ملاتا ہے پھر کھاتا ہے کیونکر صحیح ہو سکتا ہے لہذا اسی عبارت سے تین وجہ سے ثابت ہوا کہ یہ دیسی کو اہرگز مراد نہیں ہو سکتا کیونکہ اول تو کوئی اختلاف فیہ عقیق نہیں اور امام صاحب نے عقیق کو جائز کہا ہے دوسرے عقیق پر اس کا قیاس ہرگز صحیح نہیں کیونکہ یہ بغیر دوسری چیز سے ملائے نجاست کھاتا ہے اور عقیق عقیق جب تک نجاست کو دوسری شے سے نہ ملائے نہیں کھاتا۔ تیسرے عقیق کے جواز کی وجہ تو امام کے نزدیک صرف یہی تھی کہ وہ خالص نجاست نہیں کھاتا اور یہ کوئی خالص نجاست کھاتا ہے لہذا یہ کوئی امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بھی حرام ہوا اور ثابت ہو گیا کہ دیوبندیوں کے اس بہتان سے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دامن پاک ہے یہ امام پر افترا ہے کہ یہ دیسی کو امام کے نزدیک جائز ہے۔ چونکہ دیوبندی کو آخری کے ذوق و شوق میں فنا فی الغراب کا مرتبہ رکھتے ہیں اس لئے ممکن ہے کہ حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس فرمان کو نہ انہیں کیونکہ

جو دین کو توں کوئے بیٹھے ان سے کیا تعجب ہے  
کہیں کہ ہم نہیں تقلید کرتے ابو حنیفہ کی۔

اور امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ہی اعتراض کر بیٹھیں کہ نجاست کو بغیر کسی دوسری چیز کے ملائے کھانا اور ملا کر کھانے میں کوئی فرق نہیں۔ دونوں صورتوں میں نجاست کھانا پایا جاتا ہے لہذا عقیق کی طرح یہ دیسی کو اربعہ بھی حلال ہے۔ اول تو یہ اعتراض کرتے ہی دیوبندیوں کی حقیقت کا پتہ چل جاتے گا کہ امام اعظم کی تقلید صرف کو آخری کے لئے تھی جب امام صاحب نے کوئے کو حرام بتایا تو تقلید رخصت۔ دوسرے اگر تقلید چھوڑ کر اور امام سے رشتہ جوڑ کر کو آخری کے لئے دونوں صورتوں



کو ایک کریں تب بھی بنظر خیر خواہی ہم وہ فرق بتائے دیتے ہیں کہ بغیر کسی چیز کے طائے خاص نجاست کی طرف اسی کی رجعت و میلان ہو سکتا ہے جس کی طبیعت میں خباثت اور جبلت میں فسق ہو لہذا وہ خباثت و فواسق میں داخل ہوگا اور جبکہ قرآن و حدیث حرام ہوگا اور جو پرند خاص نجاست سے نفرت کرے اگرچہ سنی و غیرہ میں ماکر کھائے ظاہر ہے کہ اس کی طبیعت میں خباثت و فسق نہیں لہذا وہ خباثت و فواسق میں داخل نہیں اس لیے حلال ہے بفضلہ تعالیٰ دیوبندی استدلال کا تو خاتمہ ہو گیا اس کی عیاری و مکاری ظاہر ہو گئی اب میں اس دیوبندی کوٹے کی حرمت پر فقہ حنفی کے جزیر اور قرآن و حدیث کے کلیات سے دلائل قائم کرتا ہوں وہو المعین مگر ذرا کوتاہی خوروں سے ایک بات پوچھ لوں وہ یہ کہ نیچے سے اوپر تک دیوبندی رہبر کے مربی مولوی شکر اللہ صاحب سے لے کر گنگوہی صاحب تک سارا دیوبندی کتبہ پہلے یہ بتائے کہ جب فقہ متوں تک میں اس دیوبندی کوٹے کی حرمت مذکور یہ جزیرہ موجود تو جزیرہ چھوڑ کر کلیات استدلال کیوں کیا کیا مقلدوں کا یہی شیوہ ہے حنفی ایسے ہی ہوتے ہیں کمزبیں ہے۔ لا الایق الذی یا کل الجیف یعنی البقیہ جائز نہیں جو مردار کھاتا ہے اس کی شذرح فتح العین میں ہے و هو الذی ینہ سواد و بیاض البقیہ وہ ہے جس میں کچھ سیاہی و سفیدی ہو جب صاحب کنز نے غراب البقیہ کو حرام فرمایا اور شارح نے البقیہ کی تفسیر کر کے تعین کر دی کہ البقیہ وہ ہے جس میں سیاہی و سفیدی ہو تو اب اس دیوبندی کوٹے کی حرمت میں کیا شبہ رہ گیا اسی عبارت کنز کا فارسی ترجمہ شاہ اہل الشہ صاحب نے کیا ہے جو گنگوہی صاحب کے بھی بزرگوار ہیں اس میں مذکور ہے۔ و مراد ان البقیہ زان متعارف است کہ رنگ گردن آں بہ نسبت پر و بازویش سفید می باشد۔ یعنی البقیہ سے

مراد یہ مشہور کوتاہی ہے جس کی گردن کا رنگ بہ نسبت پر و بازو کے سفید ہوتا ہے اسی عبارت کا اردو ترجمہ دیوبندیوں کے پیرمیاں مولوی محمد امین صاحب نے احسن المسائل میں کیا ہے مگر جو کوتاہی اہل حق کہ مردار کھاتا ہے حرام ہے اور مراد اہل حق سے یہی دیوبندی کوتاہی ہے کہ اس کی گردن کا رنگ بہ نسبت پروں کے سفید ہوتا ہے اس کا کھانا حرام ہے۔ جب فقہ میں بھراحت جزیرہ موجود رنگ تک کی تعین موجود عربی فارسی اردو عبارات میں اس دیوبندی کوٹے کی حرمت مصرح ہے تو اس جنسہ سے آنکھ بند کر کے ان تفریحات سے منہ پھیر کے کوتاہی کے شوق میں وہ بلند پر دازی کہ کلیات سے استدلال اسخ کیا وجہ ہے صرف عوام کالافام کو دھوکہ ہی تو دینا ہے کہ کھانا اور کھانا ہی تو ہے اور وہ بھی حنفی بن کر بھان اللہ یہ منہ اور مسود کی دال حنفیت اور دیوبندیت کا منہ۔ کوتاہی سے حنفیت کو بدنام کرتے ہیں حنفیت کے پردہ میں وہابیت کی اشاعت کرتے ہیں۔

ناظرین کرام فقہ کا جزیرہ تو آپ نے دیکھا جس میں اس دیوبندی کوٹے کی حرمت مصرح موجود ذرا کلیات کا بھی جملہ دیکھئے کوتاہیوں کی نظریہ نہ ہو جائے تو میرا ذمہ۔

### اس دیوبندی کوٹے کی حرمت پر قرآن و حدیث کے دلائل

یہ پہلی دلیل۔ قرآن مجید کا ارشاد ہے  
و رجیم علیہم الخباثات اور  
وہ نبی جو اپنی امت پر خبیث چیزیں

حرام کرے گا لہذا اس آیت پر خبیث شے کا حرام ہونا ثابت اور یہ کو خبیث ہے لہذا شکل اول سے نتیجہ نکلا کہ یہ کو حرام ہے کبرے کا ثبوت تو آیت سے قطعی ہے اس کا تو انکار کرتے ہی فوراً دیوبندی ہو جائے گا لہذا وہ تو مسلم محقق ہے البتہ صغریٰ کا ثبوت ہمارے ذمہ ہے



دہوا ہذا۔ اس کو تے کو چونکہ طبیعت سلیمہ خبیث جاتی ہے اور نفرت کرتی ہے  
ہر جلا آدمی اگرچہ گاؤں کا رہنے والا کیوں نہ ہو اس سے نفرت کرتا ہے خود  
حال کہنے والے بھی اس کی طرف رغبت نہیں کرتے (ورنہ علانیہ کھاتے)  
اور یہ نفرت شرعاً جثت ہے اور موجب حرمت ہے۔

اشعث اللہعات شریف میں ۲۵۳ پر ہے و مراد بخت آنچہ پلید  
و اند طبع سلیم ضد طیب و مختار میں ہے۔ و الخبیث ما تستخبہ الطباع  
السلیمہ خبیث وہ ہے جس سے سلیم طبیعتیں نفرت و گھن کریں اس مشہور  
کو تے کی طرف زمانہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے آج تک کسی سلیم الطبع  
شخص نے رغبت نہ کی ہر قرن ہر زمانہ کے مسلمان نفرت ہی کرتے رہے اور  
کرتے ہیں لہذا ثابت ہوا کہ یہ کوٹا خبیث ہے اور آیت کریمہ و یحرم  
علیہم الخبائث میں داخل ہے لہذا آیت کریمہ سے اس کو تے کی  
حرمت ثابت ہے اسی نے ایمان والوں نے اس کی طرف کبھی رغبت  
نہ کی۔ اس کی طرف رغبت ہوئی تو جناب گنگوہی صاحب اور ان کی ذریت  
غزابیہ کی اور کیوں نہ ہو۔ الخبیثات للخبیثین کا تقاضا ہی یہ ہے۔

خبیث بہر خبیثہ خبیثہ بہر خبیثہ  
یہی ہے وجہ جو کوٹا پسند فرمایا۔

دوسری دلیل۔ یہ کوٹا چونکہ موذی ہے اس کی طبیعت میں ایذا رسانی  
ہے اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو فاسق فرمایا اور محرم کے  
لئے بھی اس کے قتل کی اجازت دی حالانکہ محرم کے لئے شکار حرام ہے  
لہذا ثابت ہوا کہ جس طرح اور موذی جب لڑیں یہ کوٹا بھی موذی ہے۔  
اس کا کھانا حرام ہے۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا  
فرماتی ہیں۔

عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت  
انی لا عجب من یا کل الغراب  
وقد اذن النبی صلی اللہ علیہ  
وسلم فی قتله للمحرم و سبھا  
فاستقا و اللہ ما ہو من الطبیات

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ  
مجھے بڑا عجب ہے اس شخص پر جو کوٹا  
کھاتا ہے حالانکہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ  
والسلام نے محرم کے لئے اس کے  
قتل کی اجازت دی اور اس کا نام  
فاسق رکھا خدا کی قسم وہ طبیات سے  
نہیں۔

ام المؤمنین کی دوسری حدیث جس کو بخاری و مسلم نے روایت کیلئے  
عن عائشۃ عن النبی صلی اللہ علیہ  
وسلم قال خمس فواسق یقتلن فی  
الحل و المحرم الحیۃ و الغراب  
الابقع و الفارۃ و الکلب العقور  
و الحدیۃ متفق علیہ مشکوٰۃ ۲۳۶  
تیسری حدیث عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

قال خمس لاجناح علی من قتلہن  
فی المحرم و الاحرام الفارۃ  
و الغراب و الحداۃ و العقرب  
و الکلب العقور متفق علیہ  
مشکوٰۃ ص ۲۳۶

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔  
فرمایا رسول اللہ نے پانچ جانور ہیں کوئی  
خارج نہیں اس شخص پر جو ان کو محرم  
میں اور احرام کی حالت میں قتل کرے  
چوہا اور گوا اور چیل اور بچوہ اور کھٹکنا  
گنت۔

ان تمام حدیثوں سے ثابت ہوا کہ یہ کوٹا موذی اور فاسق جانور ہے اس  
کا وہی حکم ہے جو سانپ بچوہ و غیرہ کا ہے جس طرح چوہا سانپ بچوہ



وغیرہ کھانا حرام کو کھانا بھی حرام مسلمان تو حدیث کے اس حکم کو بسر و چشم قبول کریں گے مگر دیوبندی کو آخر بڑے اچھل کر کہیں گے کہ وہ حدیث میں یہ دلیلی کو امراد نہیں یہ دانہ بھی کھاتا ہے بلکہ وہ کو امراد ہے جو صرف نجاست کھاتا ہے لہذا ان کی دہن دوزی کے لئے اس پر وہ برہان قائم کر دوں کہ کو آخوروں کی کائیں کائیں بھی بند ہو جائے۔ اچھلنا تو کب۔ ہدایہ میں اسی معنی کی حدیث ذکر کر کے عذاب کی قصین فرمائی۔ کہ صرف نجاست خورد مراد نہیں بلکہ وہی کو امراد ہے جو کبھی نجاست کھاتا اور کبھی دانہ وغیرہ کھاتا ہے فرمایا والمراد بالغذاب الذی یا کل الجیف ویخلط لاندیبدی بالاذی واما العقیق غیر مستثنی لاند لا سیسی عذابا۔ ہدایہ ولین ۲۶۳ یعنی حدیث خمس من الفواسق میں عذاب سے مراد وہ کو آ ہے جو مردار کھاتا ہے اور غلط کرتا ہے یعنی دار وغیرہ بھی کھاتا ہے کیونکہ وہ ایذا رسانی کی ابتدا کرتا ہے لیکن عقیق عقیق کا استثناء نہیں وہ قتل نہ کیا جائیگا کیونکہ اس کو مطلقاً عذاب نہیں کہا جاتا ہدایہ کی شرح بنایہ میں ہے قولہ ویخلط ای یخلط الحب بالنجس معناه یا کل النجس تارة والحب اخوی یعنی صاحب ہدایہ کے قول ویخلط کے معنی یہ ہیں کہ کبھی دانہ کھاتا ہے لہذا حسب تصریح صاحب ہدایہ و صاحب بنایہ حدیث میں یہی دلیلی کو امراد ہوا یہی فاسق اور موذی ہوا اسی کے قتل کے لئے عرم اور حالت احرام میں حکم دیا اس کا وہی حکم ہوا جو سانپ بچھو چو ہے وغیرہ کا ہے جس طرح وہ حرام یہ کو ابھی حرام اس کو نہیں کھاتے گا مگر فاسق موذی دیوبندی اٹھل پچھو شکاری شوربہ کا عادی۔

بڑی ہے اندھے کو عادت کہ شور باسی سے کھاتے  
بمیر باقہ نہ آئے تو زراغے کے چلے

اور وہ بھی معروفہ مجملہ تعالے آیات و احادیث کی روشنی میں دلائل قاہرہ سے اس کوئے کی حرمت ثابت ہوئی فقہ کاسبزیہ اس کی حرمت پر پہلے گزرا باوجود اس کے پھر بھی دیوبندی کو آخوری سے باز نہ آئیں تو انہیں اختیار ہے مگر ہاں اتنا ہم ضرور کہیں گے کہ یا تو کو آ کھانا چھوڑ دیں یا اپنے کو حنفی کہنا چھوڑ دیں کو آخوری کی حقیقت سے ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بدنام نہ کریں اس غیبت فاسق موذی کوئے کی حلت کی نسبت اس پاک طینت نیک سیرت صاحب بصیرت امام برحق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف کرنا جو بد شکل چھپی سی بھی نہ پسند کریں کتنی بڑی کوڑ بطنی و بد طینتی ہے۔ دیوبندیو! اس شخص حرام گندی گھناؤنی چیز سے امام اعظم کے دہن پاک کو آلودہ کرتے ہو خبردار اس امام برحق کا دامن ایسی خباثتوں سے پاک ہے جس کی طہارت پر کیسے دلائل قائم کر دیئے تمہارے استدلال کو آخوری کی دھجیاں اڑا دیں ثابت کر دیا کہ تم فقہاء کی عبارتیں نقل کر کے امام کو بدنام کرتے ہو جو عام کو دھوکہ دیتے ہو لہذا توبہ کرو اس مکاری کیا دی سے باز آؤ۔ اخیر میں دیوبندی رہبر نے کچھ اور چال بازی کی ہے کہتے ہیں۔

علاوہ ازیں معترض صاحب آپ کی یہ کتنی بڑی شرمناک خیانت ہے کہ آپ نے عذاب کی حلت کو صرف علماء دیوبند کی جانب منسوب کر دیا حالانکہ علماء کان پور مولانا احمد حسن صاحب علامہ رامپور مفتی سعد اللہ صاحب وغیرہ صد ہا علماء حنفیہ نے اس کی حلت کا فتوے دیا ہے ملاحظہ ہو۔  
فصل الخطاب فی تحقیق مسئلہ الغراب۔ مقام مع المدید مختصاً ص ۵۵۔

جی ہاں ہم نے دیوبندیوں کا فصل الخطاب خوب دیکھا ہے اس میں بڑی بڑی چال بازیوں کی گئی ہیں فتووں اور مفتیوں کے خوب جوڑ توڑ



کہتے ہیں کسی کا فتوے کسی کے ساتھ ملایا ہے جہاں میں بدلی ہیں۔ فتوے میں کچھ ہیں کتاب میں کچھ نقل کی ہیں اپنا مطلب الٹا سیدھا بنالیا ہے۔ اسی زمانہ میں علمائے اہل سنت نے ان بدویانہوں کو ظاہر کر کے رد کر دیا ہے جس کے جواب کی آج تک دیوبندیوں کو ہمت نہ ہوئی اگر اب بھی ہمت ہو تو جن علماء اہل سنت کے نام فتوے میں درج کئے ہیں ان کی ہمہی سختی تحریر سے ثابت کر دو کہ انہوں نے اس ویسی کوتے کی حلت کا فتوے دیا ہے ورنہ یاد رکھو ان الله لا يهدي كذبا المتكسبين بے شک اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں کے سکر کو راہ نہیں دیتا۔

۲۱۔ علماء دیوبند کے نزدیک دیوبندیوں کے نزدیک تقویت الایمان کا رکھنا اور پڑھنا عین اسلام ہے۔ مولوی اسماعیل دہلوی کی کتاب تقویت الایمان کا

رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام ہے اور باعث ثواب ہے۔ دیوبندیوں کے پیشوا مولوی رشید احمد صاحب فرماتے ہیں اس کا (تقویت الایمان کا رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام اور موجب اجر کا ہے۔ فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم ص ۵۸۔

اس پر المصباح الجدید کا پہلا مواخذہ یہ ہے کہ جب تقویت الایمان کا رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام ہو تو جس نے نہ رکھی نہ پڑھی۔ وہ اسلام سے خارج ہوا تو لازم آیا کہ تقویت الایمان سے پہلے مع اسکے مصنف مولوی اسماعیل کے کوئی بھی مسلمان نہ ہوا اور اس کے بعد بھی جس کے پاس تقویت الایمان نہ ہو یا نہ پڑھے وہ مسلمان نہ ہو اس معیار سے دو چہ حضہ ہی میں بادجو دیکھ وہابی دیوبندی لاکھوں تقویت الایمان مفت تقسیم کر رہے ہیں مگر کم از کم پچانوے فیصدی مسلمان

اسلام سے خارج ہو گئے۔

دوسرا مواخذہ یہ ہے کہ اس گنگوہی فتوے کی رو سے لازم آیا کہ دیوبندیوں کے نزدیک تقویت الایمان کا مرتبہ قرآن مجید سے زیادہ ہے اس لئے کہ قرآن مجید پر ایمان لانا بے شک مسلمانوں کے لئے ضروری ہے مگر قرآن مجید کا رکھنا اور پڑھنا عین اسلام نہیں اور تقویت الایمان رکھنا اور پڑھنا عین اسلام ہے۔

ان مواخذوں کا جواب تو دیوبندی رہبر سے نہ ہو سکا جو کچھ کہا اس کا خلاصہ تقویت الایمان کی تہذیب گنگوہی جی کی متعقب اور دیوبندی تہذیب کے مطابق علمائے اہل سنت کو گالیاں دینا ہے۔ رہبر صاحب فرماتے ہیں۔

کیونکہ تقویت الایمان کے تمام استدلالات قرآن وحدیث سے ہیں اس لئے لکھا رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام ہے معترض نے ازراہ خیانت حرف خط کشیدہ عبارت نقل کی ہے پوری عبارت نقل نہیں کی ورنہ ناظرین اسی سے جواب سمجھ لیتے پوری عبارت یہ ہے کتاب تقویت الایمان نہایت عمدہ کتاب ہے اور وہ دوشرک بدعت میں لا جواب ہے۔ استدلال اس کے بالکل کتاب اللہ و احادیث سے ہیں اس کا رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام ہے اور موجب اجر کا۔

مقام المجدید لمصباح

دیوبندیوں کی خیانت کے ناداروں، ذرا ہوش سنبھال کر بتاؤ تو اس خط کشیدہ عبارت کو ماقبل سے وہ کون سا تعلق ہے کہ حرف اس کو ذکر کرنے سے وہ حکم بدل گیا جو گنگوہی جی نے تقویت الایمان کے لئے دیا ہے اور پوری عبارت نقل کر دینے سے المصباح الجدید کے



موافقہ مذکور کا جواب کیسے ہو گیا واقعی الحیاء شعبۂ من الایمان حق ہے کیا پوری عبارت ذکر کر دینے سے تقویت الایمان کا رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام نہ رہا۔ پوری عبارت میں وہ کون سا لفظ ہے جس سے یہ ثابت ہوا جب نہیں تو صرف خط کشیدہ عبارت کا ذکر خیانت کیسے ہوا اور اعتراض کا جواب کس طرح ہو گیا۔ اعتراض کو وضاحت سے سمجھنے کے لئے یہ قاعدہ یاد رکھنا چاہیے کہ کسی مجموعہ کا وجود بھی ہوتا ہے کہ جب اس کے تمام اجزاء موجود ہوں اگر ایک جز بھی نہ پایا گیا تو مجموعہ کا وجود محال ہے عین شے کا جو حکم ہے وہی شے کا حکم ہے عین شے سے شے کا وجود اور اس کے عدم سے شے کا عدم ہوتا ہے۔

اب ذرا غلط سے سنو اعتراض یہ ہے کہ جب تقویت الایمان کا رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام بتایا۔ تو وہی صورتیں ہیں یا تو تینوں کا مجموعہ عین اسلام ہے یا ہر ایک مستقل عین اسلام ہے پہلی صورت میں رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا تینوں جمع ہو کر متحقق ہوتے تو اسلام پایا گیا۔ یعنی جس نے تقویت الایمان کو رکھا بھی پڑھا بھی عمل بھی کیا وہ مسلمان ہوا اور اگر تینوں میں سے کوئی ایک بھی نہ پایا گیا تو اسلام نہ پایا گیا مثلاً کسی نے تقویت الایمان پر عمل تو کیا مگر رکھا اور پڑھا نہیں تو مسلمان نہ ہوا یا عمل کیا اور رکھا بھی مگر پڑھا نہیں تب بھی مسلمان نہ ہوا۔ یا رکھا اور پڑھا لیکن عمل نہ کیا۔ تب بھی مسلمان نہ ہوا۔

دوسری صورت یعنی رکھنا بھی عین اسلام پڑھنا بھی عین اسلام اور عمل کرنا بھی عین اسلام۔ اولاً یہ کہ رکھنا پڑھنا عمل کرنا یہ تین چیزیں ہیں اور ایک چیز تین چیزوں کی عین کیوں کر ہو سکتی ہے ثانیاً یہ صورت پہلے سے بھی زیادہ قبح ہے کیونکہ اس صورت میں جس نے تقویت الایمان کو نہ

رکھنا نہ پڑھنا نہ عمل کیا وہ مسلمان نہیں اور جس نے رکھا اور پڑھا اور عمل کیا وہ مسلمان اور جس نے صرف عمل کیا۔ مگر نہ رکھا اور پڑھا وہ مسلمان بھی ہے اور کافر بھی کیونکہ تقویت الایمان پر عمل کرنا عین ایمان تھا وہ پایا گیا لہذا عین ہوا اور رکھنا اور پڑھنا جو عین اسلام تھا وہ نہ پایا گیا لہذا اسلام نہ پایا گیا جب اسلام نہیں تو ایمان نہیں کیونکہ اسلام و ایمان ایک ہی ہیں شرح عقائد میں ہے الایمان والا سلام واحد جب ایمان نہیں تو کفر ہوا لہذا ایک شخص کافر بھی ہوا اور مسلمان بھی اسی طرح جس نے عمل کیا اور رکھا بھی لیکن پڑھا نہیں وہ بھی کافر اور مسلمان دونوں ہوا یوں ہی جس نے عمل کیا اور پڑھا بھی لیکن رکھا نہیں وہ بھی کافر ہوا اور مسلمان بھی دیکھا یہ ہے گنگوہی فتوے کی بہار کہ جس کی تعداد بیرون از شمار ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ اسیت اور دیوبندیت پر کفر عاشق ہو گیا ہے۔

دیوبندیو! اس گنگوہی معیار سے ذرا مسلمانوں کو جانچو تو اپنی دیوبندی برادری ہی کو پرکھو اگر پانچ فیصدی بھی مسلمان ثابت ہو جائیں تو ہم سے کہنا۔

دیوبندیو! ذرا تو خدا لگتی کہہ دو کیا پوری عبارت نقل کرنے سے اس اعتراض کا جواب ہو گیا کیا اتنا کہہ دینے سے کہ اس کے استدلال کتاب اللہ اور احادیث سے ہیں بہت عمدہ کتاب ہے اعتراض نہیں پڑیگا اگر ایسا ہے تو مرزا قادیانی کی نبوت بھی تمہارے نزدیک ثابت ہو جائے گی اس کی کسی کتاب پر تمہارے نزدیک کوئی اعتراض نہیں پڑیگا کیونکہ قادیانی کہتے ہیں کہ استدلال اس کے بالکل کتاب اللہ و احادیث سے ہیں بس پھر کیا ہے دیوبندی مرزا کا کلمہ پڑھیں گے۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ الشد۔



دوسرا اعتراض یہ ہے کہ قرآن مجید کے متعلق تو دیوبندیوں کا مسئلہ بھی یہ ہے کہ اس کا رکھنا اور پڑھنا عین اسلام نہیں بلکہ اس پر ایمان لانا عین اسلام ہے اور تقویت الایمان کا رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا تھا سے نزدیک عین اسلام ہوا تو ہر صورت میں تقویت الایمان کا مرتبہ قرآن مجید سے بڑھ گیا۔

سارے دیوبندی مولوی بتائیں کیا پوری عبارت نقل کر دینے سے یہ اعتراض سا قاطع ہو گیا یا اس عبارت سے اس کا جواب ہو گیا۔ ہوا تو کس لفظ سے۔ نہیں تو دیوبندی رہبر کا اس کو جہالت و بطالت پر ہر تصدیق بتانا کیا اپنی جہالت و بطالت و حماقت و شیطنیت کا اقرار کرنا نہیں اور اپنی خباثت باطنی و بدطنی و کور بخئی کا ثبوت دینا نہیں کہو، ہے اور ضرور ہے۔ گفتگو ہی صاحب نے فتوے میں اور دیوبندی رہبر نے جواب میں تقویت الایمان کی بڑی تعریفیں کیں۔ اس کے استدلال بالکل قرآن و حدیث سے بتائے۔ توحید کو اس کے مضامین کی روح بتایا و حیزہ وغیرہ۔ لہذا بطور مشتے نمونہ اور خود اسے تقویت الایمان کی ذرا جھلک دکھا دوں تاکہ اس کے استدلال اور دیوبندی توحید کی حقیقت معلوم اور پتہ چل جائے کہ تقویت الایمان قرآن و حدیث کا رد ہے اور شرک و کفر کا سیلاب ہے صرف تین نمونے ملاحظہ ہوں۔

نمونہ ۱۔ قرآن مجید میں اللہ عز و جل نے فرمایا و تِلْكَ  
الامثال فصر بها للناس وما يعقلها الا العلمون۔ ترجمہ ہم یہ کہاتیں بیان کرتے ہیں لوگوں کے لئے اور ان کی سمجھ نہیں مگر عالموں کو۔ تقویت الایمان میں غیر مقلدی اور دین میں آزادی کا دروازہ کھولنے کے لئے اس آیت کا رد کیا اور قرآن مجید سے جنگ کی اور کہا کہ یہ بالکل غلط ہے۔ قرآن مجید

سمجھنے کے لئے ہرگز علم درکار نہیں۔ دیکھو تقویت الایمان ص ۳۔

عوام الناس میں مشہور ہے کہ اللہ و رسول کا کلام سمجھنا بہت مشکل ہے اس کو بڑا علم چاہیے سو یہ بات بہت غلط ہے۔ انتہی مخلصا کمال یہ کہ اپنے گڑھے مطلب پر دلیل لائے اس آیت سے هو الذی بعث فی الایمان رسولا منهم یتلو علیہم آیتہ ویزکیہم ویعلیہم الکتب والحدیث خود ہی اس کا ترجمہ کیا ہے کہ وہ اللہ ایسا ہے جس نے کھڑا کیا نادانوں میں ایک رسول انہیں سے پڑھتا ہے۔ ان پر آیتیں اس کی اور پاک کرتا ہے ان کو اور سکھاتا ہے کتاب اور عقل کی باتیں۔

کیوں دیوبندی تقویت الایمان پر ایمان لانے والو بتاؤ تو جب قرآن سمجھنے کے لئے علم درکار نہیں ہر جاہل نادان سمجھ سکتا ہے تو نبی کے سکھانے کی کیا حاجت تھی۔ کیا خوب نفع بدھو تو خود سمجھ لیں اور صحابہ کرام سکھانے کے محتاج تھے۔ یہی تمہارا ایمان ہے۔

نمونہ ۲۔ تقویت الایمان ص ۲ روزی کی کشائش اور تنگی کرنی اور نذر دست و پیار کر دینا حاجتیں بر لانی بلائیں ثانی مشکل میں دستگیری کرنی یہ سب اللہ ہی کی شان ہے اور انبیاء اولیاء بھوت پر ہی کی یہ شان نہیں جو کسی کو ایسا تعریف ثابت کرے اس سے مرادیں مانگے مصیبت کے وقت اس کو پکارے سو وہ مشرک ہو جاتا ہے پھر خواہ یوں سمجھے کہ ان کاموں کی طاقت ان کو خود بخود ہے خواہ یوں سمجھے کہ اللہ نے ان کو قدرت بخشی ہے ہر طرح شرک ثابت ہے انتہی مخلصا

کس بے دردی سے مسلمانوں کو مشرک بنانے کے لئے جبروتی حکم لگایا کہ پھر خواہ یوں سمجھے خواہ یوں کہ اللہ نے ان کو ایسی قدرت بخشی ہے ہر طرح شرک ہے غور کرو جب اللہ کی دی ہوئی قدرت بھی ماننا شرک ہوا



تو اس ناپاک ملعون قول پر انبیاء و ملائکہ سے لے کر اللہ و رسول تک اور اس کے پیروؤں سے لے کر خود مولوی اسماعیل تک کوئی بھی تو اس حکم شرک سے نہ بچا یہ ہے تقویت الایمانی توحید جس کا اچھل اچھل کر دیوبندی خطبہ پڑھتے ہیں۔ دیوبندیو یہ توحید ہے یا شرک کا سیلاب یہ تمہارا ایمان ہے یا کفر کی مشین اور پڑھو دیوبندی مرثیہ۔

حواج دین دونیا کے کہاں بچائیں ہم یارب  
گیا وہ قبیلہ حاجات روحانی و جسمانی  
خدا ان کا مربی وہ مربی تھے خلائق کے

مرے مولیٰ مرے ہادی تھے بیشک شیخ ربانی  
مروں کو زندہ کیا زندوں کو مرنے نہ دیا

اس مسیحائی کو دیکھیں ذری ابن مریم  
ان اشعار کو پڑھتے جاؤ اور اپنے عین اسلام سے اپنا حکم پوچھتے جاؤ۔  
تقویت الایمان کے اس مضمون کو نظر میں رکھتے ہوئے اللہ کی دی ہوئی قدریں قرآن مجید سے سنو آیت ۱۔ اَعْلَمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ مَنْ فَضَّلَهُ تَرْجَمَ انہیں دولت مند کر دیا اللہ اور اللہ کے رسول نے اپنے فضل سے آیت وَتَبَرَّئِ الْأَكْمَةَ وَالْأَبْرَصَ بِإِذْنِي۔ ترجمہ اسے عیسیٰ تو تندرست کرتا ہے مادرزاد اندھے اور سفید داغ والے کو میرے حکم سے۔ دیکھا قرآن مجید میں یہ تقویت الایمانی شرک ہے اور میرے حکم سے کا لفظ بڑھا دینا شرک سے نہ بچائے گا کیونکہ تندرست کر دینے کی اللہ ہی کے حکم سے سبھی جب بھی تقویت الایمانی حکم سے شرک ہے آیت ۱۔ اَبْرَصَ الْأَكْمَةَ وَالْأَبْرَصَ مِنْ دُونِهَا۔ التَّوْقِي بِإِذْنِ اللَّهِ تَرْجَمَ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَام نے فرمایا میں مادرزاد اندھے اور کوڑھی کو تندرست کرتا ہوں اور میں مرے

جلا تا ہوں اللہ کے حکم سے تقویت الایمانی حکم سے معاذ اللہ عیسیٰ علیہ السلام کا شرک ہوا۔ دیکھا دیوبندی رہبر یہ ہے تقویت الایمانی استدلال ایک ایک استدلال میں سینکڑوں آیتوں اور حدیثوں کا رد و ابطال ہے انبیاء و رسول و ملائکہ اور تمام مومنین ان آیتوں میں انبیاء علیہم السلام کے لئے اللہ کی دی ہوئی تعریف کی قدرت مانتے ہیں۔ تقویت الایمانی حکم سے جب اللہ کی دی ہوئی قدرت بھی ماننا شرک ہوا۔ تو تمام انبیاء و رسول فرشتے مومنین خود اللہ عز و جل بھی شرک سے نہ بچا دیکھا یہ شرک کا سیلاب ہے جو طغیانی میں طوفان نوح سے بھی نمبرے گیا۔

نمونہ ۳۔ دیوبندی مولوی تقویت الایمان کے رکھنے پڑھنے عمل کرنے کو عین اسلام اس لئے کہتے ہیں کہ تقویت الایمان نے اس کے ماننے والوں کو آزادی کے ساتھ گناہ کرنے کی ترغیب دی ہے ملاحظہ فرمائیے جو یہ جان لینا چاہیے کہ جس کی توحید کامل ہے اس کا گناہ وہ کام کرتا ہے کہ اوروں کی عبادت وہ کام نہیں کر سکتی۔ فاسق موحّد ہزار درجہ بہتر ہے متقی شرک سے۔ تقویت الایمان ص ۲۲، ۲۳۔

دیوبندی مذہب میں صرف تقویت الایمان کے ماننے والوں کا ہی ایمان کامل ہے اور جب ایمان کامل ہوا تو اس کا یہی حکم ہے ان کا گناہ وہ کام کریگا کہ دوسروں کی عبادت نہیں کر سکتی لہذا دیوبندیوں کو ترغیب ہوئی کہ اب کیا ہے توحید تمہاری کامل ہو ہی گئی اب خوب دل کھول کر گناہ کرو چوری، زنا خوری، شراب خوری، غلام بازی وغیرہ جو پاپ ہو کر داور جب کوئی سنی ہدایت کرے ڈانٹ کر کہہ دو یہ ہمارا ایمانی مسئلہ ہے کہ ہمارا گناہ وہ کام کرتا ہے کہ تمہاری عبادت نہیں کر سکتی یعنی ہمارے ان تمام گناہوں پر۔ وہ ثواب مرتب ہوتے ہیں کہ تمہاری نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ بخیر



پر ہرگز ہمیں ہو سکتے یہ ہے دیوبندیوں کا عین اسلام۔ لا حول ولا قوۃ  
الا باللہ العلیٰ العظیم۔

محبوبان بارگاہ الہی کو گالیاں دینا کفار و مرتدین کا پرانا طریقہ ہے  
دیوبندی رہبر نے اس مقام پر اپنے اسی ایسی ورثہ کے ماتحت حضرت  
عظیم البرکت مجددین و ملت قاطع شرنجدیت قاضی فتن دیوبندیت فاضل  
بریلوی رضی اللہ عنہ کو گالیاں دیتے ہوئے کہا۔

اس بد نصیب کے متعلق آپ کیا کہیں گے جو اپنے وصیت نامہ میں  
لکھا ہے۔ میرا دین و مذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے اس پر مضبوطی  
سے قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے غضب خدا کا سب سے اہم  
فرض بنایا تو اس دین و مذہب پر قائم رہنے کو جو قرآن و حدیث سے  
نہیں بلکہ خود بدولت کی کتابوں سے ظاہر ہے اس سے صاف ظاہر ہے  
کہ خاں صاحب کے نزدیک ان کی کتابوں کا جو اعلیٰ مرتبہ ہے وہ قرآن  
مجید کو بھی حاصل نہیں۔ مقام احمدیہ ص ۵۲۔

گالیوں کی شکایت تو دیوبندیوں سے کیا کی جائے۔ یہ بد نصیب بدین  
مغضوب علیہم کے صحیح مصداق ہیں یہ تو اعلیٰ حضرت سے کیا ان کے آقا  
وموئے اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دینے کی شان پاک میں گستاخیاں  
کرنے کے عادی ہیں یہ تو ان کی روحانی غذا ہے مگر سارے دیوبندی یہ  
بتائیں کہ تمہارے رہبر کا یہ قول کہ جو قرآن مجید کو بھی حاصل نہیں یہ وصایا  
شریف کے کس لفظ کا مطلب ہے۔ کیا دیوبندی اپنی تصنیف کردہ کتابوں کو  
اپنی کتابیں کہتے کیا تقاضی گستاخی، نالہ و توی صاحبان نے جتنی کتابیں  
لکھی ہیں ان کو دیوبندی خدا کی کتابیں کہتے ہیں کیا فتاوے امدادیہ و  
اشرفیہ و براہین قاطعہ فتاوے رشیدیہ تمہارے نزدیک کتاب اللہ ہیں

سارے دیوبندی یہ کہتے ہیں فتاوے امدادیہ اشرفیہ تقاضی صاحب کی  
کتاب ہے براہین قاطعہ انیسویں صاحب کی فتاوے رشیدیہ گنگوہی جی کی  
ہے اس لیے تقاضی اور گنگوہی صاحبان نے اپنی طرف نسبت کرتے ہوئے  
فتاوے اشرفیہ و فتاوے رشیدیہ نام لکھا ہے۔

لہذا یہ بتائیں کہ ان کتابوں سے جو ظاہر ہے وہ تقاضی انیسویں گنگوہی  
صاحب کا دین و مذہب ہے یا نہیں اگر نہیں تو اپنے مذہب و دین کے  
خلاف کتابیں لکھ کر مخلوق کو کیوں گمراہ کیا۔ اور اگر ہے تو اس مذہب پر  
مضبوطی سے قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے یا نہیں اگر نہیں تو بتاؤ کہ  
دین و مذہب سے زیادہ تمہارے نزدیک وہ کون سا فرض ہے اور اگر اس  
پر مضبوطی سے قائم رہنا فرض ہے تو غضب خدا کا تقاضی نالہ و توی گنگوہی تمام  
دیوبندیوں نے سب سے اہم فرض بتایا تو اس دین و مذہب پر  
قائم رہنے کو جو قرآن و حدیث سے نہیں بلکہ خود بدولت کی ان کتابوں سے  
ظاہر ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ تقاضی وغیرہ کے نزدیک ان کی  
کتابوں کا جو اعلیٰ مرتبہ ہے وہ قرآن مجید کا نہیں دیکھا دیوبندیوں تمہارے  
ہی رہبر کا اعتراض ہے اس کا جواب تم پر لازم ہے بدین و عقل کے  
دشمن دین کے ناوار و اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ کی تصانیف  
قرآن و حدیث کے وہ صحیح اور سچے احکام و ارشادات ہیں جو بد دینوں  
شرک فردوشوں کی قطع برید سے پاک ہیں تمہارے تقویت الایمان کی طرح  
نہیں کہ آیت و حدیث لکھ کر فساد کی ف جو کہ شرک و کفر کی تپیں و شیشیں  
لگا دیں۔ اعلیٰ حضرت کی کتابوں میں دین حق و صراط مستقیم ہے اس لیے یقیناً  
ہر فرض سے اہم فرض ان پر قائم رہنا ہے۔ قرآن و حدیث ہی کا نام لے  
کر تو قادیانی۔ رافضی نجسہ۔ دیوبانی۔ دیوبندی گمراہ کر رہے ہیں۔



اس پر فقہ زمانہ میں عوام کو ان مکاروں کے مکر و کید سے بچانے والی صرف  
اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ کی کتابیں ہی ہیں اس لئے وصیت فرمائی  
کہ اس دین حق صراط مستقیم پر قائم رہو تو مکاروں کے مکر و خدایوں کے غدر  
سے محفوظ رہو گے اور قرآن وحدیث پر صحیح عمل کر سکو گے۔ اللہم ثبت  
اقدامنا علی مذهب اهل السنۃ والجماعۃ۔

**گنگوہی صاحب کے نزدیک وہابی کا مطلب دیندار اور متبع سنت تھا**

۲۲۔ علماء دیوبند نجدیوں وہابیوں کے ہم عقیدہ ہیں جو عقائد نجدیوں وہابیوں کے ہیں بالکل وہی عقیدے دیوبندیوں کے ہیں کیونکہ دیوبندیوں کے پیشوا گنگوہی صاحب نے فرقہ وہابیہ کے دیندار اور متبع سنت ہونے کا فتوے دیا ہے انکے عقائد کو اہل سنت و جماعت کے مطابق بتایا ہے۔ فتاویٰ رشیدیہ کا چوتھا سوال وجواب ملاحظہ ہو۔

چوتھے وہابی مذہب یہ کون فرقہ ہے مردود ہے یا مقبول اور عقائد ان مذہب والوں کے مطابق سنت و جماعت کے ہیں یا مخالف کسی امام کی تقلید کرتے ہیں یا نہیں۔ فتاویٰ رشیدیہ صفحہ دوم ص ۱۱۔

گنگوہی صاحب کا جواب (۲) اس وقت اور ان اطراف میں وہابی متبع سنت اور دیندار کو کہتے ہیں۔ فتاویٰ رشیدیہ صفحہ دوم ص ۱۱۔

اس پر المصباح المجدید میں فرمایا کہ پھر وہابی کہنے سے دیوبندی چڑھتے کیوں ہیں کیا دیندار و متبع سنت ہونا برا معلوم ہوتا ہے اس کے جواب میں دیوبندی رہبر نے جو کہا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ علماء دیوبند بڑے پختہ حنفی ہیں ان کو وہابی کہنا بدعتیوں کا شعار ہے اور دیوبندی تہذیب کے جوہر دکھانے کہا کہ یہ آپ کی مجوزانہ بڑے (پھر جو دورہ شروع ہوا تو خوب

ناچے کودے خوب ڈھونڈ ستار بجایا جب ذرا ہوش آیا تو کہا کہ آپ لوگ رضا خانی کہنے سے کیوں چڑھتے ہیں۔ مقاصح الحسید لمخصاص ص ۵۳۔

علماء دیوبند کا پکا حنفی ہونا نمبر ۲۰ میں نہایت تفصیل سے گزرا ثابت ہو گیا کہ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بدنام کر کے عوام کو نفرت دلانے میں اور کواکھانے کے حنفی ہیں؛ لہذا دیوبندیوں کی حنفیت کے متعلق یہاں بحث کی ضرورت نہیں۔ رہبر صاحب کی ان حرکتوں سے ظاہر ہو گیا کہ دیوبندیوں کے نزدیک اعتراض کے جواب دینے کے یہی معنی ہیں کہ خوب بد تہذیبی اور نقالی کی جائے۔ مگر اس کو کوئی حاقق جواب نہیں کہے گا البتہ یہ تمہاری مجنونانہ بڑ اور دیوانگی کی اثر اور پاگل پن کی جڑ ہے جس کو جواب سے کوئی تعلق نہیں یہ تمہارے عجز کی دلیل ہے

فتاویٰ رشیدیہ کے سوال وجواب کو آنکھ کھول کر دیکھو سوال یہ ہے وہابی مذہب یہ کون فرقہ ہے مردود ہے یا مقبول ان کے عقائد کیسے ہیں اس کے جواب میں گنگوہی صاحب فرماتے ہیں۔ اس وقت اور ان اطراف میں وہابی متبع سنت اور دیندار کو کہتے ہیں، وہابی مذہب اور فرقہ وہابیہ کو متبع سنت اور دیندار کہا ہے یہ نہیں کہا کہ وہابی کوئی مذہب نہیں، کوئی فرقہ نہیں بلکہ بدعتیوں کا شعار ہے کہ متبع سنت و دیندار کو چڑھانے کے لئے وہابی کہتے ہیں یہ بھی نہیں کہا کہ وہابی ایک فرقہ نجدی ہے جس کے عقائد بنیۃ خلاف اسلام و خلاف مذہب اہل سنت ہیں کہتے کیسے اس وہابی نجدی غیبت کی تو گنگوہی صاحب نے خوب تعریف کی ہے اچھا آدمی شرک و بدعت سے روکنے والا بتایا ہے۔

۲۳ میں مذکور ہے شرک و بدعت سے روکنے والا یہی تو متبع سنت اور دیندار ہوتا ہے لہذا یہ سوال وجواب دلیل ہے کہ گنگوہی صاحب



ان کے متبعین تمام دیوبندی فرقہ واریہ میں لہذا اب بتاؤ کہ وہابی کہنے سے تم چڑتے کیوں ہو، رہا اہل سنت کو رضا خانی کہنا یہ تمہارے گرد و بولوی عہد کی خارجی کی بدعت شنیعہ ہے جس کو دیوبندیوں نے پکڑ کر فریب دہی کا آلا بھ لیا ہے۔ ورنہ اصل میں رضا خانی کوئی مذہب نہیں کوئی فرقہ نہیں پھر اس تعالیٰ سے المصباح الجدید کے اعتراض کا جواب کیسے ہوا بلکہ حقیقت یہ ہے کہ دیوبندی اپنی مکاری کیا دی سے حق پر پردہ ڈالتے تھے۔ مذہب حق اہل سنت و جماعت جس پر صحابہ و تابعین سلف صالحین، اوسیاہ کالمین قائم رہے اس کو مٹا چاہتے تھے۔ اعلیٰ حضرت امام المسند فاضل بریلوی قدس سرہ کی رشد و ہدایت حق و صداقت کا وہ آفتاب چمکا کہ دیوبندیت کی کالی کالی گھٹائیں و ہابیت کی سیاہ سیاہ ظلمتیں کافور ہو گئیں جو خوش نصیب تھے اپنی سنت قدیمہ کے مطابق شور مچانے لگے مولانا فرماتے ہیں۔

مرقاۃ لوزنگ عروج کند ہر کسے با خلقت خودی تند

دیوبندیوں اور نجدیوں کے عقائد میں پوری مطابقت ہے

۷۳۔ علما دیوبند نجدی وہابی کے ہم عقیدہ ہیں جو نجدی وہابی کے عقیدے میں بالکل وہی عقیدے دیوبندیوں کے ہیں کیونکہ دیوبندیوں کے پیشوا گنگوہی صاحب نے اس نجدی وہابی کو اچھا آدمی شرک و بدعت سے روکنے والا عامل بالحدیث کہا ہے ملاحظہ ہو۔

سوال۔ عبد الوہاب نجدی کیسے شخص تھے۔

الجواب۔ محمد ابن عبد الوہاب لوگ وہابی کہتے ہیں وہ اچھا آدمی تھا۔ سنا ہے کہ مذہب جنینی رکھتا تھا اور عامل بالحدیث تھا۔ بدعت و شرک سے

روکنا تھا مگر تشدید اس کے مزاج میں تھی۔ واللہ تعالیٰ اعلم فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم ص ۶۹۔

المصباح الجدید میں اس پر افادہ فرمایا کہ دیوبندی اور نجدی وہابی عقیدہ میں ایک میں صرف عمل میں فرق ہے نجدی وہابی اپنے کو جنسی کہتے تھے۔ دیوبندی اپنے کو صنفی کہتے ہیں فتاویٰ رشیدیہ کا سوال و جواب اس پر دیل ہے مگر دیوبندی رہبر اس پر پردہ ڈالنے کے لیے جواب دیتے ہیں کہ محمد ابن عبد الوہاب کے متعلق علماء کا اختلاف ہے علامہ شامی نے

کہا اس کے عقائد اچھے نہیں تھے اور صاحب تفسیر روح المعانی نے کہا کہ وہ جنسی تھا اس کے خلاف جو مذہبی پروپیگنڈا کیا گیا وہ غلط ہے بعض اس کے متعلق دونوں قسم کے بیان موجود ہیں، مولانا گنگوہی صاحب کو آخر الذکر اطلاعات زیادہ وثوق سے پہنچیں اس لیے انہوں نے یہ خیال ظاہر کیا لیکن مولانا حسین احمد صاحب نے محمد ابن عبد الوہاب اور اس کی عفت کے خلاف الشہاب الثاقب میں بہت کچھ لکھا ہے الغرض یہ اختلاف اطلاعات کی بنا پر ہے جو ان کو پہنچیں۔ مقام الحدید لمخصاص ۵۲، ۵۳۔ ناظرین کرام غور فرمائیں علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے نجدیوں وہابیوں کے متعلق فرمایا۔

کما وقع فی زماننا فی اتباع عبد الوہاب الذین خرجوا من نجد و تغلبوا علی الحرمین کالو یتحلون مذهب الحنابلۃ لکنہم اعتقدوا النہر ہما المسلمون ومن خالف اعتقادہم المشرکون

جیسا کہ ہمارے زمانہ میں واقع ہوا عبد الوہاب کے متبعین ہیں جنہوں نے نجد سے خروج کیا اور کہ مکرمہ و مدینہ طیبہ پر ظلماء قبضہ کیا۔ وہ مذہب جنسی کا حیلہ کرتے تھے لیکن ان کا عقیدہ یہ تھا کہ صرف وہی مسلمان



فاستبا حواہد لک قتل اہل السنۃ  
و قتل علماء ہر حق کسر اللہ تعالیٰ  
شوکتہم و خرب بلادہم و ظفر  
ہم عساکر المسلمین عام ثلاث  
و مائتین و الف انتہی .

ہیں اور جو لوگ ان کے خلاف ہیں وہ  
مشرک ہیں پس اسی وجہ سے انہوں  
نے اہل سنت اور علمائے اہل سنت  
کے قتل کو مباح کیا یہاں تک کہ  
اللہ تعالیٰ نے ان کی شوکت توڑی  
اور ان کے شہروں کو ویران کیا اور  
مسلمانوں کے لشکروں کو ان پر ۱۲۰۳ھ  
میں فتح دی .

مسلمانوں، خبردار ہو جاؤ یہ ہیں نجدیوں کے عقیدے ساری دنیا کے  
مسلمان ان کی نظر میں مشرک ہیں اہل سنت و علمائے اہل سنت کے قتل  
کو جائز جانتے ہیں .

رہبر صاحب آنجنابی نے صاحب روح المعانی کی وہ عبارت کیوں  
نہیں نقل کی جس میں انہوں نے علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول  
کو غلط بتایا ہے اور بقول تمہارے گنگوہی صاحب کی طرح نجدی کی  
تعریف کی ہے .

نجدی پرستو، شرم نہیں آتی اپنی بددیوبند عقیدگی کی اشاعت کے  
لیے علماء پر افراتے ہوئے تو وہ کون کون سے بادثوق ذرائع ہیں جن  
کے واسطے گنگوہی صاحب کو نجدیوں کی خوش عقیدگی کا علم ہوا وہی  
ذریعہ ہے کہ اس نجدی خبیث نے کتاب التوحید لکھی جس میں اپنے گندے  
عقائد ظاہر کئے سادی دنیا کے مسلمانوں کو کافر و مشرک بنایا اسی کا ترجمہ  
مولوی اسماعیل دہلوی نے دیا جس کا نام تقویت الایمان رکھا اس میں  
بھی مسلمانوں پر کفر و مشرک کی وہ بارش کی کہ سب کو کافر و مشرک بنا دیا متقی

تک کو مشرک لکھ دیا جس کی تفصیل ۲۱ میں گزری اسی کے رکھنے اور پڑھنے  
اور عمل کرنے کو گنگوہی جی عین اسلام لکھتے ہیں تو گنگوہی صاحب اپنے ہی  
قول سے نجدیوں کے ہم عقیدہ ہوئے . اور نجدیوں کے انہیں عقیدوں سے  
متفق ہیں جو علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت میں گزرے اور پوشیدگی کیا  
ہے تمام دیوبندی اہل سنت کو بدعتی مشرک کہتے ہیں مشرک کا قتل جائز ہی  
ہے لہذا سب کا وہی عقیدہ ہوا جو علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے نجدی  
خبیشوں کا عقیدہ بیان کیا ہے لہذا ثابت ہوا کہ دیوبندی نجدیوں و بابیوں  
کے ہم عقیدہ ہیں صرف اعمال میں حنفی شافعی کے سافرق ہے . اگر کچھ شبہ  
ہو تو فتاویٰ رشیدیہ کا ایک سوال و جواب اور دیکھ لو .

سوال . وہابی کون لوگ ہیں اور عبد الوہاب نجدی کا کیا عقیدہ تھا اور  
کون مذہب تھا اور وہ کیسا شخص تھا اور اہل نجد کے عقائد میں اور سنی  
حنفیوں کے عقائد میں کیا فرق ہے .

الجواب . محمد بن عبد الوہاب کے معتقدیوں کو وہابی کہتے ہیں ان کے  
عقائد عمدہ تھے اور مذہب ان کا خبیث تھا البتہ ان کے مزاج میں شدت  
حق گران کے مقتدی اچھے ہیں مگر ہاں جو حد سے بڑھ گئے ان میں فساد  
گیا . اور عقائد سب کے متحد ہیں . اعمال میں فرق حنفی شافعی مالکی حنبلی کا  
ہے . فتاویٰ رشیدیہ حصہ اول ص ۱۰۰ .

اب تو بالکل صاف صاف کہہ دیا کہ دیوبندی اور نجدی دونوں  
عقائد میں متحد ہیں . اعمال میں حنفی شافعی کے سافرق ہے یہی وجہ ہے کہ ابھی  
مولوی کفایت اللہ دہلوی اور بہت سے دیوبندی مولویوں کا توتے  
گوپا گنج ضلع اعظم گڑھ سے شائع ہوا ہے جس میں رہبر صاحب کے مربی  
مولوی شکر اللہ مبارک پوری و مولوی حسین مبارک پوری بھی ہیں . سب



نے فتوے دیا ہے کہ غیر مقلدوں کے چھ حنفیوں کی نماز جائز ان کے ساتھ شادی بیاہ جائز، ان کو اپنی مسجدوں سے روکنا سخت گناہ ہے یہ چھپا ہوا فتاوے ہمارے پاس موجود ہے۔

المصباح الحمدید کا منشاء یہی ہے کہ مسلمان ہو جائیں کہ دیوبندی اور نجدی دونوں وہابی میں دونوں کے عقائد ایک ہیں حنفی بن کر سنیوں کو دھوکہ دیتے ہیں سنیوں کو ان سے خبردار رہنا چاہیے رہا مولوی حسین احمد صاف کا نجدیوں کے خلاف لکھنا یہ ان کی سیاست ہے۔ سنیوں کو بھانسا پاتے ہیں۔ دیوبندی اس قسم کے جال بچھایا ہی کرتے ہیں جب دیکھا کہ قزوینی رشیدیہ وغیرہ کو دیکھ کر لوگ دیوبندیوں کو وہابی سمجھ کر متفرق ہوتے ہیں تو الشہاب الثاقب لکھ دی کہ اسے دیکھ کر بھانسن لیں ورنہ کیا تقویتہ الایمان جو نجدی کی کتاب التوحید کا ترجمہ ہے مولوی حسین احمد صاحب اس کے خلاف عقیدہ رکھتے ہیں پوچھو تو ذرا تو فتوے پھر گنگوہی جی کے خلاف کیسے ہوئے نجدی کے خلاف کیسے ہوئے صرف جال ہی تو بچھایا ہے ورنہ ایک ہی قبیلے کے ہوتے

رہبر صاحب نے گنگوہی جی کی حمایت میں حضرت عوث پاک رضی اللہ عنہ پر افترا کیا اور کہا۔

یہ اختلاف ایسا ہی ہے جیسا کہ حضرت عوث پاک اور دیگر علماء امت میں حضرت امام ابو حنیفہ کے متعلق ہوا کہ حضرت عوث اعظم نے اپنی کتاب غنیۃ الطالبین میں آپ کو فرقہ ضالہ مرجیہ میں لکھ دیا۔

اور امام ابن جوزی نے کتاب تلبیس ابلیس میں حضرت شیخ علیہ الرحمۃ کو کافر تک لکھ دیا اور دوسرے علماء امت آپ کو اکابر اولیاء سے مانتے ہیں۔ **مقام الخدیۃ لمصباح**

رہبر صاحب حضرت عوث اعظم رضی اللہ عنہ کی طرف اس کی نسبت کرنا آپ کا بہتان عظیم ہے۔ وامن خویشیت ان خرافات سے پاک ہے حقیقت یہ ہے کہ بدویوں منافقوں نے اپنے باطل کو رواج دینے کے لیے اہل حق کی کتابلوں میں دست اندازی کی ہے۔ غنیۃ الطالبین میں بھی غیبتوں نے یہ ناپاک حرکتیں کی ہیں۔ علامہ شیخ احمد شہاب الدین ابن حجر کی رحمۃ اللہ علیہ نے فتاوے حدیثیہ میں اس کو نہایت تفصیل سے بیان کیا ہے فرماتے ہیں

وایاک ان تغتر ایضاً باواقع

فی الغنیۃ لامام العارفين و

قطب الاسلام والمسلمین

اللاستاذ عبدالقادر الجیلانی

فانہ دسہ علیہ ینہا من سلینم

اللہ منہ والافہو بری من

ذلك (الی قولہ) سبحانک

هذا بہتان عظیم

ترجمہ۔ خبردار اس سے بھی دھوکہ میں

نہ آنا جو واقع ہوا۔ امام العارفین

قطب الاسلام والمسلمین استاذ

عبدالقادر جیلانی کی کتاب غنیۃ الطالبین

میں اس لیے کہ یہ سکاری کی چالبازی

ہے اس پر جس پر اللہ کا انعام ہے

ورنہ وہ اس سے بری ہیں (اس

کے بعد تفصیل کر کے فرمایا) پائی ہے

تجہ یہ بہتان عظیم ہے۔

فتاوے حدیثیہ کی عبارت سے ثابت ہوا کہ غنیۃ الطالبین میں بعض عبارتیں بد باطن لوگوں نے ملا دی ہیں لہذا یہ بھی امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے دشمنوں کی کاروائی ہے اور حضرت عوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف اس کی نسبت قطعاً غلط ہے کیونکہ غنیۃ الطالبین ہی میں دوسرے مقامات پر حضرت امام کو دیگر ائمہ کے مقابلہ میں امام اعظم لکھا ہے اگر حضرت عوث پاک آپ کو فرقہ ضالہ مرجیہ سے جانتے تو آپ کو امام ہی نہ مانتے چہ جائیکہ دوسرے اماموں پر فضیلت دے کہ امام اعظم لکھتے۔



لہذا یہ رہبر صاحب کی جہات ہے کہ اس بہتان اعظم کی نسبت حضرت  
حفصہ پاک کی طرف کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ انہوں نے سنی سنائی باتوں  
سے حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کو فرقہ ضالہ مرجعہ میں لکھ دیا یا درکھوان کی  
وہ شان ہے کہ دلوں کے خطرات سے واقف ہیں مولانا روم فرماتے ہیں ج

شیخ واقف گشت از اندیشہ اش

شیخ چوں شیرست و ہا بشہ اش

ابن جوزی وغیرہ سے جو غلطیاں ہوئیں انہوں نے اس سے رجوع کیا  
مگر اس سے متنبہ کیا فائدہ کیا اس سے دیوبندیوں کے کفریات ایمانیات  
ہو گئے۔ حسام الحرمین میں بعینہ دیوبندیوں کے اقوال کفریہ نقل کئے  
ہیں جن پر مکہ مکرمہ مدینہ طیبہ کے چاروں مذہب کے تمام مفتیوں نے  
کفر کے فتوے دیئے کہ دیوبندیوں نے برسوں کی چالبازی سے عبارتیں  
بدلیں عقیدے بدلے تفسیر کیے ہر مسئلہ میں قسمیں کھا کھا کر اہل سنت کے  
عقائد ہر یکے علماء حرمین کو دھوکہ دے کر التلبیسات لدفع التصدیقات  
شائع کی جس کا نام المہند رکھا رہبر صاحب ان چالبازیوں سے کفر ایمان  
نہیں ہو گیا کہ آپ نے بوکھلا کر دیوبندی تہذیب کا منظر ابھر کر دیا  
کہ امام ابن الجوزی کو بد باطن لوگوں نے حضرت شیخ کے متعلق اس قسم کی  
اطلاعات پہنچائیں جیسے کہ جھوٹوں کے بادشاہ مجدد التکفیر والبدعات مولوی  
احمد رضا خاں نے علماء دیوبند کے متعلق علماء حرمین شریفین تک غلط  
اطلاعات پہنچائیں اور دھوکہ دے کر اپنے کفری فتوے حسام الحرمین کی  
تصدیق کرائی۔ مقام الحدید ص ۵۵۔

حقیقت یہ ہے کہ علی حضرت قبلہ قدس سرہ نے اللہ رسول کے دین  
پاک کی حمایت و حفاظت کے لیے اپنی تصنیفات جلیلہ باہرہ قاہرہ میں

حق و صداقت کے وہ دریا بہائے کسحی و ہسل میں زمین و آسمان بلکہ دن  
رات کا فرق کر دکھایا۔ دین مصطفیٰ اور عورت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
کے بچانے کے لیے سینکڑوں کتابیں لکھ کر بد ویزوں مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم  
کے دشمنوں پر الطامہ الگبرے اور قیامت صغریٰ قائم کر دی بیدیزوں و باہیوں  
دیوبندیوں کی شرارت و ضلالت کی رگیں کاٹ دیں۔ جڑیں اکھاڑ دیں۔

گورستان و بابیت میں سناٹا کر دیا ان کے کفریات اور اللہ و رسول کی  
شان میں ان کی گستاخیاں ظاہر کر کے مسلمانوں کو ان دین کے دشمنوں ایمان  
کے ڈاکوؤں سے باخبر کر دیا۔ ان کی تمام مکاری، عیاری، خداری کو مسلمانوں  
پر ظاہر کر دیا۔ دیوبندیوں کے کفر پر عرب و عجم علماء مکہ مکرمہ  
و مدینہ طیبہ نے فتوے دیئے جس کی تفصیل فتاویٰ حسام الحرمین شریفین  
مذکور ہے۔ جس نے دیوبندیوں کا بنانا یا کھیل بگاڑ دیا۔ بسا بسا یا گھرا ڈھوا اسی  
کو دتے پیچھے چلاتے ہیں، ویانت والضاف ہوتا تو توبہ کرتے۔ اپنے کفریات  
سے باز آتے مگر بد نصیب اُدسکت کالانعام بیل ہم اُصل کے سچے  
مصدق ہیں اس لیے بجائے توبہ کے بوکھلا کر کھلایاں دیتے ہیں، غیر  
اس وقت تو فہل الکافرین امہلہم دویدا ہے لیکن یا درکھو وہ دن  
آئے گا کہ تم پکار پکار کر کہو گے۔ یلیتی کنت فتاوبا اور کچھ نہ سنی جائے گی  
اور حکم ہوگا۔ ادخلوا ابواب جہنم خلیدین فیہا فیس مستوی  
المتکبرین د

دیوبندیوں کے نزدیک مولوی امین دہلوی  
شہید اور جنتی ہیں

۲۴۔ علماء دیوبند کے  
زادیک مولوی امین دہلوی  
مستی پر ہیر مار ڈالی اللہ  
دشید جنتی ہیں۔ فتاویٰ رشیدیہ میں مولوی رشید احمد صاحب نے



ان کی بڑی ہی جوڑی تعریف کر کے آیت لکھی ان اولیاءہ الا المعتقدون ط  
 ہونی ہیں اولیاء حق تعالیٰ کا سوائے متیقنوں کے بلوجب اس آیت  
 کے مولوی اسماعیل ولی ہوتے۔ اور لفظ لائے حدیث من تامل فی سبیل  
 اللہ فواق ناسۃ وجبت لہ الجنة کے وہ جنتی ہیں۔ فناوی رشید رحمہ اللہ  
 مضمناً ۲۹

اس پر المصباح الجدید میں فرمایا کہ عقیدت اسے کہتے ہیں کہ قرآن  
 وحدیث سے مولوی اسماعیل کو ولی شہید جنتی بنا دلا۔ لا بگو حضرت عزت پاک  
 رضی اللہ عنہ وغیرہ اولیاء کرام کے لئے کبھی ایسی تکلیف گوارانہ کی بلکہ ان  
 کی گیارہویں وفات کو شرک و بدعت کہتے کہتے عمر گزار دی۔

اس پر رہبر صاحب نے دیوبندی تہذیب کے جوہر دکھاتے ہوئے  
 کہا بے شک ولایت کا ثبوت قرآن وحدیث سے ہی ہوتا ہے۔ آپ  
 کے نزدیک شاید وید شاستر منومرتی وصایا شریف ملفوظات اعلیٰ حضرت اور  
 رامائن وغیرہ سے ہوتا ہوگا اور کہا کہ آپ شہید دہلوی کی ولایت وشہادت  
 کے منکر ہیں اس لئے ہم ان کی ولایت وشہادت ثابت کرتے ہیں اگر آپ  
 لا کوئی بھائی حضرت عزت پاک کی ولایت کا منکر ہو کر آئے تو ہم ان کی ولایت  
 بھی ثابت کر دیں گے۔ مقام الحدید مضمناً ۵۶

۱۸ رہبر صاحب دروغ گور حافظہ نباشد اسی کو کہتے ہیں نمبر ۲۳  
 میں آپ ہی کہہ رہے تھے کہ ابن جوزی نے حضرت عزت پاک کو کافر لکھا  
 ہے۔ یہاں آپ کو حضرت عزت پاک کی ولایت کا بھی کوئی منکر نہیں ملتا،  
 اور اگر ان کی ولایت ثابت کرنے کے لئے ہمارا ہی انکار شرط ہے تو اول  
 تو یہ یقین بالہمال ہے ہم تو سب بارگاہ قادری کی وہ قدر کرتے ہیں جو  
 تم سے اپنے شہید دہلوی کی ناممکن ہے۔ دوسرے ہمارے ہی انکار پر

ثابت کرنا صرف ہم سے عداوت کا ثبوت دینا ہوا نہ کہ حضرت عزت پاک سے  
 عقیدت اور ہم مسلمانوں کو یہی بتانا چاہتے ہیں کہ دیوبندیوں کو اپنے گروؤں  
 سے تو وہ عقیدت ہے کہ ان کی تعریف میں تمام قرآن پڑھ جائیں ساری حدیث  
 کی کتابیں سنائیں، مگر محبوبان بارگاہ الہی سے وہ عداوت کہ ان کی فاتحہ  
 نمک کو شرک و بدعت بتاتا کہ مسلمانوں کو اس کا بغیر سے روکیں۔  
 وید شاستر منومرتی رامائن کفار و مشرکین کی گندی کتابیں ہیں بزرگ  
 تقویۃ الایمان کو عین اسلام ماننے والوں کو ان کتابوں پر اعتراض کا قطعاً حق  
 حاصل نہیں۔ تقویۃ الایمان شرک فردشی میں ان سب سے بڑھی ہوئی ہے  
 جس کی تفصیل ۲۱ میں گزری۔ رہبر صاحب نے مسب عداوت یہاں بھی  
 نقالی کی ہے کہتے ہیں

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے اپنی ولادت اور وفات کی تاریخیں قرآن  
 کریم سے خود استخراج فرمائی۔ تاریخ ولادت اولئک کتب فی قلوبہم  
 الایمان وایدیہم بدوج منہ اور تاریخ وفات ویطاف علیہم ۱۳۳۰  
 بالنسبة من فضة وکواب کہتے ان بڑے میاں کے لئے کیا حکم ہے۔  
 دیوبندیوں علم کے نادارو۔

قرآن مجید سے عمر و تاریخ کا لکھنا اکابر دین و سلف صالحین سے ثابت  
 ہے تفسیر احمدی شریف میں ہے۔ وبعضہم عمر النبی صلی اللہ علیہ  
 وسلم ثلاثا و ستین من قوله تعالیٰ فی سورة المنافقین ولن یؤ  
 الخیر اللہ نفسا اذا جاء اجلها یعنی بعض اکابر دین نے نبی صلی اللہ علیہ  
 وسلم کی ۶۳ سال کی عمر شریف سورة منافقوں کی اس آیت سے نکالی  
 ہے ولن یؤفیوا الذین نفسا اذا جاء اجلها۔

اگر دیوبندیوں کے نزدیک قرآن مجید سے عمر و تاریخ لکھنا ثابت



وشرک ہے تو ان کا اکابر دین پر فتنے لگائیں مگر سلف صالحین پر تو حکم لگاتا دیوبندیوں کے نزدیک آسان ہے۔ وہ دکھاؤں جس سے ان کا گھری پٹنگ جائے۔ فتادے رشیدیہ حدیث سوم طبع اول کے ٹائٹل پیج پر لکھا ہے۔ یاسرون بالمعروف وینہون عن المنکر یہ آیت شریف تاریخ وفات حضرت مولانا گنگوہی علیہ الرحمۃ ہے، ہاں ان کی طرف بھی ذرا کفری مشین کا رخ اور شرک و بدعت کا حکم۔

یہاں بھی رہبر صاحب نے اپنی دیوبندی تہذیب کا مظاہرہ کیا۔ مولوی حسین احمد صاحب کی طرح خوب آٹے وال کا وظیفہ پڑھ کر بڑے درحقیقت ہمارے اکابر کا سب سے بڑا جرم یہی ہے کہ انہوں نے پکے حضرات کی شکم پر درمی کے دروازے بند کر دیئے۔ آفاتے کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بتوں کے پجاریوں کو یہی شکایت تھی۔  
مقاصح الحدید ص ۵

دیوبندی ذرا تو غیرت کر و حضرت غوث پاک وغیرہ اولیاء کرام کے ایصال ثواب کو شرک و بدعت کہتے ہو۔ مواخذہ پرایسی لایعنی باتیں کہتے ہو جن ہی تمہارے دلائل ہیں۔ ایسی ہی خرافات پر تمہارے مذہب کا مدار ہے۔ یاد رکھو امور خیر کو شرک و بدعت کہنا واقعی بڑا جرم ہے لیکن یہ یاد رکھو کہ تمہارے اکابر اس سے بہت زیادہ بڑے بڑے جرموں کے مجرم ہیں انہوں نے دل کھول کر الشداور اس کے رسول کو برا کہا ہے۔ ان کی شان پاک میں سخت سخت بدگوئیاں کیں ہیں جن کی برابر کوئی جرم ناممکن ہے۔ وہی تمہارے اکابر ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کو حبث اذروں، پاگلوں کے مثل بتاتے ہیں وہی تمہارے پیشوا ہیں جو خدا کو جھوٹا مانتے ہیں۔ وہی تمہارے مقتدا ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کا علم شیطان لعین کے علم سے گھٹاتے ہیں۔ شیطان کے لئے وسعت علم قرآن سے ثابت مانتے ہیں۔ حضور کے لئے اسی کو شرک کہتے ہیں (حوالہ مقدمہ میں گزرا) ایسے گندے عقیدہ والوں کو تم نے اپنے پیشوا بنایا ہے پھر سنی مسلمانوں کو شرک کہنے کی تم سے کیا شکایت کی جائے۔ مگر یاد رکھو۔  
وَمَنْ عَمِلَ السَّيِّئَاتِ فَلَهُ أَسْفَلُ الْمَافِئِ مُنْقَلِبٍ يُنْقَلِبُونَ

۲۶۵۔ مولوی اکامیل دہلوی کے نزدیک نازیہ نبی کریم جانب متوجہ ہونا کتنا برا ہے

کرنا گدھے اور بیل کے خیال میں ڈوب جانے سے بدرجہا بدتر ہے حضور کا خیال چونکہ تعظیم کے ساتھ آتا ہے لہذا شرک کی طرف کھینچ لے جاتا ہے وہ گدھے والی عبارت یہ ہے جو المصباح الجدید ص ۲۵ میں درج ہے۔ صرف ہمت لبوسے شیخ و امثال آں از معطلین گوجناب سالت مآب باشندہ بچیدیں مرتبہ بدتر از استغراق در صورت گاد و خر خودست کہ خیال آں با تعظیم و اجلال بسویدائے دل انسان محسوس بخلاف خیال گاد و خسر کہ نہ آں قدر چسپیدگی می بود نہ تعظیم بیکم چنان محقری بود و ایں تعظیم و اجلال حیز کہ در نماز ملحوظ و مقصود می شود بشرک چسکتہ۔ مراد تعظیم ص ۸۶

ترجمہ۔۔۔ پیر یا اس کے مثل بزرگوں کی طرف توجہ کرنا اگرچہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں بہت ہی زیادہ بدتر ہے اپنے گدھے اور بیل کے خیال میں ڈوب جانے سے کیوں کہ ان کا خیال تعظیم سے آستا ہے اور دلچسپی ہوتی ہے۔ خلاف گدھے اور بیل کے خیال کے نہ کہ اس قدر دلچسپی ہوتی ہے نہ تعظیم بیکم حیز و ذلیل ہوتا ہے اور یہ تعظیم حیز کی کہ نماز میں ملحوظ و مقصود ہوتی ہے شرک کی طرف کھینچ لے جاتی ہے۔ المصباح الجدید



کے صفحہ ۲۶ میں اس پر یہ ملاحظہ فرمایا ہے کہ جب نماز میں تعظیم کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال شرک کی طرف کھینچ لیتا ہے تو دیوبندیوں کی نماز کیسے ہوگی۔ کیونکہ التحیات میں حضور کو مخاطب کر کے سلام پڑھا جاتا ہے اسلام علیک ایہا البنی لہذا توجہ ضرور ہوگی۔ خیال ضرور آئے گا۔ اب حضور کا خیال یا تو تعظیم سے آئے گا یا تحقیر سے۔ تحقیر سے آیا تو یقیناً کفر ہوا اور اگر تعظیم سے آیا تو مولوی اسماعیل صاحب کے حکم سے شرک ہوا۔ پھر کیسی نماز اور اگر اس کفر و شرک کے خوف سے التحیات ہی چھوڑ دی تب بھی نماز پوری نہ ہوئی گیوں کہ التحیات پڑھنا واجب ہے لہذا مولوی اسماعیل کے ماننے والوں کی نماز کسی صورت میں نہیں ہو سکتی۔

دیوبندی رہبر نے دونوں نمبروں کو جمع کر کے جواب کا نام لیا ہے **حکم المصباح** المجدید کے اعتراض کا جواب تو قیامت تک سارے دیوبندیوں سے ناممکن ہے۔ رہبر صاحب بھارے کیا دیتے۔ اس لئے دیوبندی رہبر کو یہاں مجبوراً تفسیر کرنا پڑا اور کہنا پڑا کہ واقعی نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال آئے بغیر نماز کامل نہیں ہو سکتی لیکن ہم عرض کر چکے کہ خیال آنے یا لانے اور صرف بہت میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ مقام الحدید ص ۶ اتنی صاف و صریح عبارت جس میں حضور کے خیال کو گدھے اور بیل کے خیال میں ڈوب جانے سے بدرجہا بدتر اور شرک کی طرف کھینچنے والا بتایا۔ اور دیوبندی رہبر نے اس پر المصباح المجدید کا الزام بھی تسلیم کیا اگر ذرا بھی انصاف ہو تو توبہ توبہ کرتے۔ مگر حیرت ہے کہ اس پر بھی مولوی اسماعیل کا دامن نہیں چھوڑتے۔ یہ وہی نائی والا قصہ ہے۔

اکسی کشمیر میں کوئی حجام پہنچا ملاقات حجام سے کر کے بولا  
اکہ بی بی تہاری ہو میں آج بیوہ میاں تم کو اس غم میں ماتم ہے زیبا

مناجباتہوں نے بہت روتے پیٹے کہ افسوس یوی ہوئی میری بیوہ  
تو احباب نے ان کو آکر بتایا کہ بیوہ ہوئی کیسے تم تو ہو زندہ  
کہنے لگے قاصد بھی تو معتبر ہے پھر اسکو میں کس طرح سمجھو گی جھوٹا  
دیوبندیوں کے نزدیک مولوی اسماعیل دہلوی کا اعتبار اس سے  
بھی بڑھا ہوا ہے۔ لہذا اسی اعتبار کو باقی رکھنے کے لئے رہبر صاحب دو  
چالیں چلتے ہیں۔ اول یہ کہ یہ عبارت مولوی اسماعیل دہلوی کی نہیں صراط  
مستقیم ان کی مستقیم تصنیف بلکہ ان کے پیرو سید احمد صاحب کے خطوط  
کا مجموعہ ہے جس کے بعض ابواب کو مولوی عبدالحی صاحب نے مرتب  
کیا ہے بعض کو مولوی اسماعیل صاحب نے یہ معرض کی خیانت ہے کہ  
بدنام کرنے کے لئے ان کی طرف نسبت کر دی۔ دوسرے اس عبارت  
میں صرف بہت کا لفظ تھا جس کا دوسرا نام شغل برزخ و شغل رابطہ  
ہے خائن معرض نے اس کو خیال آنے سے تعبیر کر دیا۔ مقام الحدید مخصاص ۵  
خیانت میں رہبر صاحب کی محنت از استغراق در خیال گاؤں و غرود  
ست سے بھی بزرے گئی۔ جگہ جگہ خیانت خیانت کرتے ہیں یہ معلوم نہیں  
کہ سید احمد صاحب بے چارے کو اتنی استعداد ہی کب تھی کہ وہ علمی  
مضمون یا تصوف میں کلام کرتے یہ سب کاروائی مولوی اسماعیل صاحب کی  
ہے صراط مستقیم انہیں کی تالیف ہے پیر جی کو تو محض ایک کھلونا اور اپنی  
اعراض کا آکھنا لیا قادیان بھارے نہ پڑھے نہ لکھے۔ دانش مندوں کے  
طریقہ پختہ و تقریر تو درکنار بولنا بھی نہ جانتے تھے ان کی بے نیکی باتوں کو  
زمین و آسمان کے قلابے ملا کر مولوی اسماعیل صاحب ہی دلائل و کرامت  
بنایا کرتے تھے۔ اس کا اقرار مولوی اسماعیل صاحب کو ہے۔ ملاحظہ ہو۔  
اگرچہ احسن داوڑی در تالیف این کتاب چنان می نمود کہ بطوریکہ در



تحریر اکثر مضامین این کتاب محض بر ترجمہ آچھ از زبان ہدایت نشان  
حضرت ایشان صدر و ریافتہ بود گفتا کردہ شد و رفتای مضامین ہماں را پیمودہ می  
فید لیکن از لیسک نفس عالی حضرت ایشان (سید احمد) بر کمال مشابہت  
جناب رسالت کتاب علیہ افضل الصلوات والتسلیات در بد و فطرت  
ملوک شدہ بنا علی لوح فطرت ایشان از نقوش علوم ربمیدہ و راہ دانشمندان  
کلام و تحریر و تقریر بعضی ماندہ صراط مستقیم ص ۳۰

یعنی اگرچہ افضل و بہتر اس کتاب کی تالیف میں یہی تھا کہ جس  
طرح اکثر مضامین کا جیسے پیر جی کی زبان سے نکلے محض ترجمہ کر دیا گیا تمام  
مضامین میں یہی طریقہ اختیار کیا جاتا لیکن ان پیر جی (سید احمد) کا نفس  
عالی اپنی فطرت میں جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کمال مشابہت پر  
پیدا ہوا تھا اسی بنا پر علوم مرتجہ سے اور دانش مندوں کے طریقہ  
پر کلام کرنے اور تحریر و تقریر سے بالکل صاف تھا۔

سبحان اللہ جو شخص اتنا کوراہے کہ گفتگو و گفتگ سے نہ کر سکے  
اس کے ملفوظات نکلے جائیں۔ بس یہی ہوتا تھا کہ پیر جی کی زبان سے کچھ اٹا  
سیدھا نکلا باقتضائے مریدان می پرانند مولوی اسماعیل صاحب نے ایران  
توران کی بانگیا شروع کیں۔ کچھ پہلے ملایا کچھ بعد میں جوڑایوں بھی کام نہ چلا  
تو مقدمات کی تمہید کی پھر بھی کسر رہ گئی تو تمثیلات ملاتیں مگر پیر جی کے بول  
کو کر امت بنا کر چھوڑا خود اقرار ہے۔ لہذا در بعض مقامات گوئے از تقدیم  
و تاخیر در بعض قدرے از تمہید مقامات و ایراد تمثیلات (انی قولہ) عمل  
اکورہ شدہ۔ صراط مستقیم ص ۳۰ ترجمہ۔ لہذا بعض مقامات میں تقدیم و  
تاخیر اور بعض جگہ کچھ مقامات کی تمہید اور تمثیلات حمل میں لائی گئیں۔

ظاہر بات ہے کہ تقدیم تاخیر سے ہر الٹی بات سیدھی اور ہر سیدھی

الٹی ہو جاتی ہے۔ مقدمات و تمثیلات سے کھوٹی بات کھری بن جاتی ہے یہ ہے  
مولوی اسماعیل صاحب کے پیر جی کے ملفوظات کی حقیقت مولوی اسماعیل صاحب  
نے جب ان کو اچھا نہ شروع کیا تو ہر قسم کے آدمی مجلس میں آنے لگے۔  
ایک روز بہت سے آدمی بیٹھے تھے۔ پیر جی کو پیشاب کی حاجت ہوئی جب  
ضبط سے باہر ہونے لگا۔ بے ساختہ زبان سے نکل گیا موتوں کا۔ پیر جی کا اتنا  
کہنا تھا کہ مولوی اسماعیل صاحب نے اسے درس معرفت بنا دیا کہ ہلکے  
پیر صاحب موت و قبل ان کی تو تو کی تعلیم دے رہے ہیں یعنی مرنے سے  
پہلے مر جاؤ۔ یہ ملفوظات ہیں، اسی طرح اڑایا کرتے تھے مولوی عبدالحی  
صاحب بھی ان کے ساتھی اور اس پریدن و پرانیدن شریک تھے اسی لیے  
مولوی اسماعیل صاحب نے ان کے جمع کردہ مضمون کو بڑی تعظیم و تکریم  
سے لیا۔ اس کے لفظ لفظ سے اتفاق کیا بلکہ اس کو غیبی والہامی کہا اور اس  
کو غنیمت بار وہ شمار کر کے اپنی تحریر کردہ کتاب صراط مستقیم میں شامل کر لیا۔  
اس پر بھی مولوی اسماعیل صاحب کی شہادت سنو۔ فرماتے ہیں۔

و در آئنائے تحریر این کتاب مستطاب باور اتے چند کہ جناب فاوت  
مآب قدرہ فضلًا زماں زندہ علماء دوران مولانا عبدالحی ادا م اللہ برکاتہ  
کہ در سلک ملازماں اس عالی جناب و بار یافتگان حضور آں والا جناب  
منسلک بودند پارہ از مضامین ہدایت آنگیں را کہ از زبان غیب ترجمان  
حضرت ایشان شنیدہ در اوراق تحریر کردہ بودند فاوت و دید پس  
آں اوراق را غنیمت باروہ فہیدہ باب ثانی و ثالث این کتاب را بران  
کلام ہدایت الیام بعینہ مشتمل ساخت۔ صراط مستقیم ص ۳۱

یعنی اس کتاب صراط مستقیم کے دوران تحریر میں چند ورق جناب  
مولانا عبدالحی صاحب سے ملے جو پیر جی کے خادم تھے کچھ مضامین



ہدایت سے پُر جو پیر جی سید احمد صاحب کی غیب بیان کرنے والی زبان سے سن کر ان میں لکھے تھے پس ان اوراق کو نہایت عمدہ غنیمت سمجھ کر اس کتاب کا دوسرا و تیسرا باب کر دیا۔ نیز مولوی اسماعیل صاحب نے تحریر کے بعد پوری کتاب پڑھ کر اپنے پیر جی کو سنائی۔ اس کا خود مولوی اسماعیل صاحب کو اقرار ہے۔ فرماتے ہیں۔ مع ہذا میں ضعیف راہر پارہ اذیل کتاب بعد از اتمام بر مہارک حضرت ایشاں عرض نمودہ، صراط مستقیم ص ۱۷۱ یعنی باوجود اس کے پوری کتاب لکھنے کے بعد اس ضعیف نے ہر ہر حصہ ہر ہر جز اس کتاب کا پیر جی کو سنایا۔ لہذا صراط مستقیم کی مذکورہ بالا عبارت سے باہر مولوی اسماعیل صاحب ثابت ہوا کہ صراط مستقیم کے مؤلف مولوی اسماعیل صاحب ہیں۔ پیر جی کی بے تکلی اردو کا فارسی ترجمہ کیا ہے مگر محض ترجمہ نہیں بلکہ مولوی اسماعیل نے اس میں تقدیم و تاخیر کی ہے۔ اپنے مقدمات و تہذیبات ملائے ہیں۔ مولوی عبدالحی صاحب نے جو چند ورق دیئے ان کو مولوی اسماعیل صاحب نے بغور پڑھا۔ ان کے مضامین کو غیبی مضامین ہدایت کا خزانہ جان کر اپنی کتاب صراط مستقیم میں داخل کر لیا۔ جب اول سے آخر تک تمام کتاب لکھ چکے تو پوری کتاب کو پڑھ کر پیر جی کو سنایا لہذا خود اپنے اقراء سے مولوی اسماعیل صاحب پوری صراط مستقیم کے مؤلف ہوئے اور پوری کتاب کے تمام مضامین کے ذمہ دار مولوی اسماعیل ہی ہوئے۔

لہذا اب دیوبندی بتائیں کہ باب دوم کی اس گدے بیل والی عبارت کو مولوی اسماعیل کی طرف نسبت کرنا خیانت کیسے ہوا۔ دیوبندیوں شاتم نے اسی عبارت کو تمہارے شہید نے ہدایت کا خزانہ بتایا غیبی مضمون کہا اسی کو غنیمت بار دہ کہا اور بخوشی اپنی صراط مستقیم میں داخل کر لیا۔ اسی کو پڑھ کر پیر جی کو سنایا اور تم اپنے شہید کی طرف اس کی نسبت کرنا

یہی خیانت بتاتے ہو۔ اپنے شہید کو بھی جھوٹا بناتے ہو۔ کچھ تو شرار و ذرا تو غیرت کرو۔

صرف ہمت کے معنی خیال آنے یا توجہ کرنے کو بھی رہبر صاحب نے خیانت بتا دیا حالانکہ صرف ہمت کے حقیقی معنی ہی توجہ کرنا ہے نیز صراط مستقیم کی کثیر عبارتیں اس معنی پر دلالت کر رہی ہیں۔ کیونکہ مولوی اسماعیل صاحب نے اس بحث میں دوسووں کی قسمیں بیان کی ہیں، اسی گدے بیل والی عبارت سے پہلے بیان کیا ہے۔

بقیہ کتابت بعض با فوق بعض از دوسوہ زنا خیال مجامعت زوجہ خود بہتر است۔ یعنی زنا کے دوسوہ سے اپنی بی بی سے صحبت کرنے کا خیال بہتر ہے۔ اس کے بعد زیر بحث عبارت ہے و صرف ہمت الخ اس کے بعد کہا۔

بالجملہ منظور بیان تفاوت مراتب و سادس است یعنی خلاصہ یہ ہے کہ مقصود بیان دوسووں کے مراتب کا فرق ہے۔ صراط مستقیم کی اگلی اور پچھلی عبارت پکار کر کہہ رہی ہے کہ یہاں ان خیالات کا بیان ہے جو بطور دوسوہ نمازی کے دل میں پیدا ہوتے ہیں لہذا صرف ہمت سے حضور کی طرف توجہ کرنا آپ کا خیال آنا ہی مراد ہے۔

نیز صراط مستقیم کی یہی زیر بحث عبارت دلیل ہے کہ صرف ہمت سے حضور کی طرف توجہ اور آپ کا خیال ہی مراد ہے کیونکہ اسی عبارت میں ہے کہ خیال آں با تعظیم و اجلال بسویدائے دل انسان می چسپد بجلال خیال گاؤ و غیر۔ یعنی شیخ یا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال تعظیم و تکریم سے آتا ہے۔ انسان کو اس سے دلچسپی ہوتی ہے۔ بخلات بیل و گدے کے خیال کے کتنی حراحت کے ساتھ حضور کے خیال ہی پر حکم لگایا ہے لہذا



دیوبندی رہبر کا المصباح الجدید پر خیانت کا الزام لگانا دین و دیانت کو جواب دینا اور دین میں آفتاب کا انکار کرنا ہے اور صرف ہمت سے شغل برزخ مراد لینا کوری نابینائی ہے کیونکہ مولف نے اپنی مراد متین کر دی بطور دوسرے خیال آنے کی صاف و مرتجہ تصریح کر دی۔ اس کو شغل برزخ سے کیا تعلق اس نے صاف بتا دیا کہ مقصود بیان ایک دوسرے کا دوسرے دوسرے سے فرق بتانا ہے مثلاً ایک دوسرے زنا دوسرا اپنی بی بی سے صحبت کرنے کا خیال ان دونوں میں یہ فرق بتانا ہے کہ نماز کی حالت میں بیوی سے صحبت کا خیال بہتر ہے۔ اسی طرح ایک دوسرے اپنے شیخ یا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال آپ کی طرف توجہ کرنا دوسرا دوسرے اپنے گدھے یا بیل کے خیال میں ڈوب جانا ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ شیخ یا حضور کی طرف توجہ و خیال گدھے یا بیل کے خیال میں ڈوب جانے سے بدرجہا بدتر ہے کیونکہ حضور کا خیال تعظیم کے ساتھ ہوتا ہے جس سے نمازی مشرک ہو جاتا ہے تو تم اپنے شہید کو مانتے ہوئے نماز کیسے پڑھو گے۔ المصباح الجدید کا یہی مواضع مذہب ہے جس کے جواب کے لئے رہبر صاحب نے اپنے نامہ اعمال کی طرح کئی ورق سیاہ کیے۔ تقیہ بھی کیا چاہیں بھی چلیں۔ مولوی اسماعیل کی طرح تمہیدیں بگھاریں اور اس گدھے یا بیل والی عبارت کا یہ طلب بیان کیا کہ نماز کے اندر اپنے شیخ یا کسی بزرگ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف صرف ہمت کرنا یعنی اپنے قلب کو تمام خیالات حتیٰ کہ توجہ الی اللہ سے بھی قصداً خالی کر کے اور پھر کہ شیخ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو مرکز توجہ بنالینا یہ زیادہ مضرب بہ نسبت اس کے کہ انسان دوسری دنیوی چیزوں کے وساوس میں مستغرق ہو جائے۔ مقام الحدید ص ۵۹۔

اس مطلب کی بنیاد دو حیاریوں پر رکھی ہے۔ پہلی عیساری یہ کہ

صرف ہمت کے معنی شغل برزخ و شغل رابطہ گڑھے وہ بھی دیوبندیوں کے تراشیدہ۔ دوسری عیساری یہ کہ گاد و خر کے معنی متاع دنیا جڑے اور سفید جھوٹ بولا کہ گاد و خر کی یہ مشرع خود مرابط مستقیم میں مذکور ہے اس پر عیساری کہ مرابط مستقیم کی عبارت نقل نہیں کی۔ وہ مشرع والی عبارت یہ ہے گاد و خر تمثیل است ہرچہ سوائے حضور حق است گاد یا شد یا خرفیل باشد یا شتر۔ مرابط مستقیم ص ۸۵۔ یعنی بیل و گدھا تو تمثیل ہے جو حضور حق کے موا ہو یا بیل باقی ہو یا اونٹ سب مراد ہیں۔

جب گدھا اور بیل تمثیل کے لئے ہوا تو تعظیم ہی تو ہوئی جس کی خود تصریح کر دی۔ گاد یا شد یا خرفیل باشد یا شتر۔ اس سے گدھے اور بیل کی نفی کدھر سے کو کر آئی۔ لہذا اب زیر بحث عبارت کا مطلب یہ ہوا کہ حضور کا خیال تعظیمی گدھے اور بیل اور باقی بلکہ ہر جانور بلکہ ہر چیز کے خیال میں ڈوب جانے سے بدرجہا بدتر ہے۔ کیا گاد و خر کی اس شرح سے یہ کفری عبارت ایمان بن گئی۔ کہاں خیال ہے اور گندگی بڑھ گئی۔

ادھر ثابت ہو چکا کہ عبارت زیر بحث میں صرف ہمت سے شغل برزخ مراد لینا کوری نابینائی ہے۔ خود اس عبارت میں لفظ خیال آں موجود ہے مگر دیوبندی رہبر نے دین و دیانت کو جواب دے کر صرف ہمت سے شغل برزخ مراد لیا وہ بھی خود ساختہ دیوبندیوں کا تراشیدہ وہ یہ ہے کہ اپنے دل کو ہر قسم کے خیالات و خطرات سے خالی کر کے اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا دھیان باندھے۔ حتیٰ کہ اس وقت قلب میں حتیٰ کمالی دھیان نہ ہو شغل برزخ کی یہ صورت صوفیاء کے بعض سلاسل میں رائج تھی اور اب بھی رائج ہے۔ مقام الحدید ص ۸۵۔

عیاریوں کا رد تو کافی ہو چکا اور ثابت ہو گیا کہ صرف ہمت سے شغل



برزخ مراد لینا اور گادِ خس سے متاع دینا مراد لینا خود مراد مستقیم کی تصریح کے خلاف ہے مگر دیوبندی یہ بتائیں کہ تمہارے رہبر نے جو شغل برزخ و شغل رابطہ کی یہ تعریف کی ہے کہ اس وقت قلب میں حق تقائے کا بھی وہ بیان نہ ہو۔ توجہ الی اللہ سے قصدِ ذہن کو خالی کیا جائے۔ یہ تعریف صوفیائے کرام کی کون کون سی کتابوں میں لکھی ہے۔ بددینوں، مجبوبانِ الہی کے دشمنوں یہ ناپاک حرکتیں کر کے صوفیائے کرام سے مسلمانوں کو بدعتیہ کرنا چاہتے ہو یہ بتانا چاہتے ہو کہ صوفیائے کرام اللہ عزوجل کو چھوڑ چھوڑ کر اپنے دل سے اس کے خیال و وحیان کو جدا کر کے اپنے شیخ یا حضور کی نمازیں پڑھتے ہیں۔ خلیفہ شغل برزخ کو شرک بتانے اور صوفیائے کرام کو مشرک بنانے کے لئے یہ معنی تراشتے ہو۔ اگر ایسی ہی تمہاری خواہش تراش ہے تو حضور کی رسالت کی تصدیق بھی مشرک کہہ دو وہی حقیقی لگا دو حتیٰ کہ توجہ الی اللہ سے قصدِ خالی کر کے اور دل کو پھیر کر، اقرار رسالت بھی کفر کر دو۔ وہی دیوبندی حقیقی لگا دو کہہ دو کہ دل کو اللہ سے پھیر کر اس طرح ساری عبادتیں تمام اعمال حسنہ کفر و شرک ہو جائیں گے۔

بددین و عوام کو بہکاتے ہو۔ اہل اللہ سے بدعتیہ کرتے ہو۔ صوفیہ کے مسلک کی خبر ہے شغل رابطہ کی حقیقت کی ہوا بھی لگی ہے۔ یہ بھی ہے شغل برزخ کیا ہوتا ہے کیوں کیا جاتا ہے اسی حدیث پر عمل کرنے کے لئے شغل برزخ کہتے ہیں۔ الاحسان ان تعبد اللہ کانث تراء احسان یہ ہے کہ تو اللہ کی عبادت اس طرح کر کہ گویا تو اس کو دیکھ رہا ہے یعنی نماز میں دیدارِ الہی حاصل ہو۔ اسی یہ شغل برزخ کرتے ہیں اور وہ بغیر اس کے نصیب نہیں ہوتا۔ حضرت شیخ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوبات جلد اول میں فرماتے ہیں۔ پس در ابتدا و در توسط مطلوب را بے آئینہ

پیر نتوان دید۔ یعنی سلوک کی اول اور درمیانی منزل میں بغیر پیر کو آئینہ بنائے مطلوب یعنی جمالِ الہی نہیں دیکھ سکتا۔ حضرت مجدد صاحب کی اس تصریح سے ثابت ہے کہ تجلیاتِ الہی و جلوة زبانی سے مشرف ہونے کا ذریعہ و آئینہ تصور شیخ و تصور گرامی جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ شیخ اور حضور کا تصور اسی لئے ہوتا ہے کہ یہ مظہر الوار الہی اور آئینہ ذاتِ باری ہیں۔ پھر اس تصور کے وقت یہ کیونکر ممکن ہے کہ حق تقائے کا خیال و وحیان بھی نہ ہو۔ بالقصہ ذہن کو توجہ الی اللہ سے خالی کیا جائے یہ تو ایسا ہی ہوگا کہ کوئی دیوبندی توحیدِ الہی کا اعتقاد کرنے کے لئے اپنے قلب کو خدا کے ایک ہونے سے خالی کرے۔

بد نصیب و شغل رابطہ میں مقصود بالذات حق سبحانہ و تعالیٰ کی ذات ہے۔ اسی کی طرف توجہ ہے۔ اسی کے جمال کے مشاہدہ کے لئے اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت زیبا کو آئینہ بنایا جاتا ہے۔ تاکہ حدیث و اعبد اللہ کانث تراء پر کامل عمل ہو۔ یہی حضرت مجدد صاحب قدس سرہ اپنے مکتوبات کی جلد دوم میں فرماتے ہیں۔ رابطہ را چہرہ نفی کنند کہ او سجود الیہ است نہ سجود لہ۔ چہرہ محارِب و مساجد را نفی نکنند ظہور ایں قسم دولت سعادتمندان را میسرست تا در جمیع احوال صاحب رابطہ را توسط خود دانند و در جمیع اوقات متوجہ او باشند۔ یعنی رابطہ کی نفی کیوں کریں کہ اس کی طرف سجدہ ہے اس کو سجدہ نہیں ہے کیوں عراب و مسجد کی نفی نہیں کرتے ہیں۔ ظہور اس دولت کا سعادت مندوں کو میسر ہوتا ہے تاکہ تمام احوال میں صاحب رابطہ کو اپنا واسطہ جانیں اور تمام اوقات میں اس کی طرف متوجہ رہیں

دیوبندیو دیکھا یہ ہے شغل رابطہ جس میں شیخ صرف واسطہ ہے اور



توجہ خاص اللہ عزوجل ہی کی طرف ہے اور یہ دولت صرف سعادتمندوں کو نصیب ہوتی ہے۔ دیوبندیوں کی آنکھوں پر تو شرک کی پٹی بندھی ہے اس لیے وہ اس نعمت سے محروم ہیں۔ حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب انبیاہ میں نقل فرماتے ہیں۔

حضرت سلطان الموحیدین برہان العاشقین حجۃ المتکلمین شیخ جلال الحق والشرع والدین مخدوم مولانا قاضی خاں یوسف نامی قدس سرہ العزیز چنین میفرمودند کہ صورت مرشد کے ظاہر دیدہ می شود مشاہدہ حق بجانہ تعالیٰ است در پردہ آب و گل و اما صورت مرشد کہ در خلوت نموداری شود آں مشاہدہ حق تعالیٰ است بے پردہ آب و گل کہ ان الله خلق آدم علی صورة الرحمن من رانی فقد رانی الحق ..... در حق اور دست است۔

حضرت سلطان الموحیدین برہان العاشقین حجۃ المتکلمین شیخ جلال الدین مخدوم قاضی خاں یوسف نامی فرماتے ہیں کہ مرشد حق کی صورت جو ظاہر میں دیکھی جاتی ہے۔ یہ اس جسم خاکی کے پردہ میں حق سبحانہ و تعالیٰ کا مشاہدہ ہے اور مرشد کامل کی وہ صورت جو خلوت میں نمودار ہوتی ہے وہ بے پردہ حق تعالیٰ کا مشاہدہ ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو صورت رحمن پر پیدا کیا۔ من رانی فقد رانی اس کے حق میں درست ہے دیوبندیو دیکھا چلا کچھ پستہ یہ ہے صورت شیخ کہ وہ جلوة الہی ہے چہ جائیکہ بنی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا تصور آپ کی صورت مبارک اس کے لیے تو خود حضور کا ارشاد ہے۔ من رانی فقد رانی الحق جس نے مجھے دیکھا اس نے حق دیکھا۔ ان کے تصور کو اس طرح مسخ کرنا باطل معنی پینا کہ خدا سے جدا کرنا اور دیوبندی حتیٰ لگانا حتیٰ کہ توجہ الی اللہ سے بھی خالی کر کے

اور پھر کہ۔ یہ صوفیاء کرام کو مشرک بنانا ان کے کلام کو مسخ کرنا ان سے عوام کو بدعتیہ کرنا نہیں تو اور کیا ہے۔ بنی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم قدرت و تجلیات الہی کا آئینہ ہیں۔ زبان مصطفیٰ ہی ہے۔ حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ حدیث کریم کا ترجمہ کرتے ہیں۔

گھٹ من آئینہ ام مصقول دوست  
ترک و ہند و درمن کہ آں بند کہ دوست

بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اللہ رب العزت کی ذات کا مصفیٰ آئینہ ہوں۔ مومن اور کافر مجھ میں وہی دیکھتا ہے جو وہ ہے۔ چونکہ دیوبندی حضور کے تصور کو منافی توحید سمجھتے ہیں۔ اسی لیے حق لگا دیا مگر اہل سنت یوں ایمان رکھتے ہیں۔

دیکھنے والے کہا کرتے ہیں اللہ اللہ  
یاد آتا ہے خدا دیکھو کے صورت تیری

صورت زیبائے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو منظر ذات الہی و شمع تجلیات ربانی ہے۔ اسی جلوة الہی کے مشاہدہ کے لیے اس صورت زیباکو شغل برزخ میں لایا جاتا ہے کہ وہ سعادت ابدی و دیدار الہی حاصل ہوا۔ حدیث و اعبد الله کانت نراہ پر عمل ہو۔ اس پر دیوبندی حتیٰ لگا کر شغل برزخ کے وہ معنی تراشنا بددیانتی و فریب کاری ہے۔ لہذا وہ مکہ مدینہ کی مثال اور دیوبندی چال سب کا فز ہوتی وہ سب کاروائی تو اسی پر مبنی تھی کہ شغل برزخ اللہ عزوجل سے توجہ پھیر کر دوسری طرف دھیان جانے کا نام ہے۔ اور یہ شغل برزخ دیوبندیوں کا بے صوفیانہ کرام کے شغل برزخ میں تو شیخ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت زیباجال الہی کا آئینہ ہے پھر توجہ پھیرنا کیسا بلکہ وہ عین توجہ الی اللہ ہے۔



خلاصہ یہ ہے کہ اول تو اس عبارت زیر بحث میں صرف ہمت سے شغل برزخ مراد ہی نہیں ہو سکتا جس پر خود یہ عبارت اور اس کے آگے پیچھے کی عبارت دلیل ہے لہذا عبارت زیر بحث کا صاف مطلب یہ ہوا کہ نمازیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال و تصور اپنے گدھے اور بیل کے خیال میں ڈوب جانے سے بدرجہا بدتر ہے اور اس سے نمازی مشرک ہو جاتا ہے۔

ثانیاً اگر عبارت کو مسخ کر کے شغل برزخ ہی مراد لیں تو یہ مطلب ہوا کہ حضور کی صورت پاک کا تصور نمازی کے لئے جو مشاہدہ جلال الہی کا آیتہ ہے گدھے اور بیل کے خیال میں ڈوب جانے سے بدرجہا بدتر ہے اور نمازی اس سے مشرک ہو جاتا ہے۔ لہذا دونوں صورتوں میں نمازی مشرک ہوا۔ اور دونوں صورتوں میں یہ گدھے بیل والی عبارت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان اقدس میں سخت گستاخی اور نہایت گندی سڑی گالی ہے۔ لہذا المصباح الجدید کا وہ اعتراض کہ مولوی اسماعیل صاحب کے ماننے والوں کی نماز نہیں ہو سکتی۔ باقی رہا اور دیوبندیوں کے پاس اس کا کچھ جواب نہیں، بعد میں رہبر صاحب نے دورنگ اور بدے۔ آپ کہتے ہیں کہ مناظرانہ رنگ میں ہم دوسری چیز پیش کرتے ہیں۔ (۱) رضا خانیوں کا دعوئے ہے کہ یہ عبارت مولانا اسماعیل شہید کی ہے۔

(دع) اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت ترین تہنیت کی گئی ہے اور آپ کو معاذ اللہ صریحاً گالیاں دی گئی ہیں اور اس میں کسی تاویل کی بھی گنجائش نہیں ملاحظہ ہو کہ کتبہ شہابیہ ص ۳۲۱ اور یہ بھی امت کا اجماعی مسئلہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان پاک میں ادنیٰ گستاخی کرنے والا کافر ہے جہنمی ہے اور جو اس کے کفر و عذاب ابدی میں شک کرے وہ بھی

ایسا ہی کافر ہے۔ بایں ہمہ آپ کے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی مولوی احمد رضا خاں صاحب انہیں مولانا اسماعیل شہید کے متعلق تہنید ایمان میں ص ۳۳ پر لکھتے ہیں اور میں امام الطائفہ اسماعیل دہلوی کے کفر پر بھی حکم نہیں کرتا نیز اسی تہنید ایمان میں ص ۳۲ پر فرماتے ہیں، علماء مختلین انہیں کافر نہ کہیں ہو الجواب و فیہ الصواب وہ یعنی اعلیٰ القوتی دہو المذہب و علیہ الاعمال و فیہ السلام و فیہ السداد اب کیا فرماتے ہیں۔ المصباح الجدید کے نئے مصنف اور رضا خانی برادری کے دوسرے علماء کرام کہ آپ کے اعلیٰ حضرت حضرت شہید مرحوم کو مسلمان لکھ کر کافر ہوتے یا نہیں اور آپ ان کو اعلیٰ حضرت کہنے والے بلکہ ان کو ادنیٰ درجہ کا مسلمان ماننے والے بلکہ ان کے کفر میں شک کرنے والے کافر و مرتد خارج از اسلام ہوتے یا نہیں۔ بیذا تو جس دوا۔ مقام الحدید ص ۳۳

### الجواب

و کرم من عائب قولاً صحیحاً

و آفتہ من الفہم السقیم

واقعی حق بات کو عیب لگانا اپنی عقل کا تصور سمجھ کا فتور ہے اس میں کیا شبہ ہے کہ اس گدھے بیل والی عبارت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صاف و صریح تہنیت ہے اور صراط مستقیم ہی کی عبارتوں سے ثابت ہو گیا کہ یہ عبارت مولوی اسماعیل دہلوی کی ہے کیونکہ انہوں نے بخوشی اس کو اپنی صراط مستقیم میں داخل کیا۔ سراسر ہدایت بتایا پر جی کو پڑھ پڑھ کر سنایا پھر مولوی اسماعیل کی عبارت ہونے کے لئے اس کے سینک ہو نا کیا ضروری ہے بلکہ اگر کوئی شہابیہ اور تہنید ایمان میں تعارض سمجھنا یہ دیوبندیوں کی جہالت ہے کہ کفر فقی و کفر کلامی میں فرق نہیں سمجھتے۔

کفر فقی کے معنی قول کا کفر ہوتا ہے۔ کفر کلامی کے معنی قائل کا کفر ہوتا ہے۔



اکو کتبہ الشہابیہ کفر فقی میں ہے اور متہدایمان کفر کا ہی ہے دونوں کتابوں میں خود اس کی تصریح ہے۔ مولوی اسماعیل کے یہ اقوال یقیناً کفر ہیں اس میں کوئی شبہ نہیں مگر کافر و مرتد جب اپنے کفر و ارتداد سے توبہ کر لیتا ہے تو بعد توبہ اس کو کافر نہیں کہا جاسکتا مگر اس کا قول بعد توبہ بھی کفر ہی رہے گا۔ مولوی اسماعیل صاحب کی توبہ چونکہ مشہور ہوئی تھی اگرچہ اس کا ثبوت اس درجہ نہیں کہ مفید یقین ہو۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ کی یہ کمال احتیاط ہے کہ اس شبہ سے بھی اسماعیل کو کافر کہنے سے کف لسان فرمایا مگر اس کے یہ قول چونکہ کفر ہیں اس لئے ان اقوال پر حکم کفر دیا اس میں تناقص سمجھنا دیوبندیوں کی جہالت کی دلیل ہے۔

کاشش قاضی صاحب بھی اپنے کفر و ارتداد سے توبہ کر لیتے۔ یا کم از کم مولوی مرتضیٰ حسن مولوی حسین احمد وغیرہ دیوبندی ان کی طرف سے توبہ مشہور کر دیتے تو یقیناً اعلیٰ حضرت قدس سرہ بلکہ تمام اہل سنت میں سے کوئی بھی قاضی صاحب کو کافر و مرتد نہ کہتا مگر قاضی صاحب اپنے کفر و ارتداد پر ایسے اڑے اور اپنے تقان پر ایسے جمے کہ ارتدان نے مجتہد اور آپ لوگ اسی حالت میں ان پر ایسے چڑھے کہ ان کو اپنا پیشوا حکیم الامت مانتے ہو بلکہ ان پر بے داری میں درود بچتے ہو۔ پھر آپ تمام دیوبندی اس اجماعی مسئلہ سے (کہ جو شخص اعلیٰ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان پاک میں ادنے گستاخی کرے یا اس کے کفر و عذاب ابدی میں شک کرے وہ بھی ایسا ہی کافر ہے) کون ہوئے کہو ہوتے کون کافر و مرتد ہی ہوتے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

**دیوبندیوں کی شرک فروشی** ۲۷۔ وہابی خواہ بخدی ہوں جو میں کہ فناء فی الکفر و الشرک کا مرتبہ رکھتے ہیں جس چیز پر ان کی نظر پڑتی

ہے شرک و کفر ہی نظر آتا ہے مسلمانوں کے جس فعل کو دیکھتے ہیں شرک و کفر کہتے ہیں۔ کافر و مشرک بھی مسلمانوں کو کافر و مشرک نہیں سمجھتے مگر دیوبندیوں کی یہ حالت ہے کہ نہ صرف مسلمان بلکہ ہر ہمزگار متقی مسلمان کو بھی مشرک کہتے ہیں۔ تقویت الایمان میں ہے فاسق مومن ہزار درجہ بہتر سے متقی مشرک سے مسلمانوں غور کرو، دیوبندیوں کے نزدیک متقی بھی مشرک ہے حقیقت یہ ہے کہ وہابی دیوبندی اپنے عقیدے سے مجبور ہیں۔ ان کا عقیدہ ہے کہ فرقہ وہابیہ کے علاوہ ساری دنیا کے مسلمان مشرک ہیں۔ ان کا قتل مباح ہے جس کی تفصیل ۱۳ میں شامی حوالہ سے گزری۔ مگر ہندوستان میں چونکہ ان کی حکومت نہیں نہ اہل سنت کے مقابلہ کی تاب و طاقت اس لئے قتل سے مجبور ہیں مگر عقیدہ وہی ہے مسلمانان اہل سنت کو کافر و مشرک سمجھتے ہیں اپنی تحریر تقریر میں اس کا اظہار کرتے ہیں۔

المصباح الجدید کے اس ممبر میں قاضی تکیفر کی ذرا سی جھلک دکھلائی ہے۔ یہ بتایا ہے کہ مولوی اشرف علی صاحب قاضی نے اپنی کتاب ہشتی زیور میں لکھا ہے

کفر و شرک کی باتوں کا بیان اسی میں ہے کہ کسی کو دور سے پکارنا اور یہ سمجھنا کہ اسے خبر ہوگئی یا کسی سے مراد میں مانگنا کسی کے سامنے جھکنا یا سہرا باندھنا ۱۔ علی بخش حسین بخش عبداللہ وغیرہ نام رکھنا ۲۔ یوں کہنا کہ خدا اور رسول چاہے گا تو فانا کام ہو جائے گا (بہشتی زیور حصہ اول) جب یہ باتیں کفر و شرک ہوتیں تو ان کے کرنے والے قاضی صاحب کے نزدیک کافر و مشرک ہوتے۔ یعنی جہاں کسی نے دور سے کسی کو پکارا اور یہ سمجھا کہ اسے خبر ہوگئی یا کسی امتی نے دور سے کہا یا رسول اللہ یا نبی اللہ اور یہ سمجھا کہ باذنہ تعالیٰ حضور کو خبر ہوگئی پس وہ کافر و مشرک ہو گیا جس نے کسی نبی یا ولی سے اللہ کی دی ہوئی قدرت



کی بہت پر مراد مانگی۔ کافر مشرک ہوا جو کسی کے سامنے جھکا خواہ استاد ہو یا پیر  
کافر مشرک ہوا۔ سہرا باندھنا کافر و مشرک علی بخش حسین بخش عبداللہی وغیرہ یعنی محمد بخش  
بنی بخش پیر بخش نام رکھا کافر مشرک۔ یوں کہنا کہ خدا اور رسول چاہے گا تو فلانا کام ہو  
جائے گا کافر مشرک۔ تقاضی صاحب کے اس معیار سے مسلمانوں کو جانچا جائے  
تو کم از کم پانچاؤسے فیصدی مسلمان کافر و مشرک ٹھہرتے ہیں تقاضی صاحب کا یہ  
بہشتی زیور ہے یا کفر و شرک کی مٹین۔

دیوبندی رہبر نے اس کا جواب دیا کہ ان چھ باتوں میں پہلی تین یعنی کسی  
کو دور سے پکارنا اور یہ سمجھنا کہ اسے خبر ہو گئی۔ اور کسی سے مراد مانگنا اور کسی  
کے سامنے جھکنا یہ سب شرک حقیقی ہیں ان کے کرنے سے آدمی بیشک مشرک  
ہو جاتا ہے اور بعد کی تین یعنی سہرا باندھنا اور علی بخش عبداللہی وغیرہ نام رکھنا۔  
یوں کہنا کہ خدا اور رسول اگر چاہے گا تو فلانا کام ہو جائے گا یہ شرک حقیقی نہیں مگر  
مومن مشرک ضرور ہیں اور کفار کی رسم ہیں۔ اسی فرق کے لیے مکمل اڈیشنوں میں یہ  
حاشیہ لکھ دیا ہے یعنی ان باتوں کا بیان جن کو کفر و شرک کے ساتھ ایک قسم کا خاص  
تعلق ہے خواہ اس وجہ سے کہ موجب شرک و کفر ہیں یا اس وجہ سے کہ رسوم و  
اوضاع کفار و مشرکین سے ہیں یا اس وجہ سے کہ مومن کفر و شرک میں یا اس وجہ  
سے کہ مفسی الی الشرک ہیں اس سے ظاہر ہے کہ اس میں وہ چیزیں بھی درکی  
جائیں گی جو مومن شرک یا مفسی الی الشرک یا کفار و مشرکین کے اطوار سے ملتی  
جکتی ہیں ایسی حالت میں معترض صاحب کا بہشتی زیور کی اس عبارت پر اعتراض  
کرنا اور حاشیہ کے نوٹ سے آنکھیں بند کر جانا انتہائی شرمناک بدنیاتی ہے۔  
مقام الحدید لفظاً ص ۶۵، ۶۶۔

اس دیوبندی تہذیب سے مشرف ہوتے ہی رہبر صاحب کو فوراً یاد آیا  
کہ مدتوں تک بہشتی زیور مختلف مطالع میں چھپتی رہی ہے مگر کبھی بھی اس پر یہ

حاشیہ نہ چڑھا میسویں برس کے بعد جب تقاضی صاحب پر وحی نازل ہوئی  
تو شاید کسی اڈیشن میں یہ حاشیہ لکھ دیا ہو ورنہ اب بھی ہر جگہ بغیر حاشیہ کے ہی ہے  
لہذا دوسری چال چلی کہ باعترض اگر بہشتی زیور کا یہ حاشیہ نہ بھی ہوتا تب بھی  
اعتراض کا حق نہ تھا سمجھ لینا چاہیے تھا کہ بعد کی تین چیزوں کو تقلیداً و تشدیداً  
کفر و شرک کے بیان میں لکھ دیا ہے کیونکہ اللہ و رسول نے بھی بعض گناہوں  
پر تقلیداً و تشدیداً کفر و شرک کا حکم دیا ہے۔ مقام الحدید ص ۶۵ (پھر ہی تقاضی  
کیوں نہ دیں گے اور وہ بھی بہشتی زیور میں) دیوبندیوں کا یہی طریقہ ہے کہ پہلے  
تو خوب دل کھول کر اپنے عقائد باطلہ کا اظہار کرتے ہیں جب مواخذہ ہوتا  
ہے تو گلیاں بھانکتے ہیں پچرپں لگاتے ہیں۔ مرادیں بدلا کرتے ہیں تقاضی صاحب  
کی بہشتی زیور پر یہ حاشیہ کی بچہ کاری سخت جہالت اور انتہائی حماقت ہے کیونکہ  
ہر بیان کے لیے علیحدہ علیحدہ عنوان قائم کئے ہیں کفر و شرک کی باتوں کے  
بیان کے بعد ہی دوسرا عنوان (بدعتوں اور بُری رسموں اور باتوں کا بیان) مستقل  
انگ قائم کیا ہے اور اس میں قبروں کو طواف اور سجدہ کرنا جہنڈوں  
کی رسمیں کرنا شمار کیا ہے لہذا اگر علی بخش و عبداللہی وغیرہ نام رکھنا اور یوں کہنا  
کہ خدا اور رسول چاہے گا تو فلانا کام ہو جائے گا۔ شرک و کفر نہ تھا صرف مومن  
شرک یا کفار کے اطوار سے ملتا ہوا تھا تو قبر کو سجدہ کرنے اور کفار کی رسمیں  
کرنے کی طرح اس کو بھی اسی دوسرے عنوان میں بیان کرتے پہے عنوان  
پر حاشیہ چھ معنی دار و لہذا حاشیہ حماقت و جہالت نہیں تو تقاضی صاحب  
پر وحی ثانی ضرور ہے۔

رہبر صاحب کا یہ عذر ٹنگ کہ ان تین چیزوں کو تشدیداً و تقلیداً کفر  
و شرک میں شمار کیا ہے فی الحقیقت کفر و شرک نہیں غالباً یہ عذر تقاضی صاحب  
کی بلا اجازت ہے اس لیے کہ عرف عام میں کفر و شرک کا اطلاق کفر و شرک



حقیقی ہی پر ہوتا ہے لہذا جب کسی چیز کو کفر و شرک کہا جائے گا تو عوام اس کو  
مزد کفر و شرک حقیقی ہی سمجھیں گے اور تقاضی صاحب نے تو بہشتی زیور و عورتوں  
بچوں لڑکیوں کے لیے مخصوص کیا ہے لہذا اس مخاطب سے تقاضی صاحب  
نے خود معین کر دیا کہ اس بیان میں حتمی باتیں ہیں خواہ تین پہلی ہوں یا تین پھلی  
سب کفر و شرک حقیقی ہیں کیونکہ تقاضی صاحب کو کتبہ الناس غلط فہم  
عقولہم یا دوسرے یعنی لوگوں کی سمجھ کے مطابق ان سے کلام کر دیکھ تقاضی صاحب  
اس حدیث کی اجازت کیسے دیں گے لہذا تشدید و تغلیظ کا بہانا اور پھلی پہلی کا  
کا تفرقہ مردود ہوا۔ اور اگلی پھلی سب باتوں کا حکم ایک ہی ہوا اور ان کے  
کرنیوالے تقاضی صاحب کے نزدیک کافر و شرک ہی ہوتے اس تقاضی  
کفری شیعین سے پانچ فیصدی مسلمان بھی کفر و شرک سے نہ بچے العباد باللہ  
اس مردود و تفرقہ کے بعد رہبر صاحب کہتے ہیں کسی کو دور سے پکارنا  
اور یہ سمجھنا کہ اس کو خبر ہو گئی کسی سے مرادیں مانگنا کسی کے سامنے جھکنا یہ  
تینوں چیزیں فی الحقیقت شرک ہیں اور تینوں کو مہر و ارشاد شرک ثابت کرتے ہیں  
اول کے ثبوت میں حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا قول  
پیش کیا۔

وانشیاء و مرسلین علیہم السلام را لوازم الوہیت از علم غیب شنیدن  
فریاد ہر کس دہر جا و قدرت بر جمیع مقدورات ثابت کند۔

ترجمہ انبیاء و مرسلین علیہم السلام کے لیے لوازم الوہیت علم غیب اور  
ہر شخص کی فریاد ہر جگہ سے سنا اور تمام مقدورات پر قدرت ثابت کرے۔  
اس پر کہا کہ شاہ صاحب کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ ہر شخص کی فریاد کو  
ہر جگہ سے سنا یہ لوازم الوہیت میں سے ہے۔ مقام الحدید ص ۶۶۔

بزرگان دین کی عبارتوں سے دھوکہ دینا دیوبندیوں کا پرانا طریقہ ہے

اول نوشتہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ جن اوصاف کو لوازم الوہیت سے تحریر  
فرماتے ہیں وہ یقیناً ذاتی ہیں اس لیے کہ وصف عطائی کا ثبوت ہی خداوند قدوس  
کے لیے محال ہے چہ جائیکہ اس کی ذات پاک کو لازم ہو لہذا علم غیب ذاتی اور  
سنا اور ذاتی ہی مراد ہوا انبیاء و مرسلین علیہم السلام سے اسی کی نفی ہوئی لہذا اگر  
خداوند قدوس اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر شخص کی فریاد ہر جگہ سے اپنے  
ارادے اور اختیار سے سنا دے تو یہ کیونکر شرک ہوا کیا دیوبندیوں کے نزدیک  
یہ بھی لوازم الوہیت سے ہے۔ دماوند اللہ حق قدرہ حق ہے۔

نیز عبارت مذکورہ میں فریاد سنا اور وہ بھی ہر شخص کی وہ بھی ہر جگہ سے  
ہے اور بہشتی زیور میں کسی کو دور سے پکارنا اور یہ سمجھنا کہ اسے خبر ہو گئی اس  
کو شرک حقیقی کہتا ہے اسی کے قائل کو کافر و شرک بتایا ہے جو بالعموم ہر اس شخص  
کو شامل ہے جو کسی کو دور سے پکارے اور یہ سمجھے کہ اس کو خبر ہو گئی خواہ فریاد  
کرے یا نہ کرے خواہ یہ سمجھے کہ میرے اکیلے ہی کی بات سن لی اسی طرح دور  
سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یا رسول اللہ یا نبی اللہ کہہ کر پکارے تو قطعاً  
شامل ہے اس کو شاہ صاحب کے قول سے کیا تعلق یہ تو تقاضی صاحب نے  
مسلمانان اہل سنت پر کفری مشین چلائی ہے وہی اپنے آقا کو یا رسول اللہ  
یا نبی اللہ کہہ کر پکارا کرتے ہیں مگر ہم اس موقع پر ذرا اقوال صحابہ رضی اللہ عنہم  
پر بھی نظر کریں دیکھیں تو اس کفری مشین کا رخ صحابہ کی طرف تو نہیں ہو گیا۔  
حضرت ساریہ سپہ سالار مقام نہادند میں ایک مہینہ سے زیادہ کی مسافت پر  
تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو اتنی دور مدینہ طیبہ سے پکارا اور یہ سمجھا  
کہ ان کو خبر ہو گئی جیسی تو فرمایا یا ساریہ الجبل۔ اسے ساریہ پہاڑ کی طرف  
متوجہ ہوا لہذا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ پر جی یہ تقاضی نشانہ کار گر ہوا اور  
یہیں تک بس نہیں تمام مجاہدین صحابہ اسی زدیں ہیں۔ امام واقدی اپنے



مغاری اور ابن سہید اپنے طبقات میں تحریر فرماتے ہیں کہ ان شعائر الصحابۃ رضی اللہ عنہم فی حدود یا احمداء یا احمداء صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا شمار تھا کہ وہ اپنی لڑائیوں میں اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو یا رسول اللہ یا نبی اللہ کہہ کر پکارا کرتے تھے لہذا سب اسی زود میں ہوئے اور کیوں نہ ہوں۔ صحابہ کرام کے علام اہل سنت انہیں کا واسن پکڑے ہوئے ہیں انہیں کے قدم بہ قدم ہیں لہذا جن افعال کی بنا پر اہل سنت کو کافر و مشرک کہا جائے گا وہ وہی افعال ہونگے جو صحابہ کرام سے ثابت ہیں لہذا دیوبندیوں کا کفر و شرک صحابہ کرام پر ہی ضرور پہنچے گا۔ رہبر صاحب اس کے بعد کسی سے مراد مانگنا۔ مشرک حقیقی ثابت کرتے ہیں کہتے ہیں ایلے ہی اللہ کے سوا کسی دوسرے کو مستقل حاجت روا سمجھنا اور اس بنا پر اس سے مرادیں مانگنا بھی شرک ہے۔ مقام الحدید ص ۶۶

اس پر کچھ عبارتیں نقل کی ہیں مگر یہ دیوبندی مکاری اور فریب کاری ہے اللہ کے سوا کسی دوسرے کو مستقل حاجت روا سمجھنا یقیناً شرک ہے اس پر عبارتیں نقل کرنے کی کیا حاجت ہے یہ تو تمام مسلمانوں کا عقیدہ ہے۔ مگر بہشتی زیوریں تو کسی سے مرادیں مانگنا عام ہے مستقل حاجت روا سمجھنے کی قید نہیں مستقل حاجت روا سمجھنا یا حسد کی دی ہوئی قدرت مانے۔ دونوں صورتوں کو شامل ہے۔ ایسی پچر کاری اگر ہے تو مرادیں مانگنے کی کیا تخصیص ہے۔ بی بی سے روئی اور پانی مانگنا دیوبند کے مدرسہ کے لیے چند مانگنا بھی شرک حقیقی ہوا۔ کیا علما دیوبند کے نزدیک کسی کو مستقل حاجت روا سمجھ کر چندہ مانگنا شرک حقیقی نہیں ہے۔ مستقل حاجت روا سمجھنے کا مسلمانوں پر اتہام ہے مسلمان انبیاء و اولیاء سے جو مرادیں مانگتے ہیں تو ان کو مستقل حاجت روا برگز نہیں سمجھتے بلکہ اللہ کی دی ہوئی قدرت مانتے ہیں اور دیوبندیوں کے ایمان میں اسی کو شرک لکھا ہے۔ ملاحظہ ہو

پھر خواہ یوں سمجھ کر ان کاموں کی طاقت ان کو خود بخود ہے یا یوں سمجھ کر اللہ نے ان کو ایسی طاقت بخشی ہے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔ تقویت الایمان ص ۷ دیوبندیوں آٹھیں کھول کر تقویت الایمان کو دیکھو حسد کی دی ہوئی طاقت ماننا بھی شرک لکھا ہے یعنی جو مسلمان اللہ کی دی ہوئی قدرت مان کر انبیاء و اولیاء سے مرادیں مانگتے ہیں ان سب پر کفر و شرک کی بارش ہے اور شرک بھی رہبر صاحب کا تسلیم کردہ حقیقی پھر اس کے خلاف بہشتی زیور کی عبارت کا مطلب کیسے گڑھتے ہو کیا تقویت الایمان سے توبہ کرنی ہے اگر ایسا ہے تو تقاضی صاحب سے اعلان کرادو۔

تیسرے کسی کے سامنے جھکنا اس کو بھی رہبر صاحب شرک حقیقی ثابت کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ایسے ہی جذبہ عبودیت کے ماتحت کسی کے سامنے جھکنا یہ بھی شرک ہے کیونکہ عبودیت محض عبودیت حقیقی کا حق ہے۔ مقام الحدید ص ۶۷ دیوبندیوں اکبھی تو خدا لگتی کہ وہ کیا بہشتی زیوریں جذبہ عبودیت کے ماتحت کی قید ہے۔ کیا تقاضی صاحب نے یہ لکھا ہے کہ عبادت کے لیے کسی کے سامنے جھکنا اگر ہے تو کہاں اور اگر نہیں تو جذبہ عبودیت کو ہر سے آیا۔ ایسے دم چھلے گا کہ تو ہر فعل شرک ہو جائے گا کیا جذبہ عبودیت کے ماتحت کسی کے سامنے کھڑا ہونا شرک نہیں، بیٹھا شرک نہیں، لیٹنا شرک نہیں کیا یہ سب افعال تمہارے نزدیک جذبہ عبودیت کے ماتحت ایمان ہیں اگر ہیں تو تقاضی صاحب سے فتوے شائع کرادو۔ اگر نہیں تو صرف جھکنے کی تخصیص کیوں، ذرا تو شرماء اور سنی مسلمانوں کو مشرک کا فرمانے سے باز آؤ۔

رہبر صاحب نے اس لمبر میں بھی "آنچہ انسان ی کند بوزیرہ نیز کے ماتحت نقالی کی ہے اور دیوبندی تہذیب کے خوب جوہر دکھاتے ہیں کہتے ہیں۔ معترض صاحب اس دشمن اسلام کے منہ میں لگام دیں جو حضرات علما دیوبند و علما



زودۃ المسلما کے متعلق اپنی بیسیوں تحریروں میں یہ لکھ گیا ہے۔ یہ سب کافران کے کفر ہیں۔ جو شک کرے وہ بھی کافر پھر جو اس شک کرنے والے کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر۔ معترض صاحب بتلائیں کیا اس کفری فتوے کی رو سے ایک فیصدی بھی مسلمان رہتا ہے۔ منابع الحدید ص ۶۸۔ اس کے آگے اور بڑی چمک دار دیوبندی تہذیب ہے۔

دیوبندی اپنے مذہب سے مجبور ہیں کذب و افتراء ان کی روحانی غذا ہے۔ مکاری عیاری ان کا ایمانی نور ہے۔ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تمام علماء دیوبند و تمام علماء مذہب پر ہرگز ہرگز کفر کا فتویٰ نہیں دیا بلکہ ان چند بددین مثلاً تقانوی، گنگوہی، انبلیشی، قادیانی، مرتدین جن کے کفریات آفتاب غیور کی طرح روشن ہیں حکم قرآنی سنایا فتوے کفر دیا ان کے انہیں اقوال ملعونہ پر علماء حرمین طیبین نے بالاتفاق فتوے کفر و ارتداد دیا اور حکم شرعی سنایا کہ یہ کافر ہیں۔ جو شخص ان کے اقوال پر مطلع ہونے کے بعد ان کو کافر نہ جانے۔ ان کی حمایت کرے وہ بھی کافر ہے اور واقعی یہ حکم شرعی حق ہے البتہ جیسے ہے۔ ہر مسلمان کا اس پر عمل ضروری ہے کہ ان کے کفری قول پر مطلع ہونے کے بعد ان کو کافر جانے یوں نہیں جیسا کہ تم دجالی کرتے ہو کہ جو مسلمان محض ان مرتدین کی ظاہری صورت جیب و دستار لمبی داڑھی دیکھ کر وعظ گوئی سن کر مسلمان سمجھیں وہ بھی کافر ہیں۔ بددیوبند اعلیٰ حضرت نے یا کسی سنی عالم نے کہاں لکھا ہے کہ جو شخص ان مرتدین کے کفری اقوال سے بے خبر ہو اور ظاہری صورت دیکھ کر مسلمان سمجھے وہ بھی ایسا ہی ہے۔ وہ شخص جس کو ان کے اقوال کفریہ پر اطلاع نہیں ناواقف ہے۔ ظاہری صورت دیکھ کر مسلمان سمجھتا ہے وہ قطعاً بے قصور ہے اس کے لیے یہ حکم کسی عالم نے ہرگز ہرگز نہیں دیا۔ تم میں اگر ذرہ کے گرد ویں حصہ کے برابر بھی شرم و حیا ہے تو ثابت کر دو چونکہ تقانوی وغیرہ کے اقوال جیشہ کفر یعنی

قطعی ہیں ان اقوال پر حکم کفر ہے جو ان اقوال جیشہ سے متفق ہو اس پر حکم کفر ہے۔ لہذا کفر کی صورت یہ ہے جو تم نے اختیار کی ہے کہ حفظ الایمان، برائین مطلقہ، تحذیر الناس کی وہ کفری عبارتیں دیکھتے ہوئے جانتے ہوئے کہ واقعی ان عبارتوں میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توہین ہے پھر بھی ان خبیثا کا دامن نہیں چھوڑتے اللہ و رسول کے مقابلہ میں ان مرتدین کی حمایت کرتے ہو ایسی صورت میں تم پر حکم کفر ضرور ہے اور یہ کوئی نیا حکم نہیں اس پر تو خود دیوبندی رہبر صاحب نے نمبر ۲۶ میں اجماع نقل کیا ہے مگر اس حکم میں ناواقف مسلمانوں کو بھی اپنے ساتھ شریک کرنا یہ تہاری وجہ تالی مکاری فریب کاری ہے۔ والیہا ذبالہ لہذا اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے فتوے حسام الحرمین کی بنا پر ساری دنیا کے تمام مسلمان مسلمان ہی ہیں۔ البتہ تمہارے تقانوی، گنگوہی، انبلیشی وغیرہ ساٹھے تین مرتدین ضرور ضرور کافر ہیں۔ مگر تم ان کے کفریات پر مطلع ہو کر سمجھ کر جان کر ان کا دامن تمام کر برضاد و غیب خود بخود ان کے پیچھے جہنم میں جا رہے ہو اس میں اعلیٰ حضرت یا دوسرے علماء اہل سنت کا کیا قصور ہے مولیٰ تعالیٰ ہدایت دے

۲۸۔ دیوبندیوں کے نزدیک حضور کا علم غیب  
بچوں پاگلوں اور لوزوں جیسا ہے۔  
پیشوا مولوی اشرف علی  
صاحب تقانوی نے

اپنی کتاب حفظ الایمان میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم غیب کو جانوروں پاگلوں کے علم سے تشبیہ دی ہے جس میں حضور کی سخت توہین ہے۔ تقانوی صاحب کی وہ گندی عبارت یہ ہے۔ پھر کیے آپ ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہے تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمر و بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات



وہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔ چار سطر بعد لکھا اور اگر تمام علوم غیب مراد ہیں۔  
اس طرح کہ اس کی ایک فزوبھی خارج نہ رہے تو اس کا بطلان دلیل عقلی و نقلی  
سے ثابت ہے۔ حفظ الایمان ص ۸۰۔

اس عبارت سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین و تنقیص بالکل  
ظاہر ہوئے۔ دین و دیانت کا مقضا یہی تھا کہ توبہ کرنے سے باز  
آئے مگر سخن پروردی و شخصیت پرستی کا برا جو جس کی وجہ سے تقاضی صاحب  
اختیار الناس صلی اللہ علیہ وسلم کے عامل ہوئے اور اس کفر صریح کو ایمان بنانے کی  
فکر میں پڑ گئے۔ پچاس برس کا زمانہ گذرا خود تقاضی صاحب کو شمش کر  
رہے ہیں، ساری ذریت پٹ رہی ہے۔ و انہوں کو پسینہ آ رہا ہے مگر آج  
تک اس کفری عبارت میں کوئی بعید سے بعید پہلو بھی ایمان کا نہ نکال سکے  
رہبر صاحب بھی۔ چارے خوش عقیدگی کے مارے اسٹے بہت عجز و نکر کیا کہ کسی  
طرح یہ کفری عبارت ایمان بن جائے مگر ص ۸۰۔

این خیال است و محال است و جنوں

ناچار اپنی خوش اعتقادی کے جذبہ میں جو کچھ تقاضی صاحب اور  
ان کے اذتاب سے سنا سنا یا تھا لکھ مارا۔ کہتے ہیں کہ۔

رضا خانی امت کا یہ ایک نہایت مشہور اور پرانا افترا ہے جس کی بنیاد  
صرف اس پر ہے کہ عبارت حفظ الایمان میں ایسا علم غیب کا لفظ آیا ہے۔  
اس سے یہ مفسری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم شریف مراد لیتے ہیں۔  
اور واقعہ یہ ہے کہ اس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم مراد نہیں بلکہ  
مطلق بعض علم غیب مراد ہے۔ جیسا کہ خود حفظ الایمان کی مذکورہ بالا عبارت کا  
اول و آخر اس کی شہادت دے رہا ہے۔ نیز مصنف حفظ الایمان حضرت  
حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب بسط البیان میں اس کی تصریح فرمادی۔

ناظرین کرام حفظ الایمان کے ساتھ بسط البیان ملاحظہ فرمائیں رضا خانیوں کی افترا  
پر وازی کا حال خود بخود منکشف ہو جائے گا۔ مقاصع الحدید ص ۶۹۔

حفظ الایمان کی یہ عبارت کوئی جرمی یا فریسی پیمانی یا جاپانی زبان نہیں ہے  
جس کی مراد مطلب سمجھنے کے لئے کوئی دشواری ہو۔ تقاضی صاحب کے اشارات  
و کنایات عمدہ و پہیلیاں نہیں ہیں جو حقان پر جا کر پوچھے جائیں صاف و صریح معمولی اردو  
ہے۔ ہر اردو زبان جاننے والا اس کا مطلب و مراد بآسانی خوب سمجھتا ہے۔ کہ  
اس عبارت میں تقاضی صاحب نے علم غیب کی دو قسمیں کی ہیں بعض غیب اور  
کل غیب۔ دوسری قسم کو تو حضور کے لئے نقلاً و عقلاً باطل بتایا اور نہ کوئی حضور کے  
لئے غیر مستثنای کا قائل ہے۔ جب دوسری قسم باطل ہوگئی تو صرف پہلی قسم بعض  
علم غیب ہی رہی۔ اسی کو حضور کے لئے ثابت مانا اور وہی واقعی حضور کا علم ہے  
اسی کو کہہ کر کہا اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا  
علم غیب تو زید و عمر و بلکہ ہر مسمی و مجنوں بلکہ ہر حب لور کو بھی حاصل ہے لہذا لفظ  
ایسا علم غیب سے حضور ہی کا علم مراد ہوا اور تقاضی صاحب نے حضور ہی کے  
علم کو پاکلوں اور جانوروں کے علم سے تشبیہ دی لہذا تقاضی صاحب یا انکے  
اذتاب کا یہ کہنا کہ ایسا علم غیب سے حضور کا علم مراد نہیں بلکہ بعض مطلق علم غیب  
مراد ہے۔ یہ اس غبیث عبارت کی توجہ بہرگز نہیں ہو سکتی کیونکہ اس عبارت  
میں علم غیب کی صرف دو ہی قسمیں ہیں بعض غیب اور کل غیب۔ یہ تیسری قسم  
مطلق بعض علم غیب کس تقاضی سے آگئی جو حفظ الایمان چھپنے کے بیسویں برس بعد  
تقاضی مراد بتائی جاتی ہے۔ عبارت میں تو اب تک یہی کہیں اس کا نام و نشان  
نہیں لہذا تقاضی صاحب مطلق بعض علم غیب مراد لینے میں ”چہ ولا درست و  
زور سے کہ کف چراغ وارد کے مصداق میں یہ تقاضی چوری اور اس پر  
سینہ زوری ہے۔ کیونکہ اس عبارت کا اول و آخر ہی نہیں بلکہ پوری عبارت



یہی شہادت دے رہی ہے کہ ایسا علم غیب سے مراد حضور ہی کا علم غیب ہے اس لئے کہ شہادہ ہی میں ہے۔ پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا۔ جب حضور کی ذات پر علم غیب کا حکم کرنے میں کلام ہے تو علم غیب ہی حضور ہی کا مراد ہوا۔ پھر تقاضی صاحب نے زید سے پوچھا تو کس کے علم غیب کو حضور ہی کے اور کہا بقول زید اگر صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس علم غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل۔ تقاضی صاحب نے اپنے اذتاب کے بتائیں کہ اس عبارت میں زید سے کس کا علم پوچھا ہے اپنا یا اپنے اذتاب کا یا زید کا کہو کسی کا نہیں صرف حضور ہی کا علم غیب دریافت کیا ہے لہذا حضور ہی کے علم کی دو قسمیں ہیں۔ بعض غیب یا کل غیب کل غیب تو خود ہی عقل و نقلاً باطل کر دیا۔ اب رہ گیا بعض غیب تو یہ بعض کس کا علم رہا۔ تقاضی صاحب کا یا اذتاب کا زید کا کہو کسی کا نہیں ان سے کیا تعلق ان کا علم غیب دریافت ہی کب کیا تھا۔ دریافت تو صرف حضور کا علم غیب کیا تھا اسی کی دو قسمیں کی ہیں لہذا بعض علم غیب سے حضور ہی کا علم غیب مراد ہوا اسی کو تقاضی صاحب فرماتے ہیں اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور ہی کیا تخصیص ہے۔ اس عبارت میں بعض علوم غیبیہ سے کس کا علم غیب مراد لیا ہے تقاضی صاحب کا یا اذتاب کا یا زید کا کہو کسی کا نہیں صرف حضور ہی کا علم غیب مراد ہے لہذا حضور ہی کے علم غیب کو کہا۔ اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید عمر و بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کو بھی حاصل ہے لہذا اب لفظ ایسا علم غیب سے نہ تقاضی کا علم غیب مراد ہو سکتا ہے نہ اذتاب کا نہ زید کا بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم غیب مراد ہوا اور اسی کو پاگوں جانوروں کی طرح بتایا، لہذا اول سے آخر تک پوری عبارت نے شہادت دی کہ لفظ ایسا علم غیب سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا علم غیب ہے۔ اور

تقاضی صاحب نے حضور ہی کے علم غیب کو پاگوں، جانوروں کا سنا بتایا جس میں حضور کی سنت ترین قرین ہے اور یہ کفر خاص ہے اور تقاضی صاحب اپنے اس کفری قول کی بنا پر کافر مرتد ہو گئے باوجود اس کے تقاضی صاحب کا اپنی بسط البیان میں یہ کھٹنا یہ غیث مضمون میں نے کسی کتاب میں نہیں لکھا اور لکھنا تو درکنار میرے قلب میں بھی اس مضمون کا خطرہ نہیں گزرا اور جو شخص ایسا عقیدہ رکھے۔ یا بلا اعتقاد مراستہ یا اشارۃً یہ بات کہے میں اس کو خارج از اسلام سمجھتا ہوں کیونکہ وہ منکذب کرتا ہے۔ بعض قطعہ کی اور تنقیص کرتا ہے۔ حضور سرور کائنات محمد بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ یہ تقاضی صاحب کا سفید جھوٹ اور اقراری کفر اور خود اپنے اوپر کفر کا فتوے دینا ہے کیونکہ تقاضی صاحب کی حفظ الایمان میں وہ عبارت اب تک موجود ہے جس کو بسط البیان میں کفر کہتے ہیں۔ جس سے مراستہ حضور کی توہین ثابت ہے اب تک اس نے توہین نہیں کی تو بسط البیان میں صرف یہ لکھ دینا کہ میں ایسا کہنے والے کو خارج از اسلام سمجھتا ہوں۔ کیا اس سے وہ توہین رسول کریم بن جانے کی۔ یا یہ قول توہین کر اس جرم توہین کو دفع کر دینا۔ اگر ایسا ہے تو ہمیں بھی اجازت ملے کہ تقاضی صاحب کو خوب کھری کھری خوب بھری بھری سنائیں جب اذتاب تمکلاتیں تو کہہ دیں کہ میں ایسا کہنے والے کو بہت برا سمجھتا ہوں اور پھر وہی کھری کھری خوب بھری بھری سنائیں۔ کیا اس کے لئے امت تقاضی تیار ہے اگر ہے تو تقاضی صاحب سے اعلان کرا دے۔ اور اگر نہیں تو حضور کی شان میں ایسی صریح گستاخی کے باوجود تقاضی صاحب کا حرف یہ لکھ دینا کہ میں ایسا کہنے والے کو خارج از اسلام سمجھتا ہوں۔ کس طرح کا فی ہو سکتا ہے اور وہ حفظ الایمان کا کفر کیوں کفر ہو سکتا ہے اور اگر دیوبندیوں کے نزدیک بعد میں اتنا کہہ دینے سے توہین نہیں ہوتی تو کم از کم مولوی شکر اللہ صاحب



مبارکپوری تقاضی صاحب کو صرف وہی حفظ الایمان کے الفاظ کہنے پر کیلئے تیار ہو جائیں  
کہ پھر یہ کہ تقاضی صاحب کی ذات بابرکات پر علم کا حکم کیا جانا بقول منظور اگر صحیح ہو  
تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس علم سے مراد بعض علم ہے یا کل اگر بعض علوم  
مراد ہیں تو اس میں تقاضی صاحب کی کیا تخصیص ہے ایسا علم تو زید و عمرو بلکہ ہر  
جسمی و معنوی بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے کیونکہ ہر شخص کو کسی  
نہ کسی ایک بات کا علم ہوتا ہے۔ اگر اس پر تقاضی صاحب کا اعتبار ہوا کوئی  
دیوبندی تلمذائے تمولوی شکر اللہ صاحب فوراً اس سے کہہ دیں کہ مفتری  
ہے۔ ایسا علم سے تقاضی صاحب کا علم شریف مراد لیتا ہے۔ ایسا علم سے  
مراد تقاضی صاحب کا علم ہرگز نہیں بلکہ مطلق بعض علم مراد ہے عبارت کا اول  
و آخر اس پر دلیل ہے یہ بھی کہہ دیں کہ میں ایسا کہنے والے کو امت تقاضیہ  
سے خارج سمجھتا ہوں اور بھی جس قدر توجہیں حفظ الایمان کی عبارت میں  
دیوبندی کرتے ہیں وہ سب اس میں جاری ہیں تو کیا مولوی شکر اللہ صاحب  
اس کے لئے تیار ہیں اور چھوڑ کر شائع کر سکتے ہیں۔ عا شا و کلا یہ تو خواب میں  
بھی نہ کر سکیں گے کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ اگر ایسا کیا تو تقاضی صاحب کی شان  
میں گستاخی ہوگی۔ رہا یہ سوال کہ پھر وہی عبارت وہی لفظ حضور کی شان میں گستاخی  
کیوں نہیں۔ تو یہ تقاضی عقیقت کا نشہ اور محمدی عداوت کا خمار ہے جس میں  
یہ سوچتا ہی نہیں کہ جو الفاظ صاحب نے حضور کے لئے استعمال کئے ہیں بعینہ  
وہی الفاظ تقاضی صاحب کے لئے بولنا گستاخی ہے تو حضور کے لئے گستاخی  
کیوں نہیں کیا تقاضی صاحب کی شان حضور سے بڑھی ہوئی ہے۔

دیوبندیوں! آنکھیں کھولو اللہ و رسول کے گستاخوں کا دامن چھوڑو تو بہ  
کا دروازہ کھلا ہوا ہے۔ زندگی میں بہت ہے باز آؤ تو بہ کرد۔ اگر تم واقعی تقاضی  
صاحب کے پیرو خواہ ہو تو ان سے بھی تو بہ کرلو ورنہ یاد رکھو پھٹکا کہ کہا کر دے گے

فَتَبَرَّأْنَا مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّأْنَا. اور لا حاصل ہوگا۔ کچھ بھی نہ سنا جائے گا۔  
مسلمان! خورے سنو اللہ رب العزت نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو  
علم غیب عطا فرمایا اور اتنا دیا کہ حسب تصریح سلف صالحین آپ پر غیب کے دروازے  
کھول دیئے مگر پھر بھی صحیح یہ ہے کہ حضور کو عالم الغیب نہ کہنا چاہیئے اگرچہ آپ کی  
ذات میں اس لفظ کے معنی متحقق ہیں لیکن بعض الفاظ کی خصوصیت ہوتی ہے۔ جس  
طرح لفظ رحمن جس کے معنی یہ ہیں (مہربان نہایت رحم والا) اس کا اطلاق حضور  
پر جائز نہیں اگرچہ حضور بلاشبہ بہت رحم والے ہیں اسی وجہ سے آپ کو قرآن مجید  
میں دو دفع درحیمہ ورحمۃ اللعالمین فرمایا ہے مگر لفظی خصوصیت کی بنا پر حضور کو  
رحمن نہیں کہا جاتا اسی طرح عالم الغیب بھی نہ کہنا چاہیئے۔

مگر حضور کی ذات مقدمہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا حضور کو عالم الغیب  
کہنے میں منحصر نہیں ہے۔ علم غیب کے حکم کی اور بہت سی صورتیں ہیں یوں کہو کہ  
حضور کو اللہ تعالیٰ نے علم غیب عطا فرمایا۔ حضور بعبطائے الہی غیب کے  
عالم ہیں حضور کو اللہ کا دیا علم غیب ہے۔ وحیرہ و حیرہ۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد کا خلاصہ یہی ہے مگر تقاضی  
صاحب تو علم غیب کے حکم ہی کو رد کر رہے ہیں آپ کی ذات مقدمہ پر علم غیب کا  
حکم کیا جانا ہی صحیح نہیں مانتے پہلی دلیل میں بھی علم غیب کے اطلاق کو مبہم و مشکوک  
بتایا اور کہا بلا قرینہ مخلوق پر علم غیب کا اطلاق مبہم و مشکوک ہونے کی وجہ سے ممنوع  
و ناجائز ہوگا۔ اس تقاضی اندھا دھند کو اعلیٰ حضرت کے فرمان سے کیا نسبت چہ  
نسبت خاک را با عالم پاک۔ لہذا رہبر صاحب کی تمام دجالی افراط پر دازی معہ  
حاشیہ ص ۶۹ کا فوز ہوئی۔

علاوہ ازیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب کہنا مکروہ ہو یا نہ ہو جائز ہو یا نہ  
ہو مگر حفظ الایمان کی اس کفری عبارت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین یقینی



قطعی حتمی جزوی بہر حال ہے۔

کیونکہ اہل قول اس عبارت میں عالم الغیب کا ذکر ہی نہیں علم غیب کے اطلاق کو رد کیا ہے اور اگر غیب کو دور کر کے صرف علم ہی کو رکھا جائے۔ جب بھی یقیناً توہین ہے اسی نے تو مولوی شکر اللہ صاحب تقاضوی صاحب کے لئے وہ عبارت جس میں صرف علم ہی سے جہنم کے لئے تیار نہیں وہ جانتے ہیں کہ حفظ الایمان کی اس کفری عبارت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین یقینی قطعی جزوی ہے ایسی کہ بعید سے بعید الجسے البعدی کوئی پہلو ایمان کا نہیں حد ہے کہ خود تقاضوی صاحب پچاس برس میں کوئی ایمانی پہلو بتا سکے بہت کوششوں اور بڑی چال بازیوں سے عقیدتین کی اشک ثنوی کے لئے بسط اقبان اور کچھ مذہبی حرکتیں کی ہیں۔ احوال السنان و واقعات السنان و جزوہ تصانیف علمائے اہل سنت نے اس تقاضوی دجالی، مکاری فریب کاری کا وہ پردہ چاک کیا کہ قسم تک لگا نہ چھوڑا اور ثابت کر دیا کہ بسط النہان میں تقاضوی صاحب نے اپنے کفر پر خود جبر پٹی کر دی ہے لہذا ناظرین کرام احوال السنان و واقعات السنان مصنفہ حضرت مفتی اعظم مولانا شاہ فیصلہ رضا خان صاحب بریلوی مدظلہ ضرور ملاحظہ فرمائیں۔ دیوبندی بھی بنظر انصاف دیکھیں تو ہدایت پائیں۔ یہ دو کتابیں ہیں جنہوں نے وہن تقاضوی پر مہر سکوت لگا دی اور تقاضوی صاحب کو جمال و مزون نہ رہی۔ اس کے بعد اذ ناب بھی اچھلے اور بڑی بڑی کوششیں کیں اس کفری عبارت کو ایمان بنانے میں سخت سخت مہنتیں اٹھائیں۔ مولوی حسین احمد صاحب صدر دیوبند مولوی مرتضیٰ حسن صاحب درہنگی۔ مولوی عبد الستار صاحب ڈاکوڑی۔ مولوی منظور سیالوی نے اس کفری عبارت کی بڑی بڑی پر خرب تائیں کیں مگر چاروں کی جان توڑ کوشش کا نتیجہ مولوی اشرف علی صاحب کے کفر پر خود انہیں کا اتفاق و اجماع مرکب نکلا کیونکہ ان چاروں میں سے ہر ایک دوسرے کی تائید کو کفر کہتا ہے جس کا لازمی نتیجہ ہے کہ چاروں کے قول

سے تقاضوی صاحب کا فرد مرتد میں جس کی تفصیل رسالہ موت کا پیغام دیوبندی مولویوں کے نام مصنفہ حضرت مولانا ابوالمنصور محمد سرور احمد صاحب قبلہ مدظلہ صدر المدرسین دارالعلوم اہل سنت مظہر اسلام بریلی میں مذکور ہے۔ ناظرین رسالہ ہذا کو ضرور ملاحظہ فرمائیں۔ دیوبندی بھی دیکھیں عجب نہیں کہ ہدایت پائیں۔ واللہ العادی الی سبیل الرشاد۔

دیوبندیوں کے نزدیک امتی  
اعمال میں نبی سے بڑھ جاتے ہیں

۱۹۔ علمائے دیوبند انبیاء علیہم السلام کی تحقیق شان کے اس قدر عادی ہیں کہ جہاں دیکھتے کمالات انبیاء کو گھٹاتے ہیں۔ مولوی اشرف علی صاحب نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کو چانوڑوں پاگوں کی طرح کہا جس کی تفصیل ۲۰ میں گزری۔ رہی علمی فضیلت اس کو مولوی قاسم صاحب نانوتوی نے ختم کر دیا۔ صاف کہہ دیا کہ انبیاء اپنی امت سے ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں باقی رہا عمل اس میں بسا اوقات بظاہر امتی مساوی ہو جاتے ہیں بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔ تجزیہ الناس ص ۵۔

تقاضوی صاحب نے حضور کو علم میں گھسایا تو تقاضوی صاحب نے عمل میں گھسایا لہذا دونوں فضیلتیں ختم ہو گئی۔ المصباح الجدید کا یہی اعتراض ہے مگر صاحب نے اس کا جواب دیا کہ عبارت میں بظاہر کا لفظ ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ امتی کا عمل میں ہی کے برابر ہو جانا یا بڑھ جانا صرف ظاہری نظر میں ہوتا ہے حقیقت میں نہیں۔ ہمارے علماء کرام تصریح فرماتے ہیں کہ مصنفین کے کام میں مہموم فی لاف معتبر ہوتا ہے چنانچہ شامی میں ہے۔ مہموم التفتیح حجتہ۔ متاع الجدید ص ۴۷۔ دیوبندی چال کا کہیں ٹھکانا ہے ایک ایک چال میں دودھ چال بازیوں ہیں۔ پہلی چال بازی تو لفظ بظاہر سے یہ پردہ ڈالنا ہے کہ حقیقت میں برابر ہونا اور بڑھنا مراد نہیں۔ دوسری جعل سازی یہ کہ علامہ شامی کو اپنے علم میں شمار کر لیا۔



اس سے علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ کی روح کو کس قدر تکلیف ہوتی ہوگی دیوبندی  
 مجذبی پرست اپنی پابلازی سے سنی بننا چاہتے ہیں یہ خبر نہیں کہ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ  
 نے مجذبی اور مجذبی پرستوں کے جو اس کام بیان فرماتے ہیں ان سے ظاہر ہے کہ  
 مجذبی اور مجذبی پرست علامہ کے نزدیک مرتد ہیں جس کی تفصیل ۱۳۳۱ھ میں گزری لہذا  
 علامہ شامی کو اپنے علمائیں شمار کرنا فریب کاری اور علامہ شامی کو روحانی تکلیف دینا  
 ہے۔ مفہوم مخالف تصنیفات میں اس وقت معتبر ہوتا ہے کہ عبارت میں اسکا احتمال  
 ہو مگر جبکہ خود مصنف کی عبارت ہی انکار کرتی ہو تو ایسی صورت میں مفہوم مخالف مراد  
 لینا باطل اور مصنف کے کلام کو مسخ کرنا ہے۔ تحدیر الناس کی زیر بحث عبارت خود  
مفہوم مخالف کا انکار کر رہی ہے ناظرین عبارت کو غور سے دیکھیں۔ انبیاء اپنی امت  
 سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں۔ اس عبارت میں انبیاء علیہم  
 السلام کی خصوصیت و امتیاز کو صرف علوم میں منحصر کیا ہے۔ یعنی عمل میں انبیاء کو  
 امت سے کوئی امتیاز نہیں۔ بھی تو کہا علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں۔ اور اگر عمل  
 میں بھی کوئی امتیاز مانتے تو علوم ہی ہرگز نہ کہتے لہذا معلوم ہوا کہ نانو تو ہی صاحب کے  
 نزدیک انبیاء علیہم السلام کا امتیاز صرف علوم ہی میں منحصر ہے تو اب دیوبندی یہ  
 بتائیں کہ انبیاء علیہم السلام کا یہ امتیاز حقیقت میں ہے یا ظاہری نظر میں اگر صرف  
 ظاہری نظر میں ہے تو امتی حقیقت میں علم و عمل دونوں میں نبی سے بڑھ سکتا ہے  
 اور اگر یہ امتیاز حقیقت میں ہے تو حقیقت میں انبیاء علیہم السلام کا امتیاز علم ہی  
 میں منحصر ہوا جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ حقیقت میں عمل میں ان کو کوئی امتیاز نہیں  
 لہذا مفہوم مخالف سے کہ عبارت کا یہ مطلب بتانا کہ امتی کامل میں نبی کے برابر ہو  
 جانا یا بڑھ جانا صرف ظاہری نظر میں ہے حقیقت میں نہیں۔ غلط اور باطل ہے۔  
 عبارت کو مسخ کر کے دھوکہ دینا ہے اس کو علمی روشنی میں یوں واضح کیا جائے  
 گا کہ اس عبارت میں جب کہ انبیاء کے صفت امتیاز کو ان کے علوم میں منحصر کیا تو

دو حال سے خالی نہیں۔ یہ حصر حقیقی ہے یا اضافی۔ اگر حصر حقیقی ہے تو عبارت کے معنی  
 یہ ہوتے کہ انبیاء علیہم السلام کا امت سے امتیاز حقیقت میں ان کے علوم ہی میں  
 منحصر ہے باقی رہے دیگر کمالات خواہ وہ محاسن اخلاق ہوں یا خوبی احوال، خواہ  
 معجزات ہوں یا خوارق عادات کسی وصف میں بھی حقیقت میں انبیاء امت سے ممتاز  
 نہیں ان تمام اوصاف میں بسا اوقات بظاہر امتی مساوی ہو جاتے ہیں بلکہ بڑھ  
 جاتے ہیں۔

ناظرین شاید یہ خیال کریں کہ معجزات و خرق عادات میں امتی نبی سے کیسے  
 بڑھ سکتا ہے تو یہ بات یاد رکھیں کہ درحقیقت امتی کسی وصف میں نبی کے قریب بھی  
 نہیں ہو سکتا بڑائی اور برابری کے خواب دیکھنا درکنار مسلمانوں کا یہی ایمان ہے مگر  
 یہ عبارت دیوبندی کی ہے ان کے نزدیک معجزات اور خرق عادات میں ہا دگر و  
 بازی گر بھی انبیاء علیہم السلام سے بڑھ سکتے ہیں۔ چنانچہ مولوی اسماعیل صاحب  
 دہلوی رسالہ منصب امامت میں لکھتے ہیں۔ بسیار چیز است کہ ظہور آں از  
مقبولین حق از قبیلہ خرق عادت شمرن می شود۔ حالانکہ امثال آں افعال بلکہ اقویٰ  
 و اکمل اذان از باب سحر و احباب طلسم ممکن الوقوع باشد۔ (منقول از فتاویٰ  
 رشیدیہ صفحہ سوم ص ۲)۔

یعنی بہت سی چیزیں جن کا اللہ کے مقبولوں سے ظاہر ہونا خرق عادات سمجھا  
 جاتا ہے حالانکہ ویسے بلکہ ان سے زیادہ قوی ان سے بڑھ کر کامل باتیں تو باوجود  
 اور طلسم واسے دکھا سکتے ہیں لہذا دیوبندیوں کے نزدیک حصر حقیقی بھی مراد ہو سکتا  
 ہے اور اگر حصر اضافی مراد ہو تو یہ حصر بھی بہ نسبت عمل کے ہوگا کیونکہ نانو تو ہی صاحب  
 یہاں علم و عمل ہی میں گفتگو کر رہے ہیں چنانچہ اس سے پہلے کہا الغرض کمالات نبوی  
 العقول کل دو کمالات میں منحصر ہیں ایک کمال علمی دوسرا عملی۔ پھر کہا انبیاء اور صدیقین کا  
 کمال تو کمال علمی ہے اور شہداء اور صالحین کا کمال کمال عملی ہے۔ خود اس عبارت



میں انہی کے امتیاز کو علم میں منحصر کر کے کہا کہ عمل اس میں بسا اوقات بظاہر امتی مساوی ہو جاتے ہیں بلکہ بڑھ جاتے ہیں لہذا یہ حصر اضافی بہ نسبت عمل کے ہواؤ معنی یہ ہوتے کہ انہی اپنی امت سے صرف علم میں ممتاز ہوتے ہیں عمل میں نہیں اب یہ امتیاز یا حقیقت میں ہے یا صرف ظاہری نظر میں ہے اگر صرف ظاہری نظر میں ہے تو یہ معنی ہوتے کہ انہی کا امتیاز علمی صرف ظاہر میں ہے حقیقت میں علم و عمل دونوں میں کوئی امتیاز نہیں۔ علم و عمل دونوں میں حقیقت میں امتی بسا اوقات برابر ہو جاتے ہیں بلکہ بڑھ جاتے ہیں اور اگر یہ امتیاز حقیقت میں ہے تو یہ معنی ہوتے کہ حقیقت میں انہی علیہم السلام علم میں ممتاز ہیں اور یہ امتیاز حقیقت میں چونکہ بہ نسبت عمل کے علم میں منحصر ہے لہذا عمل میں حقیقت میں امتیاز نہیں ہو سکتا ورنہ حصر اضافی بھی باطل ہو جاتے گا لہذا خواہ حقیقی مراد ہو یا اضافی امتیاز بھی صرف ظاہری نظر میں لیا جائے یا حقیقت میں بہر صورت نبی کو امت پر عمل میں حقیقتاً واقعہ کوئی فضیلت نہ ہوئی اور امتی کا عمل میں نبی کے برابر ہو جانا اور بڑھ جانا حقیقت میں واقعہ مراد ہوا۔

پھر رہبر صاحب کا لکھنا لیکن واقعہ ہمیشہ ہی کے اعمال پر مشتمل ہوتے ہیں۔ سیند جھوٹ اور سیاہ فریب ہے اس عبارت کی توجہ ہرگز نہیں۔ اسی طرح یہ کہنا کہ ہمارا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک سجدے کا جو وزن ہے وہ امتی کے پونے دو لاکھ نمازوں کا نہیں۔ سخت دھوکہ اور نفاق ہے ورنہ ص۔

سال ایمان کا معلوم ہے پس جانے دو

اگر دیوبندیوں کا یہ ایمان ہوتا تو شان رسالت میں دیسی بدگامیاں ہرگز نہ کرتے نہ ایسے بدگاموں کا دامن تقاضے بلکہ ان پر لعنت کر کے الگ ہو جاتے جب مخذیر الناس کی اس عبارت نے مفہوم مخالف کے مخالفت ہو کر خود ہی اس کو رد کر دیا اور لفظ بظاہر سے وہ فریب نہ چل سکا جو رہبر صاحب نے چلانا چاہا تھا

قرب بظاہر کے یہ معنی ہوتے کہ حقیقت و واقعہ امتی کا عمل میں نبی کے برابر ہو جانا اور بڑھ جانا یہ بالکل ظاہرات ہے اس میں کوئی خفا اور پوشیدگی نہیں یہ قطعاً بدیہی امر ہے اس پر کوئی دلیل قائم کرنے کی ضرورت نہیں جیسے کہا جاتے کہ بظاہر کل جز سے بڑا ہوتا ہے یعنی یہ ایسی کھلی ہوئی بات ہے کہ اس پر دلیل تو دلیل تنبیہ کی بھی ضرورت نہیں تفسیر کبیر کی یہ عبارت قد بخد فی الامۃ من ہوا طول عمرا و اشد اجتہادا من النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعنی ہم کبھی امت میں ایسا شخص پاتے ہیں جو نبی سے عمر میں دراز اور کوشش میں زیادہ ہوتا ہے۔ امتی کے عمر اور کوشش میں بڑھنے کا تذکرہ ہے نہ یہاں نبی کے امتیاز کا صحر ہے نہ عمل میں امتی کے بڑھ جانے کا ذکر لہذا اس کو نا تو فی صاحب کی سند بنا اسناد جہل ہے۔ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ کو دیوبندی اپنا ہم عقیدہ نہ سمجھیں وہ تو دہائی کش ہیں، تفسیر کبیر میں سینکڑوں جگہ دیوبندی عقیدوں کا رد کیا ہے۔ ان کا کلام تمہارے لیے مفید کب ہو سکتا ہے

۳۔ علمائے دیوبند کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے شیطان کا علم زیادہ ہے

اور شیطان کے علم کی زیادتی قرآن و حدیث سے ثابت ہے اور حضور کے علم کی زیادتی کے لیے علمائے دیوبند کے نزدیک کوئی نص قطعی نہیں اس کے ثبوت میں مولوی خلیل احمد صاحب انبلیخی و مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کی شیطان والی عبارت ملاحظہ ہو۔

الحی جل مجدہ کرنا چاہیے کہ شیطان و ملک الموت کا حال و کچھ کہ علم محیط زمین کا غرض عالم کو خلاف لغوی قطعہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شکر نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت (زیادتی) نص سے (قرآن و حدیث سے) ثابت ہوتی غرض عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے جس



سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔ برائین قاطعہ ص ۱۵۰  
 المصباح الجدید میں اس پر تنبیہ فرمائی کہ علمائے دیوبند کے پیشوا انگری صاحب  
 دانی علی صاحب نے ساری زمین کا علم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تو شرک کہا مگر اسی  
 شرک کو شیطان کے لئے نہایت خوشی کے ساتھ نص سے ثابت مانا۔ شیطان مردود  
 سے ایسی خوش عقیدگی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی سخت عداوت اسی عداوت  
 نے تو عقل کو رخصت کر دیا یہ بھی سمجھ میں نہ آیا کہ جس علم کا ثابت کرنا حضور کے لئے  
 شرک خالص ہے وہ شیطان کے لئے کیسے ثابت ہو سکتا ہے وہ بھی قرآن و حدیث  
 سے۔ برائین قاطعہ کی یہ شیطان والی عبارت کفر صریح ہے۔ علمائے حرمین طیبین  
 نے اس پر کفر کا فتوے دیا ہے کیونکہ اس عبارت میں حضور کی سخت توہین ہے۔  
 مولوی مرتضیٰ حسن صاحب درجہ بیگی نے اس عبارت کی یہ تاویل کی کہ حضور کے لئے  
 جو وسعت علم شرک بتائی ہے اور جس علم کی نفی کی ہے وہ علم ذاتی ہے مگر مولوی قاضی  
 حسن صاحب نے یہ تاویل کر کے مولوی خلیل احمد صاحب کو پاگل و مشرک بنا دیا۔ کیونکہ  
 جب ان کے خصم حضور کے لئے علم ذاتی مانتے ہی نہیں تو ان کے مقابلہ میں علم ذاتی  
 کی نفی کرنا جنون ہوا۔ اور جب حضور سے علم ذاتی کی نفی کی تو وہی شیطان کیلئے ثابت  
 مانا جو شرک ہے لہذا مولوی خلیل احمد صاحب پاگل و مشرک ہوئے۔

المصباح الجدید کی اس تنبیہ جلیل پر برائین قاطعہ کی عبارت کا فقرہ فقرہ دلیل  
 ہے مگر دیوبندی رہبر نے اپنی عداوت کے مطابق اس کفر خالص پر بھی پردہ ڈالنے  
 کے لئے بڑی چال بازی و بددیانتی کی سفید سفید جھوٹ بھی بولے اور لطف یہ کہ اس  
 سب کاروائی کی نسبت المصباح الجدید کی طرف کر کے الٹی لگتا ہوا دی آپ کہتے  
 ہیں کہ یہ معترض صاحب کا سفید جھوٹ ہے۔ شیطان کے لئے برائین قاطعہ میں کسی جگہ  
 ساری زمین کا علم تسلیم نہیں کیا گیا۔ تین سطر کے بعد کہا۔ خلاصہ یہ ہے کہ برائین قاطعہ  
 میں شیطان کے لئے صرف اسی قدر علم تسلیم کیا گیا ہے جس قدر آپ کے پیشوا

مولوی عبدالسمیع صاحب نے اس ملعون کے لئے ثابت کیا ہے اور وہ بعض بعض  
 مواقع زمین کا علم ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جس علم کے ثابت  
 کرنے کو شرک بتایا ہے وہ ساری زمین کا علم محیط ہے۔ مناقع الحمید ص ۱۵۰  
 پھر آٹھ سطر تک بددیانتی دکھا کر کہا۔ بہر حال معترض صاحب کا یہ سفید  
 جھوٹ ہے کہ علمائے دیوبند نے شیطان کے لئے ساری زمین کا علم نص سے  
 ثابت مانا۔ مناقع الحمید ص ۱۵۰

دیوبندی رہبر نے یوں تو ساری کتاب میں اسی قسم کی چال بازی فریب کاری  
 افزا پر دامی سے کام لیا ہے مگر اس اخیر نمبر میں تو باب اول کی تمام دیوبندی  
 دین و دیانت ختم کر دی۔ ایک برجن وہ بہتان عظیم ہیں جو علمائے اہل سنت خصوصاً  
 مصنف المصباح الجدید حضرت استاد محترم قبلہ مدظلہ العالی اور حضرت مولانا عبدالمصعب  
 صاحب صنف انوار ساطعہ کی طرف منسوب کئے مگر کہیں بہتانوں افزا پر اڑیوں  
 سے کفر اسلام ہو سکتا ہے باوجود ان فریب کاریوں کے جو بظہر النصار و کھٹے گا پکار  
 اٹھے گا کہ برائین قاطعہ کی یہ عبارت کفر صریح ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین  
 بالیقین ہے۔ المصباح الجدید کا فرمان حق و مجاہد ہے۔ اس کے جواب میں دیوبندی رہبر  
 نے جو کچھ کہا وہ فریب کاری ہے۔

اس کی وضاحت کے لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اصل بحث ہی پیش کر  
 دوں۔ ناظرین کرام غور سے نہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ دیوبندیوں نے میلاد شریف  
 کے ناجائز و حرام شرک و کفر ہونے کے فتوے شائع کئے تھے اور شرک و  
 بدعت کا بڑا شور مچایا تھا اس وقت حضرت مولانا عبدالسمیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے  
 دیوبندی فتووں کے رد میں انوار ساطعہ لکھی اس بحث کی ابتدا مولوی عبدالجبار  
 عمر پوری کے فتوے کی اس عبارت سے ہے۔

حضرت کی نسبت یہ اعتقاد کہ جہاں مولود شریف پڑھا جاتا ہے تشریف لاتے



ہیں شرک ہے۔ ہر جگہ موجود خدا سے تعلق ہے۔ اللہ سبحانہ نے اپنی صفت دوسرے کو عنایت نہیں فرمائی۔

یہ دیوبندیوں کی عجوبہ ناز بڑھی کہاں تشریف لانا کہاں ہر جگہ موجود ہونا ان دونوں میں کیا تعلق تشریف لانا تو مخلوق ہی کا خاصہ ہے۔ مگر مولانا عبدالمسیح صاحب نے اس سے پیشم پوشی فرما کر دو طرح اس کا رد کیا۔ ایک یہ کہ میلاد تشریف کی چند مجلسوں میں تشریف لانا اور کہاں ہر جگہ موجود ہونا دوسرے یہ کہ ہر جگہ موجود ہونا خدا سے تعلق کے ساتھ خاص نہیں اس لیے کہ حضرت ملک الموت ساری دنیا میں ہر جاندار کی روح قبض کرتے ہیں۔ ہر مکان کو رات دن دیکھتے رہتے ہیں دنیا ان کے آگے مثل چھوٹے سے خوان کے کر دی ہے وہ تو مقرب فرشتے ہیں شیطان تمام بنی آدم کے ساتھ رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے یہ قدرت دی ہے۔ اس پر علامہ شامی کا یہ قول نقل کیا۔ واقدروہ علی ذلک کہا اقدروہ ملک الموت علی نظیر ذلک۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے شیطان کو اس بات کی قدرت دی ہے جس طرح ملک الموت کو ہر جگہ موجود ہونا پر قادر کر دیا ہے۔

اس کے بعد محسوسات کی مثال بیان فرمائی کہ جو شخص تمام دنیا کی سیر کرے جہاں جائے گا آفتاب و مانتاب کو موجود پائے گا پھر اگر وہ کہے کہ چاند و سورج ہر جگہ موجود ہیں تو دیوبندی فتوے سے لازم آتا ہے کہ وہ مشرک ہو جائے حالانکہ وہ خاصہ مسلمان ہے پھر مثال دے کر فرمایا کہ روح نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمام آسمان پر مقام عظیمین میں موجود ہے۔ اگر وہاں سے آپ کی نظر کل زمین یا زمین کے بعض مقامات پر جائے اور ترشح افوار فیضان احمدی سے کل جمالی طہرہ کو ہر طرف سے مثل شعاع شمس محیط ہو جائے کیا محال کیا بعید ہے اس پر علامہ زرقانی کی شرح مرابب لدینہ تشریف سے یہ عبارت پیش کی۔

كالشمس فی وسط السماء ولزها یغشی البلاد مشارقا ومغربا

کالبد من حیث التفت رأیتہ یہدی الی عینک لنور انوار

یعنی جس طرح سورج آسمان کے بیچ میں ہے اور روشنی اس کی پھیلی ہوئی ہے۔ مشرق سے مغرب تک اور جس طرح چاند کہ جہاں سے تو اس کو دیکھے اسی جگہ سے تیری آنکھوں میں نور بخنتے گا (اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا روحانی جلوہ مجھ اور امام شرفانی رحمۃ اللہ علیہ کی میزان شریفۃ الکبر کے کی یہ عبارت پیش کی قد بلغنا عن ابی الحسن الشاذلی وتذیدہ ابی العباس سرسی وغیرہا انہم کانوا یقولون لوا حجت دومیة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طرفۃ عین ما اعدنا لفسنا من جملة السلیم دیکھئے ابو الحسن شاذلی وحمزہ اولیا فرماتے ہیں اگر ایک پلک جھپکنے کے برابر ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے چھپ جائیں تو ہم اپنے تئیں مسلمان نہ جانیں ابھی ابھی دیکھئے یہ اولیا اللہ ان مفتی صاحبان (دیوبندیوں) کے نزدیک کس حکم میں داخل ہوں گے۔ انوار ساطعہ بربرائین قاطعہ ۵۲/۵۱۔

خلاصہ یہ کہ دیوبندی مفتی نے میلاد تشریف کی مجلسوں میں حضرت کے تشریف لانے کا اعتقاد شرک بتایا اور ہر جگہ موجود ہونا خاصہ خداوند کہا۔ غیر خدا کے لیے یہ صفت ماننا شرک بتایا۔ مولانا عبدالمسیح صاحب نے اسی کا رد کیا کہ یہ اعتقاد شرک نہیں نہ یہ خاصہ خداوندی ہے کیونکہ ملک الموت حتیٰ کہ شیطان عین کو اللہ تعالیٰ نے ہر جگہ موجود ہونے کی قدرت دی ہے۔ آفتاب و مانتاب ہر جگہ موجود ہیں اسی طرح اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے روحانی جلوہ سے مثل آفتاب و مانتاب کے میلاد تشریف کی مجلسوں میں جلوہ گر ہوں تو یہ نہ محال ہے نہ بعید۔

دیوبندی فتوے کا یہ ایسا طبع رو ہے کہ قیامت تک جواب ناممکن ہے کیونکہ جو چیز ممکن ہے اس کا شرک ہونا محال ہے مگر مہٹ دھری کا براہو کہ مولوی خلیل احمد فیضی مولوی رشید احمد گنگوہی نے اپنے دیوبندی مفتی کی بات بنانے اور مولانا عبدالمسیح صاحب کا رد کرنے کے لیے براہین قاطعہ میں بہت کچھ لکھا جس کا خلاصہ خود ہی یہ کفری



عبارت بیان کی۔ اہل صل عزو کرنا چاہتے کہ شیطان ملک الموت کا حال دیکھ کر طم محبط  
زمین کا فخر عالم کو خلاف نفوس قطعیہ (قرآن وحدیث) کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ  
سے ثابت کرنا مشرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے۔ شیطان و ملک الموت کو یہ  
وسعت نفس سے ثابت ہوئی۔ فخر عالم کی وسعت علم کی کون سی نفس قطعی ہے جس سے  
تمام نفوس کو رو کر کے ایک مشرک ثابت کرتا ہے۔

ناظرین کرام دیوبندی فو سے اور صاحب الزار ساطعہ کے قول کو نظر میں رکھ  
کر برائین قاطعہ کی اس عبارت کو انصاف سے دیکھیں، صاحب الزار نے شیطان و  
ملک الموت کا کیا حال دیکھا ہے یہی دیکھا ہے کہ ملک الموت ساری دنیا کو ہر وقت برابر  
دیکھتے ہیں۔ ساری دنیا ان کے سامنے مثل چھوٹے خوان کے ہے ہر جگہ موجود ہوتے  
ہیں شیطان جہاں جہاں انسان جاتا ہے ہر جگہ موجود ہوتا ہے۔ انسان خواہ فطری میں  
ہو یا تری میں ہو پانی کے اندر ہو یا ہر زمین پر ہو یا ہوا میں جھگلوں میں ہو یا پہاڑوں  
میں ہر جگہ شیطان اس کے ساتھ موجود ہوتا ہے۔ ساری زمین میں ہر جگہ جب  
شیطان موجود ہوتا ہے تو شیطان کو ساری زمین کا علم بھی ہوا اسی کو برائین قاطعہ  
میں تسلیم کیا ہے اور اسی ساری زمین کے علم کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ شیطان و  
ملک الموت کو یہ وسعت نفس سے ثابت ہوئی پھر دیوبندی رہبر کایوں کہنا کہ شیطان  
کے لیے برائین قاطعہ میں کسی جگہ ساری زمین کا علم تسلیم نہیں کیا گیا۔ یہ کیسا سفید  
جھوٹ نمبر ۱ ہے۔

اسی طرح یہ کہنا کہ شیطان کے لیے جو علم تسلیم کیا ہے وہ محض بعض مواقع  
زمین کا علم ہے۔ دیوبندی کا یہ جھوٹ نمبر ۲ ہوا۔

پھر یہ کہنا کہ ہر حال معترض صاحب کا یہ سفید جھوٹ ہے کہ علمائے  
دیوبند نے شیطان کے لیے ساری زمین کا علم نفس سے ثابت مانا رہبر صاحب کا  
یہ سیاہ سچ جو شمار میں نمبر ۳ ہوا۔

معلوم شیطان کے موجود ہونے کے وہ بعض مواقع دیوبند اور سہارنپور ہی میں یا  
گنگوہ اور نقار جہوں بھی ان میں داخل ہیں۔ مسلمانوں عزو کر و علمائے دیوبند نے یہ وسعت  
علم شیطان و ملک الموت کے لیے بلا چون چرا نفس سے ثابت مانی اور کہا  
شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نفس سے ثابت ہوئی۔ مگر بد عقیدگی کی رنگ جو  
اچھی تو اسی کو حضور کے لیے مشرک بنا دیا اور کہہ دیا کہ فخر عالم کی وسعت علم کی کون سی  
نفس قطعی ہے کہ تمام نفوس کو رو کر کے ایک مشرک ثابت کرتا ہے کئی صراحت  
ہے کہ جس وسعت علم کو شیطان کے لیے مانا ہے اسی کا حضور کے لیے انکشاف ہے  
اور وہ یقیناً علم عطائی ہے لہذا حضور سے علم عطائی کی وسعت کی ہی نفی کی حضور کے  
علم عطائی ہی کو مشرک کہا مگر دیوبندی رہبر یہاں بھی چالبازی کرتے ہیں اور  
کہتے ہیں کہ دوسری بد دینا فتنی معترض صاحب نے یہ کی ہے کہ منقولہ بالا عبارت  
کے بعد اسی برائین میں یہ تصریح تھی کہ یہ بحث اس صورت میں ہے کہ علم ذاتی آپ کو  
ثابت کر کے یہ عقیدہ کرے جیسا کہ جبہ کا عقیدہ ہے۔ معترض نے ازراہ  
خیانت اس فقرہ کو بالکل ہی نظر انداز کر دیا حالانکہ اس سے یہ بات بالکل صاف  
ہو جاتی ہے کہ مولانا خلیل احمد صاحب نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے  
ساری زمین کا علم ذاتی ثابت کرنے کو مشرک کہا ہے۔ متابع ص ۴۷۔

رہبر صاحب آپ کو یہ کیسے معلوم ہو گیا کہ اس عبارت میں ذاتی عطائی کا  
مقابل ہے جو فرق کرنے لگے۔ اس کے بعد والی عبارت سے تو دھوکا نہیں لگا۔  
وہ یہ ہے۔ اگر یہ جانے کہ حق قائلے اطلاع دے کہ حاضر کر دیتا ہے تو مشرک تو  
نہیں مگر بدون ثبوت شرعی اس پر عقیدہ درست بھی نہیں۔ برائین قاطعہ ص ۵۷۔  
خبردار ہوشیار اس سے دھوکہ نہ کھانا اس میں ساری زمین کا علم عطائی  
کہیں نہیں ہے نہ محیط زمین کا تذکرہ یہ تو ایسا ہے کہ جیسے دیوبندیا سہارن پور سے  
جلسہ کی خبر دے کہ قاضی صاحب کو بلا لیا گیا اس سے قاضی صاحب کو ساری



زمین کا علم ہو گیا لہذا صاحب براین کے نزدیک ساری زمین کا علم عطائی حضور کیلئے ماننا شرک ہی رہا اور اگر لفظ ذاتی سے دھوکہ کھایا ہو تو پھر ہوش سنبھال کر سنو ذاتی جس طرح عطائی کا مقابل ہوتا ہے اسی طرح ذاتی مجازی کا مقابل ہے جب عطائی کا مقابل ہوتا ہے تو ذاتی کے معنی ہوتے ہیں بغیر عطائے الہی اور جب مجازی کا مقابل ہوتا ہے تو ذاتی کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ اس کا موصوف حقیقتہً اس صفت کے ساتھ متصف ہے۔ اگرچہ وہ صفت عطائی ہو۔ ذاتی کے یہ معنی عرف عام و خاص سب میں مستعمل ہیں۔ تم خود کہا کرتے ہو یہ چیز ہماری ذاتی ہے کیا اس کے معنی یہ لیے ہو بغیر خدا کے دیئے اور پھینکے ہوئے پتھر کی حرکت کو تمام عقلا نے ذاتی شمار کیا ہے۔ کیا وہ بغیر عطائے الہی ہے ہوش سنبھال کر کہنا کیونکہ پتھر کو خود تم نے پھینکا ہے اور اس کی حرکت کا خالق اللہ ہے۔ مگر پھر اس کی حرکت ذاتی ہے اسی معنی کے لحاظ سے کہ پتھر حقیقتہً حرکت کے ساتھ موصوف ہے وہی معنی ذاتی کے براین قاطعہ کی اس عبارت میں ہیں یعنی یہ بحث اس صورت میں ہے کہ جس طرح خدا کے دیئے سے ساری زمین کا علم شیطان کو ہے اور وہ حقیقتہً اس علم سے متصف ہے اور نفس سے ثابت ہے اسی طرح اگر ساری زمین کا علم خدا کا دیا ہوا حضور کو مانا جاتے اور حضور حقیقتہً اس صفت علم سے متصف ہوں تو بوجہ خلاف خصوص قطعیہ کے شرک خالص ہے۔ ذاتی ایسے ہی معنی سے کہ مولوی قاسم صاحب ہانی مدرسہ دیوبند نے اپنی تحذیر الناس میں بنی علیہ السلام کو خاتم النبیین بالذات لکھا ہے۔ سو اسی طور رسول اللہ علیہ السلام کی خاتمیت کو تصور فرماتے۔ یعنی آپ موصوف بوصف نبوت بالذات ہیں۔

تحذیر الناس ص ۱۰۰  
اگر بالذات کے معنی بغیر عطائے الہی لیے جائیں تو لازم آئے گا کہ مولوی قاسم صاحب حضور کی نبوت بغیر خدا کے دیئے مانتے تھے جو شرک خالص ہے

ذاتی کے اس معنی پر خود اسی عبارت کی اشارۃً انص دلیل ہے کہ ذاتی عطائی کا مقابل ہرگز نہیں بلکہ ذاتی مجازی کا مقابل ہے کیونکہ اس عبارت میں یہ ہے جیسا کہ جہلا کا عقیدہ ہے۔ عوام سنی جن کو دیوبندی نے جہلا کہا ہے سب حضور کیلئے اللہ کا دیا ہوا ہی علم مانتے ہیں سب کا ایمان یہی ہے کہ حضور کو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا آپ کی تمام صفات اللہ کی دی ہوئی ہیں۔ وہ کون سے جہلا ہیں جو بغیر خدا کے دیئے حضور کو علم مانتے ہیں وہ دیوبند کے جہلا ہیں یا سہارن پور کے، گنگوہ کے جہلا ہیں یا قلعہ جھون کے ذرا تباؤ تو بھجواؤ تو ثابت تو کرو۔ ہر مسلمان خواہ کیسا ہی بے علم ہو حضور کے لیے اللہ کا دیا ہوا ہی علم مانتا ہے لہذا ذاتی سے وہی علم مراد ہوا جو عوام کا عقیدہ ہے اور عوام کا عقیدہ یہی ہے کہ حضور کو ساری زمین کا ساری کائنات کا علم عطائی ہے حضور حقیقتہً اس سے متصف ہیں لہذا خود اسی عبارت کی اشارۃً انص سے ثابت ہوا کہ ذاتی عطائی کا مقابل ہرگز نہیں بلکہ ذاتی مجازی کا مقابل ہے اور عطائی کو شامل ہے اسی علم کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نفی کی ہے اسی کو ثابت ماننا شرک بتایا ہے اور اسی کو شیطان کے لیے نص سے ثابت مانا ہے جب اس عبارت کو نظر میں لا کر بھی شیطان والی عبارت کے وہی معنی ہوتے جو المصباح الحمیدی میں بیان فرماتے ہیں تو پھر اس دس سطر بعد والی عبارت کو نظر انداز کرنا بددیانتی کیسے ہوا۔ لہذا اس کو بددیانتی بتانا رہبر صاحب کا بہتان ملے ہوا اور جب اس عبارت کو لے کر بھی حضور سے اسی علم کی نفی ہوئی جو شیطان کے لیے علامت دیوبند نے نص سے ثابت مانا ہے تو متابع الحمیدی میں اس عبارت کو ذکر کر کے دونوں میں فرق بتانا یہ رہبر صاحب کا جھوٹ ملے ہوا۔ یہ عجیب تماشا ہے کہ جو لوگ ان کفری عبارتوں کی تاویل کرنے چلتے ہیں عقل پہلے ہی رخصت ہو جاتی ہے۔ یہ نہیں سوچتا ہے کہ ذاتی کے معنی بغیر عطائے الہی لیا جاتے۔ اب یہ مطلب ہو گا کہ یہ بحث بغیر خدا کے دیئے علم کی



دستِ حق میں ہے تو اول تو یہ سفید جھوٹ ہے اس لیے کہ بحث دیوبندی فتوے سے شروع ہوئی ہے جس میں مفتی نے حضور کی اس صفت عطا کی انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ ہر جگہ موجود خدا سے تقاضا ہے۔ اللہ سبحانہ نے اپنی صفت دوسرے کو عنایت نہیں فرمائی واللہ اعلم عبدالجبار عمر پوری برائین قاطعہ ص ۴۸۔

صاحب الزار ساطعہ نے اسی صفت کے عطا نہ ہونے کا رد کیا ہے اور کہا ہے ہر جگہ موجود ہونے کی صفت اللہ تعالیٰ نے ملک الموت کو سچی کہ شیطاں عین کو آفتاب و اجتاب کو بھی عنایت فرمائی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی جلوہ گری شرح مواہب لدینیہ و میزان شریعتہ المکرمے کے حوالہ سے بیان فرمائی کہ تفسیر و تفسیر ہے کہ دیوبندی مفتی عطا کی انکار کرتا ہے۔

صاحب الزار ساطعہ اسی کا رد کر کے حضور کے اپنے عطا کی اثبات کرتے ہیں مولوی خلیل احمد صاحب الزار ساطعہ کا رد کرتے ہوئے اسی دیوبندی مفتی کی بات کو بتاتے ہیں۔ صاحب الزار ساطعہ نے حضور کے اپنے جو دستِ علم ثابت کی ہے اسی کو مولوی خلیل احمد صاحب نے شیطاں کے اپنے نفس سے ثابت مانا اسی کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے شرک خالص بتایا اور کہا مخز عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرنا ہے لہذا اس بحث کو علم ذاتی یعنی بغیر عطائے الہی پر ڈھالنا سفید جھوٹ ہے ہوا۔ اور اگر بالفرض غلط تسلیم کیا جائے تو بحث علم ذاتی یعنی بغیر عطائے الہی میں ہوئی۔ لہذا مولوی خلیل احمد صاحب و مولوی رشید احمد صاحب نے شیطاں ملک الموت کے اپنے علم ذاتی بغیر عطائے الہی مانا اور نفس سے ثابت مانا یہ شرک خالص ہے نیز اس تقدیر پر رہبر صاحب کی یہ توجیہ کہ مولوی خلیل احمد صاحب نے آنحضرت کے اپنے ساری زمین کا علم ذاتی ثابت کرنے کو شرک کہا ہے۔ اس کا مطلب بطور مخبرم مخالف میں پر خود رہبر صاحب ص ۲۹ میں ایمان لائے ہیں یہ جو کہ آدمی یا

چوتھائی زمین کا ذاتی علم یعنی بغیر عطائے الہی حضور کے اپنے ثابت کرنا شرک نہیں کیوں رہبر صاحب کہاں ہو اور پھر اعلیٰ حضرت کے ارشاد پر بھی ایمان کہ ایک ذرہ سے کمتر سے کمتر بھی غیر خدا کے اپنے شرک ہے اس آدمی چوتھائی زمین کے ذروں کو شمار کر کے تو بتاؤ کتنے شرک ہوتے۔ دروغ گورہ حافظ نہایت آپ پر صادق آیا اور آپ کا جھوٹ مٹ ہوا۔ اور اس تقدیر پر گنگوہی و انبیعی شرک ہوتے۔ یہی وہ قاهر عذاب شدید ہے جس سے پناہ نہ ملی اور بہانہ بنانا پڑا کہ یہ چیز بحث تکفیر سے الگ ہے۔ معترض صاحب اور ان کے برادر کے فہم اراکان پہلے اپنی خیانت اور اس کی بنیاد پر جو تکفیر فتوے دیا گیا ہے اس کی غلطی تسلیم کر لیں اس کے بعد جواب دیں گے۔ مقام الحدید ص ۸۔

کیا خوب باوجود چوری ثابت ہونے کے پہلے چور کو چھوڑ دو اس کے بعد صفائی پیش کریں گے۔ کیا جواب دے سکتے ہو۔ مولوی مرتضیٰ حسن دہلوی اور دوسرے دیوبندیوں کی اس توجہ نے ہمارے گنگوہی و انبیعی دونوں کو شرک کر دیا لہذا اس کو بحث تکفیر سے الگ بتانا رہبر صاحب کا جھوٹ ہے ہوا۔ جس علم کی حضور سے نفی کی ہے اسی علم کو شیطاں کے اپنے ثابت مانا ہے۔ لہذا اس قول کو حاقت بتانا کھلی حماقت اور رہبر صاحب کا جھوٹ ہے ہوا۔

جب دیوبندی فتوے اور اس کے رد الزار ساطعہ اور خود اس کفری عبارت کے ہر ہر فقرے نے سچی کہ تائیدی عبارت نے بھی ثابت کر دیا کہ حضور سے محیط زمین کے علم عطا کی ہی نفی کی ہے اسی کو حضور کے اپنے ثابت ماننا شرک بتایا ہے اور اسی کو شیطاں کے اپنے نفس سے ثابت مانا ہے تو پھر اس شیطاں والی عبارت کا یہ مطلب بتانا کہ شیطاں و ملک الموت کے علم کی اس وسعت کو دیکھ کر جو مولوی عبد السمیع صاحب نے دلائل سے ثابت کی ہے (اور جو یقیناً عطائی ہے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پر قیاس کرنا اور یہ سمجھنا کہ حضور پر کمال افضل



المخلوقات ہیں اس لیے تمام روئے زمین کا علم محیط بطور خود بینی عطا سے خداوندی حاصل کر سکتے ہیں شرک اور خلاف نصوص قطعیہ ہے۔ **مقام الحدید ص ۵**۔ یہ رہبر صاحب کا جھوٹ منہ ہوا کیا حضور کے لیے کوئی وصف ثابت کیا جائے وہاں یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ وصف دوسروں میں ہے اور چونکہ حضور افضل المخلوقات میں اس لیے یہ وصف بطور خود بینی عطا سے خداوندی حاصل کر سکتے ہیں یہ ہے وہ بندی برادری کی جہالت و حماقت اور اس پر دعویٰ علم۔ اہل ایمان تو یہ کہیں گے کہ چونکہ حضور افضل المخلوقات ہیں، لہذا حضور میں یہ وصف بدرجہ اولیٰ متحقق ہوگا اس مقام پر یہ بات قابل لحاظ ہے کہ حضرت مولانا عبدالمسیح صاحب نے شیطان کے ہر جگہ موجود ہونے کے لیے علامہ شامی کا قول پیش کیا تھا۔ گنگوہی انبیٹھی اور تمام دیوبندی برادری نے اس قول کو شیطان کی وسعت علمی کے دلائل بنایا نص گردان لیا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وسعت علم پر اسی الزام طعہ میں انہی مولانا عبدالمسیح صاحب نے شرح مواہب لدینیہ کی عبارت پیش کی۔ میزان شریعتہ الکبریٰ کی عبارت پیش کی اس کو ماننا تو بڑی چیز خلاف نصوص قطعیہ کہہ کر شرک خالص بتا دیا اور وہ نصوص قطعیہ کون سے جن کے خلاف ہونے کی بنا پر شرک بتا دیا یہ کہ مولوی عبدالحق روایت کرتے ہیں کہ آپ کو دیوار کے پیچھے کا علم نہیں براہین قاطعہ ص ۵۵۔

اٹ دے عداوت یہ وہ بے اصل قول ہے جس کو حضرت شیخ نے خود اپنی کتاب مدارج النبوت شریف میں رد کیا اور فرمایا این سخن اصلے ندارد۔ اس مردود قول کو روایت بتا کر حدیث بنایا اور نصوص قطعیہ میں شمار کیا۔ مسلمانوں انصاف سے کہنا یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت کا نشہ نہیں تو اور کیا ہے اور شیطان علیہ لعن سے عقیدت نہیں تو اور کیا ہے باوجود اس کے یہ کہنا کہ اگر شیطان کے ساتھ خوش عقیدگی ہو سکتی ہے تو آپ کے بزرگوار مولوی عبدالمسیح صاحب کی ہو سکتی ہے

کہ انہوں نے ہی دلائل سے اس طعون کے علم کی وسعت ثابت کی ہے۔ **مقام الحدید ص ۵**۔ یہ رہبر صاحب کا جھوٹ منہ ہوا۔

ان فریبوں اور بہتانوں کے بعد رہبر صاحب نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے علم زمین کی نفی کر کے شیطان کے واسطے ثابت کرنے کے لیے یہ پال مٹی اور پہلے ذرا ہلکے ہلکے کہا کہ یہاں صرف علم زمین میں بحث ہو رہی ہے جس کو نبوت اور رسالت سے کوئی خاص تعلق نہیں نہ اس پر کمال انسانی کا مدار ہے اور ایسے علوم غیر کمالیہ اگر انبیاء علیہم السلام کو عطا نہ ہوں اور دوسرے بے کمال لوگوں کو دے دیئے جائیں تو اس پر کوئی مضائقہ نہیں حضور خود فرماتے ہیں **استداعہ باصوہ دنیا ص ۸**۔ اپنی دنیا کی باتیں تم ہی زیادہ جانتو اور امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں۔ **بیحوزان یحکون عنہما الذی فوق الذی فی علوم لا تتوقف نبوتہ علیہما**۔ ترجمہ ہو سکتا ہے کہ عین نبی کا علم نبی علیہ السلام سے بڑھ جائے ان چیزوں میں جس پر نبوت کا مدار نہ ہو خلاصہ کلام یہ کہ انبیاء علیہم السلام کی علمی فضیلت ان کے علوم نبوت کی وجہ سے ہے جن میں کوئی ان کا سمجھ نہیں ہو سکتا لیکن دوسرے ناقص علوم جن کو کمال انسانی میں کوئی دخل نہیں بالخصوص شیطانی علوم سے ان کا قلب منور پاک ہوتا ہے اور یہ سمجھنا کہ پیغمبروں کا علم شیطانی باتوں کو بھی محیط ہونا چاہیئے اور معاذ اللہ علوم شیطنیت میں بھی ان کا دائرہ سب سے وسیع ہونا چاہیئے محض شیطانی دوسرے ہے جو محض انہیں کو رد و مانع ہو سکتا ہے جو علوم شیطنیت اور علوم نبوت میں فرق نہ سمجھتے ہوں اور ان کے نزدیک گلی اور گوبر موتی اور پتھر کی ایک قیمت ہو۔ **مقام الحدید ص ۵**۔

ناظرین عذر فرمائیں رہبر صاحب نے پہلے تو یہ کہا کہ علم زمین شان نبوت سے کوئی خاص تعلق نہیں رکھتا نہ اس پر کمال انسانی کا مدار ہے لہذا یہ علم زمین اگر انبیاء علیہم السلام کو نہ ملے اور دوسرے بے کمال لوگوں کو (شیطان و تقاضی گنگوہی)



دیا جاتے تو کوئی مضائقہ نہیں پھر غلامہ میں صاف کر دیا کہ علم زمین علم شیطانی اور ناقص  
علوم میں ہے جن سے انبیاء کا قلب منور ہوا ہے کیونکہ رہبر صاحب پہلے اپنی  
بحث کی تفصیل کر چکے ہیں کہ بحث صرف علم زمین میں ہے لہذا غلامہ میں علم زمین  
ہی کو علم شیطانی کہا دیو بندی کی اس جرات پر حیرت ہے کہ اس ناپاک غلامہ کی  
نسبت حدیث و تفسیر کی طرف کر دی یہ دیوبندی رہبر کا بہتان عظیم ہے۔  
حقیقت یہ ہے کہ دیوبندی حدیث و قرآن صرف حضور کے علم و کمالات گھٹانے  
کی کے لیے پڑھتے ہیں جمعی تو حضور کا یہ فرمان نہ سوجھا۔ حدیث فوضع کعبہ بین  
کتفی نوح و جدت بردہا بین ثدی فعلمت ما فی السموات والارض شکوۃ شریف  
منہ۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنا دست قدرت میرے شانوں کے درمیان رکھا۔  
پس میں نے اس کی ٹھنڈک اپنے سینہ میں پائی۔ پس میں نے آسمانوں اور زمین کی ہر  
چیز جان لی پھر حضور نے یہ آیت تلاوت فرمائی و کذلت نری ابراہیم ملکوت  
السموات والارض۔ ترجمہ۔ اور اسی طرح ہم دکھاتے ہیں ابراہیم کو آسمانوں اور  
زمین کی بادشاہت۔ نہ حضور کا یہ ارشاد نظر آیا۔ حدیث ان اللہ رفع لی الدنیا  
فانا النظر الیہا والی ما ہو کائن فیہا الی یوم القیمۃ کائناتنا انظر الی کفی ہذہ  
(مواہب لایبہ و طرائف) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا میرے  
پیش نظر کر دی، پس میں دنیا کی طرف دیکھ رہا ہوں اور جو کچھ اس میں قیامت تک  
ہونے والا ہے۔ سب کی طرف ایسا دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی پتیلی کی طرف اس  
مضمون کی سیکڑوں حدیثیں کتب حدیث میں مذکور ہیں مگر دیوبندی نے چھائی تو  
حدیث انتم اعلم بامور دینا کہم اور لطف یہ کہ تقاضی صاحب کی حمایت  
کے لیے تو اپنے ماسخیں کے ایڈیشن تک دکھائیں اور حدیث شریف کی شرح  
سے بھی جو اکابر امت و متحین ملت نے بیان فرمائیں آنکھیں بند کر جائیں یہ تقاضی  
حمایت اور محمدی عداوت نہیں تو اور کیا ہے دیوبندی اس حدیث پر اپنے شیطانی

شہ کا جواب منوجو شفا شریف کی شرح میں موجود ہے۔ قال الشیخ سیدی محمد  
السنوسی اراد انہ یحملہ علی خرق العوائد فی ذالک الی باب التوکل و  
اما هناک فلم یثبتوا فقال انتم عارف بدنیا کہم ولوا متشوا و تحملوا فی  
سنة و سنین لکفوا امرہذا المحدثہ۔ شرح شفا قاضی عیاض لملا علی تارسی  
رحمۃ اللہ علیہ شیخ سنوسی رحمۃ اللہ نے فرمایا کہ حضور نے ان کو غلاف عوائد پر الجھٹلے کرنے  
اور باب توکل کی طرف پہنچانے کا ارادہ فرمایا تھا انہوں نے اطاعت نہ کی اور جلدی کی  
تو حضور نے فرمایا کہ تم اپنے دنیا کے کام کو خود ہی جانو۔ اگر وہ سال دو سال  
اطاعت کرتے اور تکیہ (زکھجور کی گلی کو مادہ کی گلی میں رکھنا) نہ کرتے تو انہیں تکیہ  
کی محنت نہ اٹھانی پڑتی۔ دیکھایا ہے حدیث کا مطلب تو حضور نے توکل کی تعلیم فرمائی  
تھی مگر جب وہ صبر نہ کر سکے تو ان کے دنیا کے کام ان کے سپرد کر دیئے دیوبندی  
نے نیش زنی کر کے حضور سے امور دنیا کے علم کی نفی کی اور پھر اس سے علم زمین کی  
نفی کرتے ہیں۔ حضرت شیخ محقق مولانا شاہ عبدالحمید محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اسی  
حدیث کے معنی بیان فرماتے ہیں۔ انیسٹ معنی آپ نے در بعض روایات دریں تفسیر  
آمدہ کہ فرمود انتم اعلم بامور دنیا کہم شہاد انما ترید بکار ہائے خود یعنی مرا کار سے  
والتفاتے بدان نیست والا اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم وانا ترست از ہمہ در ہمہ  
کار ہائے دنیا و آخرت اشعت الممعات ص ۷۔

یعنی حضور کے فرمان انتم اعلم بامور دنیا کہم کا مطلب یہ ہے کہ مجھے  
دنیا کی طرف التفات و توجہ نہیں ہے ورنہ آخرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا و آخرت  
کے تمام کاموں میں سب سے زیادہ عالم ہیں۔

سلمان! سنا تم نے حضور نے خود فرمایا کہ میں نے زمین و آسمان کی تمام اشیاء  
جان میں ساری زمین کو ایسا دیکھ رہا ہوں جیسا اپنی پتیلی کو۔ آیت کریمہ سے حضرت  
ابراہیم علیہ السلام کے لیے آسمانوں اور زمین کی ساری سلطنت کا مشاہدہ ثابت



اور اسی آیت کے لفظ کذاب سے خود محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ثابت  
 محدثین کرام نے حدیث پر شیطانی شبہ کا بواب دیتے ہوئے حضور کو دنیا و آخرت  
 کے تمام علوم میں ساری مخلوق سے زیادہ علم ہونے کی تصریح فرمادی۔ مگر دیوبندی پر  
 یہ آیت کو مابین نہ حدیث میں نہ محدثین کے فرمان پر کان و حرس بلکہ حضور کا علم  
 گھٹانے اور شیطان کا علم بڑھانے کے لئے یہ چال چلی کہ علم زمین کو علم شیطانی قرار دیا  
 علوم شیطنت و علوم نبوت میں یہ فرق دکھایا کہ پہلے گو گو براورد دوسرے کو گھی بتایا۔  
 لہذا ہر صاحب کے مربی مولوی شکر اللہ صاحب اور سارے دیوبندی بتائیں کہ  
 وہ شیطانی علوم کون کون سے ہیں جو گو بر کی طرح گھس ہیں جن میں نبی کریم صلی اللہ علیہ  
 وسلم سے تمہارے نزدیک شیطان بڑھا ہوا ہے۔ اور وہ علوم شان رسالت کے لائق  
 نہیں۔ مگر ساتھ ہی اس آیت کے معنی بھی بیان کر دیں ان اللہ بکل شیء علیم  
 اللہ تعالیٰ ہر شے کا عالم ہے۔ یہ بتائیں کہ اس کلمہ میں وہ شیطانی علوم جو تم نے  
 اپنے شیطان کے لئے مخصوص کر رکھے ہیں۔ داخل ہیں یا نہیں۔ اللہ تعالیٰ بھی ان کو  
 جانتا ہے یا نہیں۔ اگر نہیں تو ان علوم میں تمہارا شیطان معاذ اللہ اللہ تعالیٰ سے بھی  
 بڑھا ہوا ہے اور بغیر خدا کے دیتے! سینے وہ علوم خود حاصل کر لئے ہیں دیوبندیو  
 کیا اس کے لئے تم علوم ذاتی مانتے ہو شیطان کے لئے علم ذاتی ماننا تمہارے نزدیک  
 شرک نہیں خالص توہید ہے اور اگر اللہ تعالیٰ ان علوم کا عالم ہے تو وہ علوم  
 شیطانی اتنے گندے جن کو تم گو بر بتاتے ہو اور نبی کی شان کے لائق نہیں مانتے  
 تو وہ گندے علوم خدا کی شان کے لائق کیسے ہوئے کیا تمہارے نزدیک خدا کی شان  
 نبی کی شان سے اتنی گھٹی ہوئی ہے کہ گو بر سب نجاستوں کے ساتھ متصف ہوتا  
 ہے تمہارے ایمان میں تو لکھا ہے۔ ہر مخلوق بڑا ہونا چھڑا وہ اللہ کی شان کے آگے  
 چمارے بھی زیادہ ذلیل ہے۔ تقویۃ الایمان صلا۔ بولو کچھ تو بولو کیا بولو گے۔ یہ  
 سب نبی کی عداوت کا عذاب ہے۔ کذلک العذاب والعذاب الاخرة اکبر لو

کالوا یعملون عقل کے دشمنو علم کسی چیز کا گند نہیں ہوتا حتیٰ کہ گندی سے گندی  
 بری سے بری چیز کا علم بھی اس کے جہل سے ہزاروں درجہ افضل ہے علم شے بہ از  
 جہل شے مسلم ہے۔ البتہ اس گندی چیز کو عمل میں لانا اور کرنا برا ہوتا ہے جیسے ایک  
 تو کتے کا علم یہ جاننا کہ کو ایک سیاہ پرندہ ہے جس کی گردن کا رنگ سفیدی  
 مائل ہوتا ہے نجاست کھانا ہے خبیث جانور ہے۔ قرآن مجید و حدیث شریف و فقہ  
 سے اس کی حرمت ثابت ہے اس کا کھانا حرام ہے اور ایک اس خبیث ناپاک جسم  
 جانور کا کھانا کو سے کا یہ علم یقیناً فضیلت رکھتا ہے۔ برا اور گندہ اور ناپاک و حرام  
 جو کچھ بھی ہے وہ اس کا کھانا ہے جو مسلمان کی شان کے لائق نہیں نہ کہ اس کے علم ہی کو  
 برا بتایا جائے اسی طرح تمام گندی چیزوں کو قیاس کرو۔ انوار ساطعہ کا یہ فرمان کہ اجنت  
 ناپاک جہنوں میں حضور کے تشریف لانے کا دعویٰ نہیں کرتے حق و حجاب اس سے  
 یہ سمجھنا کہ حضور کو ان مقامات کا علم بھی نہیں مانتے یہ نرمی کو رد داعی کو مغوی ہے کسی  
 جگہ کے علم کے لئے اسی جگہ کے علم کے لئے اسی جگہ جانا کیا ضروری ہے دوسرے بھی علم  
 ہو جاتا ہے حتیٰ کہ دوسرے دیکھ بھی سکتے ہیں۔ اس پر انوار ساطعہ کو اپنے نظریہ میں  
 شامل کرنے سے باز آؤ تو قانونی صاحب سے پوچھو کہ آپ کو دوزخ کا علم ہے یا  
 نہیں اگر نہیں تو ایمان کا دعویٰ کیوں۔ اگر ہے تو کیا دوزخ میں تشریف لے جا چکے  
 ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ گئے تو نہیں ہیں مگر اپنے کفر سے بغیر توبہ کیے مر گئے تو جہنم گئے  
 ضرور۔ ہم یہ دریافت کرتے ہیں کہ حسد ام چیزیں بری ہیں یا نہیں اگر کہتے نہیں تو  
 وہی گو بر اور گھی والی مثال آپ پر صادق مگر جس نے قرآن پڑھا ہے اسے معلوم  
 ہے کہ بے شک بری ہیں وہ سحر الحباش پھر اگر دیوبندیوں کے طور پر بری چیز کا علم  
 بھی برا ہوتا ہے اور بری چیزوں کا جاننا شان رسالت کے منافی ہے تو انبیاء علیہم السلام  
 کو کیا عرات کا بھی علم نہ تھا۔ حضرت خضر اور حضرت موسیٰ علیہما السلام کے واقعہ سے  
 بعض لوگوں نے حضرت خضر علیہ السلام کی نبوت پر استدلال کیا ہے اس پر امام



رازی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ منع واروکی میجوزان یکون غیر الفی فوی البقی فی علوم  
لاستوفت نبوتہ علیہا۔ لیکن ہے کہ غیر بنی پر فزیت سے جاتے علوم نبوت  
کے سوا دیگر علوم میں تفسیر کبیر کا یہ قول مانع کے لئے مفید ہو سکتا ہے مگر استدلال کیلئے  
صرف ممکن ہوتا ہرگز کافی نہیں اور دیوبندی تو اس جگہ مستدل ہیں کیونکہ مولوی  
عبد الجبار علی پوری دیوبندی نے میلاد شریف کی مجلسوں میں حضور کا تشریف لانا شریک  
بتایا مولوی عبدالصمد صاحب نے اس کا رد کیا۔ مولوی شلیل احمد صاحب نے اپنے  
دیوبندی مولوی کی بات بنانے کے لئے وہ شیطان والی عبارت بولی جس کی  
حمایت میں رہبر صاحب بھی اچھے تو ایسے کہ نہایت زور کے ساتھ مگر ذرا ترکیب  
سے ثابت کیا کہ علم زمین کی وسعت میں علم شیطان کا دائرہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے  
بڑھا ہوا ہے۔ ان کی صلا کی پوری عبارت اس پر دلیل ہے۔

لہذا دیوبندی اس جگہ مستدل ہیں اور تفسیر کبیر کے لفظ یجوز سے بنی کریم  
علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا علم اپنے شیطان کے علم سے گھٹانے پر استدلال کر رہے  
ہیں لہذا اگر یجوز اور ہو سکتا ہے سے دیوبندیوں کے نزدیک استدلال صحیح ہے اور  
نتیجہ کی فضیلت لازم ہے تو لو سنو۔

۱۔ یجوز ان یکون المتقونی مرتدا وکل مرتدا فی النار فیکون المتقونی فی النار۔

۲۔ یجوز ان یکون المتقونی مرتدا وکل مرتدا واجب القتل فیکون المتقونی واجب القتل۔

۳۔ یجوز ان یکون المتقونی مرتدا وکل مرتدا جازان یکون قروا وضریر فیکون المتقونی قروا وضریرا۔

لہذا دیوبندی پہلے یجوز سے یہ تمام نتیجے نکال کر تقاضی صاحب کی خدمت  
میں پیش کر دیں۔ اس کے بعد تفسیر کبیر کی مذکورہ بالا عبارت سے استدلال کا نام  
لیں۔ کذا اللہ العذاب والعذاب الاخرة اکبر لو کالوا یعلمون ہ

پھر اس عبارت تفسیر کبیر سے آپ کا منشا یہ ہے کہ غیر انبیاء حضور اقدس صلی اللہ علیہ  
وسلم سے علم نبوت کے غیر میں بڑھ سکتے ہیں اور وہ علم انسانی کمالات نہیں جسکو آپ  
نے خود بیان کیا تو بتائیے کہ خضر علیہ السلام کا وہ علم کمال انسانی میں ہے یا نہیں۔  
دیوبندی برادری ذرا قرآن مجید پیش نظر رکھ کر جواب دے۔ کیا وہ علم جو انسان  
کے کمالات سے نہیں اسی کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا وعلینہ من لدنا علما اور اسی  
کو موتی علیہ الصلوٰۃ والسلام فرما رہے ہیں۔ ہل تعلمن ما علمت رشدا  
اور یہ بتائیے کہ تجوز میں دونوں جانب کا احتمال ہوتا ہے۔ یعنی پایا جائے یا نہ پایا  
جاتے تو اب دیوبندی برادری بوسے کہ خلاصہ کلام میں جو کچھ لکھا ہے اس کا کیا  
مطلب ہوا یہی نہ کہ گور بھی بتاتا جاتا ہے پھر حضور کا اس کے ساتھ متصف ہونا جائز  
بھی کہتا ہے یہ ہے دیوبندی خباثت جن کے داعیوں میں گور بھرا ہوتا ہے وہی  
ایسا سمجھتے ہیں۔ دلائل و دلائل و لا قوۃ الا باللہ۔

المصباح الحدید دیوبندیوں کے رد میں وہ بے مثل کتاب ہے۔ جو اپنی  
آپ ہی نظیر ہے باوجودیکہ نہایت مختصر ہے مگر دیوبندی مذہب کی وہ عوایاں تصویر  
ہے جس میں ذریت و جالیہ دیوبندی کے تیس گندے عقیدے ہمزوار دیوبندیوں  
کی معتبر کتابوں کے حوالے سے بیان کئے ہیں اور ہر حوالہ کے غلط ثابت کر دینے  
پر پانچ سو روپیہ انعام مقرر کیا ہے مگر چار پانچ برس سے آج تک کسی دیوبندی میں  
یہ سمیت نہ ہوئی۔ کہ ایک بھی حوالہ غلط ثابت کر کے انعامی رقم وصول کرتا اور انشا اللہ  
نقیامت تک ہمت ہو سکے۔

(الحمد للہ) کہ المصباح الحدید نے دیوبندیوں کو دم بخور کر دیا۔ گورستان

دیوبندیت میں سناٹا کر دیا۔ دیوبندیوں نے جب دیکھا کہ پھنسے پھنسے ہاتھ  
بگل رہے ہیں تو اس کے جواب میں متاع الحدید لکھی جس میں دیوبندی سنت کے  
مطابق بڑی بڑی مکاری، فریب کاری، چال بازی، افترا پر دازی، بہتان طرازی



سے دیوبندی مذہب کی عریاں تصویر کو چھپانے اور اپنے کفریات پر پردہ ڈالنے کی  
 کام کوشش کی اس کے دو باب مقرر کیے پہلے باب میں اپنے تئیں دجالی عقیدوں  
 پر غلبہ سازی لیا اور بڑی تکیہ بازی کی جسٹل و مکر کا کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا اور  
 باب دوم میں دیوبندی تہذیب کا آئینہ دکھایا ہے بغضِ حق تعالیٰ العذاب الشدید  
 نے جب مقامِ الحدید کے باب اول کے دھوئیں اڑا دیئے پرزے پرزے کر  
 دیئے تو دیوبندی آئینہ کی کیا حقیقت ہے۔ اس کے لئے تو عذاب الہی کا ایک پتھر  
 ہی کافی دوائی ہے۔ ایک اشارہ ہی میں پکنا چور کر دے گا۔ لہذا اب وہ باب دوم  
 کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ وبالله التوفیق۔

## باب دوم دیوبندی مذہب کا آئینہ

دیوبندی مذہب میں اللہ صاحب کی شان

۱۔ دیوبندیوں کے نزدیک اللہ تبارک و تعالیٰ کا علم  
 لازم و ضروری نہیں بلکہ تمام ممکنات کی طرح ممکن اور حادث اور اختیاری  
 ہے جب چاہتا ہے اپنے اختیار سے غیب دریافت کر لیتا ہے جب تک  
 نہیں چاہتا جاہل رہتا ہے۔

حوالہ۔ دیوبندیوں کے شہید مولوی اسماعیل دہلوی فرماتے ہیں غیب  
 کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو کہ جب چاہے کر لیجئے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی  
 ہی شان ہے تقویۃ الایمان ص ۱۵ مطبع مجتہبی دہلی۔

جب چاہے دریافت کرنے کا صاف مطلب یہ ہے کہ ابھی تک دریافت  
 نہیں ہوا لہذا جب تک دریافت نہیں ہوا خدا جاہل رہا اور علم الہی اختیار ہی ہوا  
 لہذا ممکن اور حادث ہوا۔ دیوبندی مذہب میں اللہ صاحب کی یہی شان  
 ہے کہ علم الہی ممکن بھی ہے۔ حادث بھی ہے اختیار ہی بھی ہے۔

۲۔ دیوبندیوں کے نزدیک

خدا کی شان

اللہ تعالیٰ زمان و مکان میں  
 گھرا ہوا ہے اس کو زمان و مکان و جہت سے پاک ماننا اس کے دیدار کو بلا جہت  
 و بغیر مقابلہ کے جاننا بدعتِ حقیقیہ ہے۔



حوالہ۔ دیوبندیوں کے شہید فرماتے ہیں۔ تنزیہ اوتھائے از زمان و مکان وجہت  
واثبات رویت بلا جہت و عدا ذات (الی قول) ہمد از قبیل بد عادت تحقیق است  
اگر صاحب اس اعتقادات مذکورہ را از جنس عقائد دینیہ شمار دانتی شخص است  
ایضاح الحجۃ ۳۹۰۔ یعنی اللہ تعالیٰ کا زمان و مکان سے پاک ہونا اور اس کا  
دیدار بغیر جہت اور مقابلہ کے ماننا بدعت حقیقہ ہے۔ اگر اس کا معتقدان باتوں کو  
دینی عقیدہ شمار کرے جب خداوند قدوس کو زمان و مکان سے پاک ماننا بدعت  
حقیقہ ہوا تو ضرور خدا سے تعالیٰ کسی مکان اور زمانہ میں محدود ہوا جب زمانہ میں  
محدود ہوا تو ضرور اس کی کچھ عمر ہوگی، لہذا دیوبند یو ذرا بتاؤ تو تمہارے خدا کی  
عمر کتنی ہوئی اور کتنی باقی ہے خوب حساب کر کے ٹھیک بتانا

### دیوبندیوں کے نزدیک رسول کی شان

۱۔ دیوبندیوں کے نزدیک  
خدا سے تعالیٰ واقع میں جھوٹا  
ہو جائے تو کوئی حرج نہیں مگر بندے اس کے جھوٹ پر مطلع نہ ہوں کیونکہ خدا  
جھوٹ بولنے میں صرف بندوں سے ڈرتا ہے اگر بندوں کو پتہ نہ چلے تو پھر خدا  
کو جھوٹ بولنے میں کوئی پرواہ نہیں۔

حوالہ۔ دیوبندیوں کے شہید فرماتے ہیں۔ بعد اخبار ممکن بہت کہ ایشان  
را فراموش گردانیدہ شود پس قول با مکان وجو مثل اصلا سخر بتکذیب نفسہ از  
لغویں نکر دو سبب قرآن مجید بعد انزال ممکن ست رسالہ بحر وزمی ۱۳۴۔

علماء اہل سنت نے فرمایا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مثل یعنی تمام صفات  
کامیہ میں آپ کا شریک و ہمسر ہونا محال ہے کیونکہ حضور خاتم النبیین ہیں لہذا  
اگر حضور کا مثل ممکن ہو تو آیت و لکن رسول اللہ و خاتم النبیین کی تکذیب ہو  
اور کذب الہی لازم آئے اس کے جواب میں مولوی اسماعیل صاحب نے یہ  
کھڑی بول بولا کہ قرآن مجید دلوں سے بھلا کر ایسا کرے تو کس نفس کی تکذیب ہوگی

لہذا صاف اقرار کیا کہ اللہ تعالیٰ کی بات واقع میں تو جھوٹی ہو جانے میں کوئی  
حرج نہیں۔ حرج اس میں ہے کہ بندے اس کے جھوٹ پر مطلع ہوں اگر نہیں  
بھلا کر اپنی بات جھوٹی کر دے تو تکذیب کہاں سے آئے گی کہ اب کسی کو وہ نفس  
یاد ہی نہیں کہ جھوٹ ہونا بتائیے غرض سارا ڈر بندوں کا ہے جب ان کی  
مت ماروی پھر کیا پرواہ ہے۔

دیوبندیوں کا تمہارا خدا ایسا عجیب وار ہے کہ واقع میں جھوٹ بولے اور  
کوئی حرج بھی نہ ہو اور اتنا بزدل کہ بندوں سے ڈرتا بھی ہے معاذ اللہ اسی وجہ  
سے تم جھوٹ بولنے کے عادی ہو اور بزدل اتنے کہ ڈر کے مارے مسلمانوں  
سے اپنے یہ کفری عقائد چھپاتے ہو۔

۲۔ دیوبندیوں کے نزدیک خدا کا جھوٹ بولنا کہ جس پر بندے مطلع نہ  
ہوں کسی طرح محال نہیں۔ کیونکہ اگر خدا جھوٹ نہ بول سکے تو لازم آئے کہ  
انسان کی قدرت خدا کی قدرت سے بڑھ جائے۔

حوالہ۔ دیوبندیوں کے شہید فرماتے ہیں۔ لا نسلم کہ کذب مذکور محال بمعنی  
مستور باشد پر عقد نفیہ غیر مطابق للواقع والحق اس بر ملا نکر دانیا خارج از  
قدرت الہیہ نیست والا لازم آید کہ قدرت انسانی از ید از قدرت ربانی باشد  
یکم وزمی ۱۴۵۔

یعنی خدا جھوٹی باتیں گڑھ کر فرشتوں اور نبیوں کو خبر دینے پر  
قادر ہے کیونکہ اگر اس جھوٹ پر قادر نہ ہو تو لازم آئے کہ انسان کی قدرت خدا  
کی قدرت سے بڑھ جائے۔

یہ دلیل حراستہ ثابت کر رہی ہے کہ انسان جو کچھ اپنے لیے کر سکتا ہے  
وہ سب خدا سے تعالیٰ کی ذات پر روا ہے، خدا بھی اپنے لیے وہ سب  
کچھ کر سکتا ہے کیونکہ اگر کوئی ایک کام بھی ایسا ہو جو بندہ کر سکے اور خدا نہ کر



توبہ بندہ کی قدرت خدا کی قدرت سے بڑھ جائے گی لہذا اب دیوبندی دھرم میں خدا کی شان سنو اور دیوبندی دلیل سے ہر شان کو ثابت کیے جاوے۔

خدا کھا نا کھا سکتا ہے، سو سکتا ہے، جاگ سکتا ہے، پاخانہ پیشاب پھر سکتا ہے پل پھر سکتا ہے، راستہ بول سکتا ہے، غافل ہو سکتا ہے، خدا ظالم ہو سکتا ہے، اپنی ناک کان کاٹ سکتا ہے، اپنی آنکھیں چھوڑ کر اندھا ہو سکتا ہے، خدا گناہ گونٹ کر، زہر کھا کر، تلوار، بندوق مار کر، برہمنی بھائے سے چڑھ کر، خودکشی کر سکتا ہے، خدا پانی میں ڈوب کر، درخت سے گر کر، دیوار میں دب کر مر سکتا ہے دیوبندیوں کے مدرسہ کا طالب علم ہو سکتا ہے، خدا بھیک مانگ سکتا ہے، دو مڑوں کو اپنے کام میں شریک کر سکتا ہے، عبادت کر سکتا ہے، بتوں کو سجدہ کر سکتا ہے، خدا پوری کر سکتا ہے، گرہ کاٹ سکتا ہے، ڈاکہ مار سکتا ہے خدا دیوبندیوں کی طرح گاندھی کی بے پکار سکتا ہے، کھد پھن کر گاندھی کی بے ادب کر بندے مازم کا گیت گاسکتا ہے، مولوی حسین احمد، مولوی کفایت اللہ، مولوی عبدالمجید وغیرہ کی طرح جیل جاسکتا ہے، مولوی احمد سعید کی طرح جیل کے خوف سے حاکم پر گنہ کے اجلاس میں جھوٹ بول سکتا ہے، جھوٹ بولنے پر بھی ربانی نہ ہو تو بیل جاسکتا ہے، ان سب باتوں میں سے دیوبندی جس کا بھی انکار کریں تو خدا ان کے شہید کی دلیل سے ثابت کر دو۔ مثلاً کوئی دیوبندی کہے کہ خدا اگلا گھونٹ کر نہیں مر سکتا ہے تو اس سے کہو کہ انسان اپنا گلا گھونٹ کر مر سکتا ہے خدا اس پر قادر نہ ہو اور اپنا گلا گھونٹ کر نہ مر سکے تو تمہارے شہید کی دلیل سے لازم آئے گا کہ انسان کی قدرت خدا کی قدرت سے بڑھ جاتے لہذا تمہارے نزدیک لازم و ضروری ہے کہ خدا اس پر قادر ہو کہ اپنا گلا گھونٹ کر مر سکے۔ یہ ہے دیوبندی دھرم میں خدا کی شان کہ ان کے خدا کے پیروں کی گنتی نہ شمار واہرے بہادر مولوی اسماعیل دہلوی دیوبندیوں کے شہید شہاب الدین کیا دلیل

بیان کی ہے۔ صرف خدا کا جھوٹ ثابت کرنے کے لئے اس کی ذات مقدس پر عجز منجابی عیب لازم کر دیئے۔

مسلمان عجز فرمائیں دیوبندی بھی اپنے شہید کی دلیل کو دیکھیں اور ذرا انصاف سے دیکھیں اور بتائیں کہ وہ کون سا عیب ہے جو تمہارے شہید کی دلیل سے لازم و ضروری نہیں، سارے پیروں تمام بے حیائیوں کو خود تمہارے ہی شہید نے الشد عز وجل کے لئے لازم کر دیا ہے، باوجود اس کے دیوبندی رہبر کا یہ بہتان عظیم ہے کہ یہ عقیدے رضا خانیوں کے بانی مذہب (یعنی مولانا احمد رضا خان صاحب) نے ازراہ افتراء و بہتان حضرت شہید کی طرف منسوب کر کے لکھے ہیں۔

مقامع الجدید ص ۸۱

دیوبندیوں کو ایسے بہتانوں سے تمہارے شہید کے کفریات پر پردہ نہیں پڑ سکتا، کیونکہ سالہ یک روزی کی مذکورہ عبادت نے آفتاب سے زیادہ واضح کر دیا کہ خود مولوی اسماعیل نے تمام پیروں اور کل بے حیائیوں کو خدا کے لئے لازم و ضروری کر دیا ہے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے صرف ان میں سے بعض کو نمونہ ذکر کر دیا ہے تاکہ دیوبندی اپنے شہید کی شان اور خوش عقیدگی سے واقف ہو جائیں، مگر رہبر صاحب نے اس جرم اسماعیلی کے عوض بوکھلا بوکھلا کر اعلیٰ حضرت اور علمائے اہل سنت پر تبر کیا بہت سی گالیاں دیں، گالیوں کی کیا شکایت، دیوبندی رہبروں کو تو انصاف و دیانت کا دشمن ہونا ہی چاہیئے، کیونکہ انہوں نے مولوی اسماعیل کا دامن قمار ہے، جو بظاہر خداوند قدوس کو جھوٹا ہی نہیں بلکہ تمام پیروں اور کل بے حیائیوں کا خیرہ مانتے ہیں اور لطف یہ کہ توحید کے علمبردار ہیں کہ اہل سنت کی سنت پر منہ مارتے ہیں شرم نہیں آتی، آوے کہاں سے شرم و حیا تو ایمان والوں کا حصہ ہے الحیا و شجعة من الایمان حق ہے۔



دیوبندی مہر اہل رسول کی شان | علیہ السلام کے نزدیک رسول اللہ

اور پدران زیادہ سے زیادہ گناہوں کے زمیندار کے برابر ہے ان کے نزدیک رسول کی پس بھی شان ہے۔

حوالہ جیسا کہ ہر قوم کا چودھری اور گناہوں کا زمیندار سوان معنون کریم پتھر اپنی امت کا سردار ہے۔ تقویت الایمان ص ۸۵ مطبع صدیقی دہلی۔

اللہ اکبر رسول کے مرتبہ کا کہیں ٹھکانا ہے کتنا بلند کتنا برتر کتنا اونچا کہ چودھری اور گناہوں کے زمیندار سے جا ملا۔ اسی وجہ سے دیوبندی مولوی اہل صاحب کا دامن نہیں چھوڑتے اور ان کو شہید اور توحید کا علمبردار کہتے ہیں کیونکہ مولوی اسماعیل صاحب کے نزدیک رسول کی سرداری چودھری کی طرح ہے۔

۲۔ دیوبندی مذہب میں رسول کا مرتبہ اللہ کے نزدیک ذرہ برابر بھی نہیں۔ ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہے۔

حوالہ سب انبیاء اور اولیاء اس کے روبرو ایک ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں۔ تقویت الایمان ص ۸۷ مطبع صدیقی دہلی۔

یہ قرآن مجید کا رو ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَ لِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِلّٰهِ السُّلْطَانُ۔ اللہ اور اس کے رسول اور مومنین کے لیے عزت ہے۔

موسیٰ علیہ السلام کے لیے فرمایا دکان عند اللہ وجیہا موسیٰ علیہ السلام کے نزدیک با عزت ہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام کے لیے فرمایا۔ وَ جِیہَا فِی الدُّنْیَا وَ الْآخِرَةِ عِیْسٰی عَلَیہِ السَّلَامُ دونوں جہان میں عزت والے ہیں۔ دیوبندیوں کے شہید نے ان سب آیتوں کا انکار کر کے رسول کی شان ذرہ ناچیز سے بھی کمتر کر دی دیوبندی اسی بے مولوی اسماعیل کو

اپنا پیشوا مانتے ہیں کہ انہوں نے شان رسالت کو گھٹانے کیلئے قرآن مجید کا رو کیا ہے۔

۳۔ دیوبندی مذہب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرکز مٹی میں مل گئے لطف یہ کہ مولوی اسماعیل دہلوی نے اس خبیث قول کا انستراخو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر کر دیا۔

حوالہ یعنی میں بھی ایک دن مرکز مٹی میں ملنے والا ہوں تقویت الایمان ص ۸۲ مطبع صدیقی دہلی۔

قلم پر اللہ کی لعنت حضور نے تو فرمایا ہے اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَی الْاَوَّلِیْنَ تَاْکُلْ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَاءِ فَفَبِیْ اللّٰهِ حَتّٰی یُعْذَرَ ذٰی یَعْنٰی اللّٰهُ تَعَالٰی سَبَّیْہُمْ عَلَیہِمْ السَّلَامُ کے سمجھوں کو زمین پر حرام کر دیا۔ اللہ کے نبی ذرہ ہیں اور رزق پاتے ہیں۔ یہاں شان رسالت گھٹانے کے لیے دیوبندیوں کے شہید نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کی ہے۔

۴۔ کھانے پینے پھینے میں رسول کے حکم پر چلنا شرک ہے۔ رسول کے فرمانے سے کوئی کام کرنا، رسول کے منع کرنے سے اس کام سے باز رہنا شرک ہے۔ دیوبندی دھرم میں رسول کی یہی شان ہے۔

حوالہ دیوبندیوں کے شہید فرماتے ہیں۔ کھانے پینے پھینے میں اس کے حکم پر چلنا یعنی جس چیز کے برتنے کو فرمایا برتنا جو منع کیا۔ اس سے دور رہنا اس قسم کی چیزیں اللہ نے اپنی تعظیم کے واسطے بتائی ہیں پھر جو کسی انبیاء اولیاء کی اس قسم کی تعظیم کرے شرک ہے۔ تقویت الایمان لخصاً ص ۱۴۱

یہ بھی قرآن مجید کا رو ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا مَا اَتَاکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَ مَا نَهَکُمْ عَنْہُ فَاَنْتَہُوْا ہمارے رسول جو حکم دین وہ کرو جس چیز سے روکیں باز رہو۔ مسلمانوں انصاف کرو یہ ارشاد الہی دیوبندی شہید کے نزدیک شرک ہے



۳۔ دیوبندی مذہب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ شان ہے کہ نماز میں حضور کا تصور کرنا غلطت بالائے عظمت ہے۔ آپ کی طرف خیال سے جانا اپنے گدھے اور بیل کے تصور اور خیال میں ڈوب جانے سے بھی زیادہ بدتر ہے۔ گدھے اور بیل کی صورت میں مستغرق ہونے سے نمازی مشرک نہیں ہوتا اور حضور کی طرف توجہ کرنے سے نمازی مشرک ہو جاتا ہے

حوالہ بمقتضائے ظلمات بعض اوقات بعض زمانہ کے دوسرے سے اپنی بی بی کی جماعت کا خیال بہتر ہے اور شیخ یا اسی جیسے اور بزرگوں کی طرف خواہ جناب رسالت مآب (محمد رسول اللہ ہی ہوں۔ اپنی محبت کو لگا دینا اپنے بیل اور گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے زیادہ بُرا ہے کیونکہ شیخ کا خیال تو تعظیم اور بزرگی کے ساتھ انسان کے دل میں چمٹ جاتا ہے اور بیل اور گدھے کے خیال کو نہ تو اس قدر چسپیدگی ہوتی ہے اور نہ تعظیم بلکہ حقیر اور ذلیل ہوتا ہے اور خیر کی تعظیم اور بزرگی جو نماز میں ملحوظ ہو وہ شرک کی طرف بھیج کرے جاتی ہے۔ صراطِ مستقیم مترجم اردو مصنف مولوی اسماعیل دہلوی۔

مسلمانو! باللہ انصاف سے کہنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تصور کو غلطت بالائے عظمت کہنا آپ کے تصور کو گدھے اور بیل کی صورت میں ڈوب جانے سے بھی زیادہ بُرا بتانا کیا اس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توہین نہیں ہے کیا یہ حضور کی شانِ رفیع میں سٹری گالی اور کھلی گستاخی نہیں ہے کیا گالی اور گستاخی کے سر پر پینگ ہوتے ہیں۔

مولوی اسماعیل نبی کی سرداری چودھری اور پدماں کی طرح بتائے۔ کہیں وہ بھی اڑائے اور ذرہ ناچیز سے بھی کتر بتائے۔ نبی کے حکم پر چلیں بشرک بتائے۔ حدیہ کہ مار کر مٹی میں مالتے مگر دیوبندیوں کے نزدیک یہ سب خالص توحید اور دوسرے معرفت ہے۔ ان کے یہاں رسول کی بس

یہی شان ہے۔ ان کا یہی مذہب ہے۔ یہ تو ہمیں معلوم ہے کہ دیوبندیوں کا یہی مذہب ہے مگر حیرت یہ ہے کہ اس کو مسلمانوں سے اس درجہ چھپاتے ہیں کہ اس کے اظہار پر علماء اہل سنت کو گالیاں دیتے ہیں ان پر تبرا کرتے ہیں۔ گالیاں تو دیوبندی رہبر کو مبارک ہوں مگر ہم مسلمانوں پر دیوبندی مذہب کا اظہار صرف اس لئے کرتے ہیں کہ مسلمان آگاہ ہو کہ باخبر ہیں اور ان کے زہریلے اثرات سے محفوظ رہ سکیں لہذا سنو۔

دیوبندیوں کے نزدیک قرآن مجید کی شان | قرآن مجید کا فرمان دیوبندیوں کے نزدیک

غلط بلکہ بہت غلط ہے۔

حوالہ قرآن مجید کا ارشاد ہے وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ لَضَرِبَ لَهَا لِلنَّاسِ دُمًا يُعَلِّمُونَهَا ۝

ترجمہ۔ ہم یہ کہاتیں لوگوں کے لئے بیان کرتے ہیں ان کی سمجھ نہیں مگر عالموں کو یہ امثال و کہاتیں یقیناً قرآن ہیں۔ اور قرآن کا فرمان ہے کہ ان کو عالموں کے سوا دوسرے لوگ نہیں سمجھتے مگر دیوبندیوں کے شہید مولوی اسماعیل تقویۃ الایمان میں اس کا رد کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ عوام الناس میں یہ مشہور ہے کہ اللہ و رسول کا کلام سمجھنا بہت مشکل ہے اس کو بڑا علم چاہیے سو یہ بات بہت غلط ہے۔ انتہی ملخصاً تقویۃ الایمان ص ۳ مطبع صدیقی دہلی۔

۲۔ دیوبندیوں کے نزدیک قرآن مجید شرک کی تعلیم دیتا ہے۔

حوالہ آیت۔ اَعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ ذُوْ نُوْرٍ مِّنْ فَوْضِلِهِ تَرْجَم۔ انہیں دولت مند کر دیا اللہ اور اللہ کے رسول نے اپنے فضل سے۔ تنبیہ۔ خوب یاد رہے اللہ اور اس کے رسول دونوں نے دولت مند کیا ہے۔

آیت۔ وَتَبٰرَکَ الَّذِیْ لَا یَسْـَٔلُ عَمَّا یَفْعَلُ تَرْجَم۔ اسے عسی تو



تندرست کرتا ہے، مادر زاد اندھے اور سفید داغ والے کو میرے حکم سے تنبیہ یا درگھنا اللہ کے حکم سے عیسیٰ علیہ السلام تندرست کرتے ہیں۔

آیت: اُنْبِرِیْ اَلاَکُفَّہُ وَالْاَبْصَرُ وَ اُحْیِ الْمَوْتِیْ بِاِذْنِ اللّٰہِ ترجمہ: عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا میں مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو تندرست کرتا ہوں اور مردے جلاتا ہوں اللہ کے حکم سے۔ تنبیہ: یاد رہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو تندرست کرتے ہیں اور اللہ کے حکم سے مردے جلاتے ہیں۔

اب ان آیتوں پر دیوبندیوں کے شہید علمبردار توحید کا فتوے سنو، روزی کی کشائش اور تنگی کرنی اور تندرست اور بیمار کو دنیا حاجتی برائی بلائیں مالمی مشکل میں دستگیری کرنی یہ سب اللہ ہی کی شان ہے اور کسی انبیاء اولیاء بعوت پر ہی کی یہ شان نہیں جو کسی کو ایسا تصرف ثابت کرے۔ اس سے مرادیں مانگے مصیبت کے وقت اس کو پکارے سو وہ مشرک ہو جاتا ہے پھر خواہ یوں سمجھ کہ ان کاموں کی طاقت ان کو خود بخود ہے، خواہ یوں سمجھ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو قدرت بخشی ہے ہر طرح مشرک ثابت ہوتا ہے، انتہی تحفظ تقویۃ الایمان ص ۱۱۰ مطبع صدیقی دہلی

تنبیہ: یہ اسماعیلی حکم ضرور یاد رہے کہ روزی کی کشائش، دولت مند کرنا، تندرست کرنا، خدا کی دی ہوئی قدرت سے ماننا بھی مشرک ہے۔

اب مسلمان بنظر انصاف آیات مذکورہ کو دیکھیں تو آفتاب کی طرح ظاہر ہو جائے گا کہ تقویت الایمانی حکم سے تینوں آیتوں میں مشرک کی تعلیم ہے کیونکہ پہلی آیت میں ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دولت مند کر دیا دوسری اور تیسری آیت میں عیسیٰ علیہ السلام کا تصرف مادر زاد اندھے اور سفید داغ والے کو تندرست کرنا اور مردے جلاتا بیان فرمایا۔ دیکھو کہ اللہ کے حکم سے تندرست

کیا۔ اللہ کے حکم سے مردے جلاتے مگر یہ قید مشرک سے نہ بچائے گی کیونکہ اسماعیلی حکم میں چکے کہ اللہ کی دی ہوئی قدرت سے بھی یہ تصرف ماننا مشرک ہے اسی سے اللہ عزوجل انبیاء علیہم السلام، تمام مومنین، ملائکہ، مقربین سب کا حکم ثابت ہو گیا کہ تقویت الایمانی حکم سے یہ سب مشرک ہیں کیونکہ یہ مشرک کرنے والا اللہ واحد لا شریک ہے کرنے والے اس کے انبیاء علیہم السلام ہیں۔ ان آیتوں پر ایمان لانے والے تمام مومنین اور کل فرشتے ہیں لہذا دیوبندیوں کے نزدیک سبھی مشرک ہوتے۔ ان کے نزدیک قرآن مجید اور اس کے ماننے والوں کی بس یہی شان ہے۔

دیوبندی رہبر نے جو ص ۸۱ تا ۸۳ سرخیاں قائم کی ہیں، رضا خانی مذہب میں رسول کی شان، رضا خانی مذہب اور قرآن کی شان، رضا خانی مذہب میں ملائکہ الرحمن کی شان، رضا خانی مذہب اور ایمانیات، یہ اس عداوت کی سرخی کا اثر ہے جس نے انصاف کی آنکھ کو بند کر کے بینائی قطعاً سلب کر دی ہے ورنہ ذرا بھی انصاف ہوتا تو اس تکلیف کی ہرگز حاجت نہ تھی، کیونکہ اسماعیلی مشرک اور قرآنی آیتوں کے ملانے سے صاف ظاہر ہے کہ مولوی اسماعیل کے نزدیک اللہ عزوجل، انبیاء علیہم السلام، تمام مومنین، کل فرشتے مشرک ہی ہیں۔

مسلمان جانتے ہیں کہ جرائم شریعہ میں سب سے بڑا جرم مشرک ہے مسلمان کو مشرک کہنے سے بڑھ کر کوئی گالی نہیں۔ چہ جائیکہ فرشتوں کو مشرک کہنا، انبیاء علیہم السلام کو مشرک کہنا اللہ عزوجل کو مشرک کہنا، یہ کتنا بڑا شدید جرم اور کیسی سخت سے سخت گالی ہے۔ اب اگر یہ اسماعیلی حکم دیوبندیوں کے نزدیک بھی جرم ہے تو اس کے جرم مولوی اسماعیل ہی ہیں، لہذا اس کی جو سزا ہو نہیں سکتی کو دنیا چاہیے، مگر حیرت ہے کہ دیوبندی رہبر مولوی اسماعیل کو تو بایں جرم



پہنچیدہ پیشوا جانیں۔ علمبردار توحید مانیں اور اعلیٰ حضرت قدس سرہ کو گالیاں دیں ان پر تبرک کریں۔ انصاف کا دشمن دیانت کا باغی اور کسے کہتے ہیں۔

**دیوبندی شیطنت** | اس نہایت کا کہیں شکنا ہے کفریات مولوی اسماعیل یکیں، خدا اور رسول کو گالیاں دے دیں۔ قرآن مجید سے جنگ وہ کریں مگر دیوبندی رہبر جرم حاکم کریں۔ اعلیٰ حضرت اور علمائے اہل سنت پر رہبر صاحب نے آنچہ انسان می کند بوزینہ نیز کے ماتحت یہ سرخی قائم کی ہے۔ بانی رضا خانیت اور اس کی امت کا اقراری کفر مقام الحدید۔ یعنی اعلیٰ حضرت اور علمائے اہل سنت کا اقراری کفر ثابت کرتے ہیں اور جنک یوں لاتے ہیں کہ۔

مولوی احمد رضا خاں صاحب نے الکوکتبہ الشہابیہ میں مولوی اسماعیل دہلوی کو اللہ و رسول کی شان میں گستاخی کرنیوالا گالیاں دینے والا وغیرہ لکھا مگر مولوی اسماعیل کے ان کفریات مذکورہ کے باوجود ان کو کافر کہنا خلاف احتیاط کہا، اب خود خاں صاحب کے منہ سے سینے کہ ایسے شخص کو کافر نہ کہنے والا خود کافر ہو جاتا ہے۔ خاں صاحب موصوف تہید ایمان ص ۲۷ پر فرماتے ہیں، شفا شریف و بزاز یہ فتاویٰ غیرہ وغیرہ میں ہے۔ تمام امت کا اجماع ہے کہ جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شان پاک میں گستاخی کرے وہ کافر ہے اور جو اس کے معذب یا کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ مقام الحدید لمخصاص ص ۸۷ اس تک بندہ کے بعد یہ نتیجہ نکالا کہ خاں صاحب خود اور قلم خود ذیل کافر ہیں اور اب جو ان کے کفر میں شک کرے بھی ایسا ہی کا ہے۔ انتہی لمخصاص ص ۸۷

رہبر صاحب کی اس ساری تک بندی کا خلاصہ یہ ہے کہ باوجود ان کفریات کے مولوی اسماعیل کی تکفیر سے اعلیٰ حضرت کا اقراری کفر ہے۔

عداوت کا براہ جو جس نے دیوبندی رہبر کو اندھا کر دیا کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی اس کمال احتیاط کو عیب سمجھا اور جہالت کی خرابی ہو کہ کفر فقہی و کفر کلامی میں فرق نہ سمجھا۔ فاضل بریلوی نے اسماعیل کے سینکڑوں کفریات فقہی شمار کرائے لیکن مقام تکفیر میں انتہائی احتیاط برتی کہ مشکلیں محتاطین کا مسک اختیار فرمایا کہ اسماعیل کے اقوال خبیثہ ملعونہ میں خفیف سے خفیف اور ضعیف سے ضعیف احتمال اور بعید سے بعید تر بھی ایمان کا پہلو نکل سکا تو اس کا فائدہ مجرم کو دیا اور اسماعیل جیسے مجرم کی تکفیر سے زبان و قلم کو روکا اس سے دیوبندیوں کو عبرت حاصل کرنی چاہیے تھی اور سمجھ لینا چاہیے تھا کہ ایسا محتاط مفتی جس کے کفر کا فتوے دے گا وہ یقیناً ایسا کافر ہو گا جس کے قول میں کوئی ضعیف و بعید تر بھی ایمانی پہلو نہ نکل سکے گا۔ لہذا غلامی گنگوہی کے کفر پر دیوبندیوں کو ایمان لانا چاہیے تھا۔ یقین کرنا چاہیے تھا کہ غلامی گنگوہی وغیرہ کے اقوال کفریہ ملعونہ میں اگر ضعیف تر اور بعید تر بھی احتمال ایسا نکل سکتا جو ان کو کفر سے بچا سکتا تو عا شاد کلا اعلیٰ حضرت جیسی محتاط شخصیت کا مفتی ہرگز ہرگز ان کی تکفیر نہ کرتا۔

### کفر کلامی اور کفر فقہی کا فرق

کسی قول کا اگر ظاہر کفر ہے۔ اگرچہ تاویل بعید سے صحیح معنی بن سکے ہوں

مگر جمہور فقہاء کے نزدیک یہ قول کفر اور اس کا قائل کافر ہے کیونکہ ان کے نزدیک تاویل بعید معتبر نہیں مگر مشکلیں تاوقتیکہ اس قائل کی مراد معلوم ہو حکم کفر نہ کریں گے البتہ اگر یہ معلوم ہو جائے کہ اس قائل نے وہی ظاہری کفری معنی مراد لیے ہیں تو مشکلیں بھی اسے کافر کہیں گے مثلاً ایک شخص نے کہا کہ کافر دوزخ میں نہیں جاتے گا۔ یہ قول بظاہر کفر ہے۔ قرآن مجید کے خلاف ہے۔ بہت سی آیتوں سے ثابت ہے کہ کفار دوزخ میں جائیں گے



اور ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے لہذا فقہا کرام اس قائل پر کفر کا حکم دیں گے اور ایسا شخص جمہور فقہاء کے نزدیک کافر ہوگا مگر اس قول میں ایک بعید پہلو نکلتا ہے اور صحیح معنی بن سکتے ہیں۔ کافر دوزخ میں نہیں جائے گا یعنی جس وقت دوزخ میں جائے گا کافر نہ ہوگا کیونکہ کافر منکر کو کہتے ہیں اور جس وقت دوزخ میں جائے گا منکر نہ ہوگا اس لیے کہ مرتے وقت جب حجاب اٹھ جاتے ہیں اور غیب شہادت ہو جاتا ہے تو کافر بھی ایمان لاتا ہے اگرچہ وہ ایمان معتبر نہیں لہذا قول مذکور کا یہ پہلو قرآن مجید کے خلاف نہیں اس لیے کفر نہیں لہذا متکلمین اس کے قائل پر حکم کفر نہ کریں گے لیکن اس قول کو بڑی کہیں گے اور قائل کو اس سے رد کریں گے۔ اور اگر معلوم ہو جائے گا کہ اس قائل نے یہی ظاہری معنی مراد لیے ہیں جو قرآن مجید کے خلاف ہیں۔ تو متکلمین محتاطین بھی اسے کافر ہی کہیں گے کیونکہ اب یہ کفر التزامی ہے اور اس کے قائل کے کفر میں قطعاً کوئی شبہ نہیں۔

خلاصہ۔ یہ کہ فقہائے کرام ظاہری پہلو کفر پر نظر کر کے حکم کفر دیتے ہیں اور قائل بعید نہیں سنتے اور متکلمین اس کے تمام پہلوؤں پر غور کر کے اگر ضعیف سے ضعیف احتمال صحیح نکل سکتا ہے تو کفر کا حکم نہیں کرتے۔ یعنی کفر کا یہ وہ ہے جس میں قطعاً کوئی شبہ نہ رہے شبہ خواہ کلام میں ہو یا متکلم میں یا تکلم میں کلام میں شبہ کے معنی یہ ہیں کہ وہ کلام کفری معنی کے علاوہ بھی دوسرے معنی کا صحیح احتمال رکھتا ہے اگرچہ وہ احتمال بعید ہو۔

تکلم میں شبہ کے معنی یہ ہیں کہ قول اگرچہ قطعاً کفر ہے مگر اس قول کی نسبت اس متکلم کی طرف قطعی نہیں یعنی یہ شبہ ہے کہ شاید یہ قول اس کا نہ ہو متکلم میں شبہ کے معنی یہ ہیں کہ اگرچہ یہ قول قطعاً کفر ہے اور نسبت بھی صحیح ہے اسی کا قول ہے لیکن کہا جاتا ہے کہ متکلم نے اس سے توبہ

کر لی ہے مگر توبہ کا ثبوت قطعی نہیں۔  
ان تینوں اقسام میں سے ہر شبہ کی بنا پر متکلمین اس قائل کی تکفیر سے احتیاط کرتے ہیں۔

### مولوی اسماعیل دہلوی کی تکفیر سے سکوت کی وجوہات

یہ ہے کہ مولوی اسماعیل دہلوی کے کفریات خفیہ ملعونہ کے متکلم اور کلام میں شبہ ہے کلام میں شبہ

یوں کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ جیسے دریائے علم کی وسعت نظر میں کوئی ضعیف تر احتمال اور بعید تر پہلو صحیح نکلا۔ اور یہ معلوم نہیں کہ مولوی اسماعیل نے یہی ظاہری کفری پہلو مراد لیا ہے لہذا اس شبہ کی بنا پر کہ شاید مولوی اسماعیل کی مراد وہی بعید احتمال ہو۔ اعلیٰ حضرت نے احتیاطاً اسماعیل کی تکفیر سے سکوت فرمایا۔

فائدہ۔ اس شبہ سے کہ مولوی اسماعیل کے اقوال کفریہ میں کوئی بعید تر پہلو نکل سکتا ہے لہذا یہ اقوال کفر کلامی نہیں اس سے دیوبندی تقویٰ الایمان و عیزہ کو عین اسلام ماننے والے خوش نہ ہوں ان کو اس سے کچھ فائدہ نہیں وہ بعید تر احتمال اور ضعیف تر پہلو اعلیٰ حضرت جیسے بحرِ خوار کی نظر وسیع میں نکل سکے۔ تو تقویۃ الایمان و رسالہ یکروزی و عیزہ کے ماننے والوں کو کیا مفید دیوبندیوں کے بڑوں سے تو اسماعیل کے اقوال کفریہ کی صحیح تاویل ہو ہی نہ سکی بلکہ اسماعیل کے رسالہ یکروزی کی عبارت پر خود دیوبندیوں نے کفر و جہالت کے فتوے دیئے۔ مولوی محمود حسن صاحب سے لے کر مدرسہ دیوبند کے تمام مدرسین نے متحد و زندیق لکھا یہ فتوے ایک رسالہ میں شائع ہو چکے ہیں جس کا نام (دیوبندی مولویوں کا ایمان ہے) لیکن جب معلوم ہوا کہ یہ قول امام الطائفہ کا ہے تو لرزہ بر اندام ہوئے اور



کہا کہ ہائے اپنے امام ہی پر ہاتھ صاف کر دیا مگر شخصیت پرستی کا براہو کہ ہائیں  
کفریات شہیدہ بھی مولوی اسماعیل کا دامن نہ چھوڑا۔

جب اکابر دیوبند اسماعیل کے کفری قول میں ایسا ہی پہلو نہ نکال سکے تو  
عوام کا لالچام جہاں شکار تو کیا جائیں کیا سمجھیں سب ظاہری کفری پہلو ہی سمجھتے  
ہیں اور اسی کو امام جانتے ہیں لہذا اگر کسی وجہ سے مولوی اسماعیل کفر سے بچ  
بھی جائیں تو تقویت الایمان در سالہ یکروزہ و صراط مستقیم وغیرہ پر ایمان  
لانے والے تو کفر کی دلدل میں پھنسے ہی رہیں گے اور دوزخ کے گندے  
ہی بنیں گے۔

پھر مولوی اسماعیل کا بچنا بھی ایک ضعیف شبہ ہی کی بنا پر ہے کہ جمہور فقہا کرام  
کے نزدیک معتبر نہیں وہ ایسے قائل کو کافر ہی کہتے ہیں متکلمین و محققین تکفیر سے  
کف لسان فرماتے ہیں تاہم اس کے قول کو کفر و ضلال ہی کہتے ہیں قائل ان  
کے نزدیک بھی ضال و مضل گمراہ بد دین اور غلط خدا کی گمراہی کا سبب  
ہے نہ کہ شہید، امام، متقی، ولی کامل، ایسا ویسا ذلیل پیسہ۔

**دیوبندی رہبر کی جہالت** | کفر فقہی اور کلامی میں فرق نہ  
سمجھنا یہ دیوبندیوں کی پرانی جہالت  
ہے اسی جہالت کا ایک شعبہ یہ ہے کہ الکوئتہ الشہابیہ اور تہذیب الایمان میں  
فرق نہیں جانتے حالانکہ دونوں کتابوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔  
تہذیب الایمان کفر کلامی میں ہے اور الکوئتہ الشہابیہ کفر فقہی میں ہے اس میں  
مصنف علام نے مولوی اسماعیل کے فقہی کفریات اور ان پر فقہی احکام  
بیان فرمائے ہیں۔

سوالی ہی میں ہے ہمارے فقہائے کرام پیشوایان مذہب کے نزدیک  
ان پر اور ان کے پیشوا (مولوی اسماعیل) پر حکم کفر لازم ہے یا نہیں۔ بیوا اور جوا

الکوئتہ الشہابیہ ص ۷۰

جواب کے شروع ہی میں ہے بلاشبہ وہابیہ اور ان کے پیشوا پر بوجہ کثیرہ  
قطعا یقیناً کفر لازم اور حسب تصریحات جمہیر فقہا کرام ان پر حکم کفر ثابت۔

الکوئتہ الشہابیہ ص ۷۰

انچریں ص ۷۲ پر ہے فرقہ وہابیہ اور اس کے امام (مولوی اسماعیل) بلاشبہ  
جمہیر فقہا کی تصریحات پر کافر اگرچہ ہمارے نزدیک مقام احتیاط میں اکفار  
سے کف لسان مانو و مختار و مرضی و مناسب واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم غرضیکہ  
اول سے انحرک ساری کتاب کفر فقہی میں ہے۔ اسماعیل پر فقہی کفریات عائد  
ہیں جمہور فقہا کے نزدیک مولوی اسماعیل کا فر۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے متکلمین  
محتاطین کا مسلک اختیار کیا اور اسماعیل کی تکفیر سے سکوت فرمایا اس میں نہ  
کوئی تعارض ہے نہ تناقض۔ سخا الروض میں ہے۔ عدم التکفیر مذہب  
المتکلمین و التکفیر مذہب الفقہاء فلا یتحد القائل بالتقیینین  
فلا مخدور یعنی کفر فقہی پر تکفیر نہ کرنا متکلمین کا مذہب ہے اور تکفیر کرنا  
فقہا کا مذہب ہے۔ پس جو شخص فقہا کے مسلک پر تکفیر بیان کرے اور خود  
احتیاط متکلمین کا مسلک اختیار کرے اور تکفیر نہ کرے۔ ایس میں کوئی خرابی  
نہیں۔

یہ دیوبندی رہبر کی گوری جہالت کا اندھیر ہے کہ الکوئتہ الشہابیہ اور  
تہذیب الایمان میں تعارض سمجھ کر اپنی مقام کے صفحہ ۵۵ پر اعتراض کرتے ہیں  
جس کا حاصل یہ ہے کہ الکوئتہ الشہابیہ میں اعلیٰ حضرت نے مولوی اسماعیل  
کی عبارتوں کو معافی کفریہ میں صاف و صریح کہا اور تہذیب الایمان میں فرمایا کہ  
لفظ صریح میں تاویل مقبول نہیں۔ پھر مولوی اسماعیل کے اقوال کفریہ میں  
تاویل کیسی ہو سکتی ہے۔ مقام ملاحظہ ص ۵۵۔



دیوبندی رہبر کا یہ اعتراض اسی جہالت کی تاریکی ہے کہ کفر فقہی اور کلامی میں فرق معلوم نہیں۔ لکن کتبہ الشہابیہ جب کہ کفر فقہی میں ہے اور اس میں اصطلاح فقہاء پر کلام کیا گیا ہے تو اس میں صاف مرتج کے وہی معنی ہوں گے جو فقہاء کے نزدیک ہیں۔ مرتج کنا یہ کا مقابل ہے اس کو ظہور کافی ہے۔ احتمال کی نفی ضروری نہیں۔ ہدایہ میں ہے۔ انت طالق، لا یغفرالی النیت لانه صریح فیہ لطلبہ الاستعمال دیونوی الطلاق عن وثاق لم یدین فی القضاء لانه خلاف الظاہر ویدین فیہا بدینہ ویدین اللہ تعالیٰ لانه دیونوی ما یحتملہ۔ یعنی انت طالق و قوع طلاق میں نیت کا محتاج نہیں کیونکہ وجہ طلبہ استعمال کے مرتج ہے اور اگر لفظ طلاق سے بندش کھولنے کی نیت کی تو فضا معتبر نہ ہوگی کیونکہ ظاہر کے خلاف ہے اور عند اللہ معتبر ہوگی اس لئے کہ اس معنی کی نیت کی ہے جس کا لفظ میں احتمال ہے۔ صاحب ہدایہ کی تصریح سے دو امر ظاہر ہوئے اول یہ کہ مرتج وہ لفظ ہے جس کے معنی ظاہر ہوں اگرچہ وہ دوسرے معنی کا احتمال رکھتا ہو۔ دوسرے یہ کہ فقہاء اسی ظاہری معنی پر حکم کرتے ہیں۔ احتمال بعید ان کے نزدیک معتبر نہیں لہذا لکن کتبہ الشہابیہ میں اسماعیل کے اقوال کفریہ کے متعلق جس قدر لفظ صاف مرتج وغیرہ وارد ہوئے ان کا مطلب یہی ہے کہ یہ عبارتیں معانی کفریہ میں صاف ظاہر ہیں اگرچہ دوسرا احتمال بھی بعید اور خلاف ظاہر ہو مگر وہ چونکہ عند الفقہاء معتبر نہیں لہذا فقہائے کے نزدیک مولوی اسماعیل کا فرہی ہیں۔

تہید الایمان۔ چونکہ کفر کلامی میں ہے اس میں کلام متکلمین کی اصطلاح پر ہے لہذا اس میں مرتج بمعنی متعین ہے یعنی کفری معنی ایسے متعین ہیں کہ کوئی بعید احتمال بھی صحیح نہیں نکل سکتا۔ لہذا اس میں اگر تاویل کی جائے گی تو غلط اور مستعذر ہوگی اور یہ تاویل متکلمین کے نزدیک بھی مردود ہے۔

تہید الایمان میں مرتج کے معنی یہ ہوتے کہ وہ کفری معنی میں متعین ہے اور تاویل بعید بلکہ بعد بھی صحیح نہیں ہو سکتی اور لکن کتبہ الشہابیہ کی یہ عبارت کہ اس کھلی گتخی میں کوئی تاویل کی جگہ بھی نہیں چونکہ مسلک فقہاء پر ہے اور فقہاء کے نزدیک تاویل بعید معتبر نہیں لہذا تاویل قریب نفی ہے اور صاف مطلب یہ ہے کہ اسماعیل کی اس کفری عبارت میں فقہاء کے نزدیک کوئی تاویل کی جگہ بھی نہیں لہذا اگر متکلمین کے نزدیک کوئی بعید تاویل ہو سکے تو وہ اس کے معارض نہیں تہید الایمان کے کفر کلامی کی اصطلاح کو لکن کتبہ الشہابیہ کے کفر فقہی سے روانا یہ دیوبندی رہبر کی نرمی عداوت نہیں تو کوری جہالت ضرور ہے۔

گرفتن مراتب نہ کنی زندیق

اس مختصر گزارش سے بفضلہ تعالیٰ آفتاب کی طرح روشن ہو گیا کہ لکن کتبہ الشہابیہ میں مولوی اسماعیل کے اقوال خبیثہ ملعونہ پر فقہی کفریات عائد جمہور فقہاء کے نزدیک مولوی اسماعیل کا فر اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز کی وسعت نظر میں کوئی بعید سے بعید پہلو نکل سکا جس کی بنا پر مولوی اسماعیل کی تکفیر سے کف لسان فرمایا اس کو غلط اور جھوٹ کہنا اور اقراری کفر بتانا دیوبندی رہبر کی حیا سوز ایمان داری اور تاریک جہالت کا اندھیرا ہے۔

مولوی اسماعیل کی تکفیر سے سکوت کی دوسری وجہ جس طرح کسی وجوہات ہو سکتی ہیں۔ اسی طرح تکفیر سے سکوت کی بھی مختلف وجہ ہو سکتی ہیں۔ مثلاً تقاضی صاحب نے اپنی حفظ الایمان میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قرین کی۔ اس وجہ سے تقاضی صاحب کا فر ہوئے یہ ان کے کفر کی ایک وجہ ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ انبیاء گنگوی صاحبان نے اپنی براین قاطعہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قرین کی اور تقاضی صاحب نے اس قرین



رسول پر مطلع ہو کر بھی گنگوہی صاحب کو اپنا پیشوا ہی مانا لہذا اس وجہ سے بھی  
تقاویٰ صاحب کافر ہوتے۔

علی بذالقیاس تکفیر سے سکوت کی بھی مختلف وجہ ہو سکتی ہیں۔

مولوی اسماعیل دہلوی کی تکفیر سے سکوت کی ایک وجہ تو اور گزری دوسری  
وجہ یہ ہے کہ مولوی اسماعیل صاحب کے اقوال کفریہ خبیثہ سے ان کی توبہ مشہور  
ہے۔ چنانچہ فتاویٰ رشیدیہ مکتوب حصہ اول ص ۱۷۱ پر مولوی رشید احمد گنگوہی کا  
مستطقی لکھا ہے۔ ایک بات یہ مشہور ہے کہ مولوی اسماعیل صاحب شہید نے

اپنے انتقال کے وقت بہت سے آدمیوں کے دو برو بعض مسائل تقویۃ الایمان  
سے توبہ کی ہے۔ گنگوہی صاحب نے اس شہرت توبہ کا انکار نہیں کیا۔ بلکہ

شہرت توبہ کو شہرت کا ذبہ ٹھہرایا۔ چنانچہ ص ۱۷۲ پر لکھتے ہیں توبہ کرنا ان کا بعض  
مسائل سے محض افترا اہل بدعت کا ہے۔ جب گنگوہی صاحب خود مانتے ہیں کہ

بعینوں نے مولوی اسماعیل پر افترا کر کے یہ شہرت دے دی ہے کہ انہوں نے  
اپنے کفریات سے توبہ کر لی تھی تو شہرت حاصل ہو گئی۔ اب اس شہرت توبہ کی

موجودگی میں احتیاط یہی ہے کہ مولوی اسماعیل دہلوی کی تکفیر سے احتیاطاً کف  
لسان کیا جائے مگر ان کے اقوال کفریہ خبیثہ ملعونہ کو کفر و ضلال ہی کہا جائے گا

اعلیٰ حضرت و علما اہل سنت نے یہی کیا کہ ان اقوال کفریہ کو کفر و ضلال کہا اور  
شہرت توبہ کے شبہ کی بنا پر مولوی اسماعیل کی تکفیر سے کف لسان فرمایا۔ یہ

دوسری وجہ بھی تکفیر سے سکوت کے لئے کافی اور نہایت مقول ہے اس کو  
جاہلانہ تاویل بنانا دیوبندی رہبر کی سخت جہالت اور نرمی عداوت ہے۔

کاش اتقاویٰ صاحب بھی اپنے کفریات سے توبہ کر لیتے یا کم از کم  
دیوبندی ان کی توبہ مشہور کر دیتے تو اعلیٰ حضرت یا علماء اہل سنت ہرگز ہرگز

تقاویٰ صاحب کی تکفیر نہ کرتے مگر وہ تو اپنے حقان پر ایسے جے اور اپنے

کفر پر ایسے اڑے کہ از حقان نمی جہند۔ اور دیوبندی اسی حالت میں ان پر  
ایسے چڑھے کہ دامن نہیں چھوڑتے۔ مد ہے کہ تقاویٰ صاحب کا کلہ پڑھتے ہیں  
بیداری میں ان پر درود بھیجتے ہیں۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

دیوبندی چونکہ خداوند قدوس کو  
دیوبندیوں کا ایک دھوکہ

کذب و افترا کو اپنی روحانی غذا جانتے ہیں نیز علما اہل سنت پر بفضلہ تعالیٰ  
کسی اعتراض کی گنجائش ہی نہیں اسی لئے دھوکہ بازی افترا پر دازی کے

سوا چارہ ہی کیا۔ اس لئے دیوبندی رہبر نے یہاں بھی اپنے نامہ اعمال کی  
طرح کئی دقتی سیاہ کیتے ہیں اپنی مقاصد کے لئے پر یہ سرخی قائم کی ہے۔

بانی رضا خانیت کا آسمانی مرتبہ اس کے ذیل میں رہبر صاحب نے پہلے تو  
اپنی جہالت کے اندھیر میں ایک پریشان خواب دیکھا جس کی مفصل تفسیر ہم

بیان کر چکے ہیں اس کے بعد لکھا کہ مولوی احمد رضا خاں صاحب کے انتقال  
کے بعد ان کے بعض معتقدین و مریدین نے ایک اشتہار رشید المطالع پریس

دہلی میں چھپوا کر شائع کیا تھا جس میں خان صاحب موصوف کی کچھ نسخہ  
گرامتیں ملتی تھیں۔ مقاصد الحدید ص ۸۔ اس اشتہار کے حوالہ سے دیوبندی رہبر

نے ص ۸۸ پر تین گرامتیں دیوبندیوں کی تراشیدہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز  
کی طرف منسوب کر کے مسلمانوں کو بدگمان کرنا چاہا ہے۔

اگرچہ دیوبندی چال بازی میں ایس کے بھی استاد ہیں مگر خاص افترا  
اور محض فریب کاری کہاں تک چھپ سکتی ہے۔ اعلیٰ حضرت کے وصال کے بعد

رسالہ یادگار رضا خاں خاص آپ کے خصائص و فضائل میں شائع ہوا اس کے  
علاوہ اور بہت سی کتابیں آپ کے فضائل و مناقب میں لکھی گئیں ان میں

کہیں اس کا تذکرہ نہ ہو۔ یہ کہ امتیں شائع ہوں تو اشتہار میں پھر ان معتقدین



مریدین مشہورین کا نام تک ذکر نہ ہو باوجودیکہ اس دوران میں مطبع اہل سنت کمال عروج پر تھا مگر اشتہار شائع ہو تو دیوبندیوں کے رشید المطابع میں لطف یہ کہ اعلیٰ حضرت کے مقتدین مریدین اشتہار شائع کریں اور مسلمانان اہل سنت حتیٰ کہ خود اعلیٰ حضرت کے صاحب زادگان والا شان تک کو اس کی خبر نہ ہو حالانکہ دیوبندی نے پہلے ہی نمبر کو آپ کی صاحبزادی صاحبہ کی طرف منسوب کیا ہے ان تمام باتوں سے دیوبندیوں کی فریب کاری ظاہر ہے کہ یہ اشتہار خود دیوبندیوں کا سامنے ہے احمد اور انہیں مکاروں کا تراشیدہ ہے ایسے مکر و فریب سے دیوبندی اپنا پردہ پگھلا کر رہے ہیں۔ اگر دیوبندیوں میں شتم برابر صداقت اور ذرہ برابر بھی حیا ہے تو اس کو ثابت کریں ورنہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ پڑھ پڑھ کہ اپنے سینوں پر دم کریں۔

**دیوبندیوں کی ایک دھاندلی** میں جناب مولانا حسنین رضا خاں

صاحب کی اس عبارت پر جو دھایا شریف کے ص ۲۴ پر ہے یہ اعتراض کیا ہے کہ رضا خانیوں کے نزدیک مولوی احمد رضا خاں صاحب کا مرتبہ شایع رسول کے برابر ہو گا کہ ان کو دیکھنے کے بعد صحابہ کے دیدار کا بھی شوق کم ہو گیا

مقام ص ۸۹۔ وہ عبارت یہ ہے زہد و تقویٰ کا یہ عالم تھا کہ میں نے بعض مشائخ کرام کو یہ کہتے سنا کہ ان کو دیکھ کر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی زیارت کا شوق کم ہو گیا۔

اس عبارت کے متعلق حضرت مولانا حسنین رضا خاں صاحب مدظلہ سے دریافت کیا گیا۔ انہوں نے فرمایا کہ یہ ایک دیوبندی کی دجالی کاتبی ہے وجہ یہ ہے کہ اس کا کاتب دیوبندی تھا کہ اس کی بددینی ظاہر ہونے پر

اس کو نکال گیا اور اہم کاموں میں میری مصروفیت کے سبب رسالہ میری تصحیح کے بغیر شائع ہو گیا اصل عبارت یہ تھی۔ زہد و تقویٰ کا یہ عالم تھا کہ میں نے بعض مشائخ کرام کو یہ کہتے سنا کہ اعلیٰ حضرت قبلہ کے اتباع سنت کو دیکھ کر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زیارت کا لطف آ گیا۔ یعنی اعلیٰ حضرت قبلہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زہد و تقویٰ کے مکمل نمونہ تھے۔ بس عبارت کو اس دیوبندی کاتب نے تحریف کر کے لکھ دیا۔ مگر چونکہ میری غفلت دہے تو بھی میں اس میں شامل ہے اس لیے میں غالفوں کا احسان ماننا ہوں کہ انہوں نے اس عبارت پر مجھے مطلع کر دیا۔ خط عدد شود سبب خیر گرجند انوار

اپنی غفلت سے توبہ کرتا ہوں اور سنی مسلمانوں کو اعلان کرتا ہوں کہ وصایا شریف ص ۲۴ میں اس عبارت مذکورہ بالا کو نکلیں۔ طبع آئندہ میں انشاء اللہ تعالیٰ اس کی تصحیح کر دی جائے گی۔ تہجد اوندی میں اس کی تفصیل شائع ہو چکی ہے۔

دیوبندیو اکان کھولو یہ ہے علما اہل سنت کی حقانیت کہ ذرا سی غفلت سے بھی توبہ کرتے ہیں اور عبارت کی تصحیح کا اعلان کرتے ہیں تمہارے گرو گنگوہی متافویٰ کی طرح نہیں کہ وہ اپنے اپنے کفریات پر ایسے اڑے کہ از باقی جہنم اور عار پر ناکو اختیار کیا۔

**دیوبندی رہبر کی پانچویں فریب کاری** نمبرہ میں دیوبندی رہبر

صاحب اپنے ایک پر بھائی برکات احمد کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں جب ان کا انتقال ہوا اور میں دُفن کے وقت ان کی قبر میں اترا مجھے بلا سنا اللہ وہ خوشبو محسوس ہوئی جو پہلی بار روضۃ النور کے قریب پائی تھی۔ اس پر دیوبندی رہبر



یہ اعتراض کرتے ہیں۔

پیر بجائی کی قبر میں تو رسول اللہ کے روضہ اقدس کی سی بلکہ بالکل وہی خوشبو محسوس ہوتی اور خود پیر صاحب کی قبر کا واللہ اعلم کیا حال ہوگا۔ **مقاصع الحدید ص ۸۹**۔ دیوبندی کے اعتراض کا منشاء یہ ہے کہ اپنے پیر بجائی کی قبر کو حضور کے روضہ اقدس کے برابر کر دیا تو پیر صاحب کی قبر ضرور بڑھ کر رہ گئی۔

اس اعتراض کی بنیاد دیوبندی کفری عقیدہ پر ہے (معاذ اللہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرکز مٹی میں مل گئے اس صورت میں جب کسی قبر سے وہ خوشبو آئے گی تو وہ حضور کی خوشبو نہ ہوگی بلکہ اسی قبر کی خوشبو ہوگی مگر مسلمانوں کا اعتقاد ہے کہ حبیب کبریا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جسمانی حیات سے زندہ ہیں اور عالم میں تصرف فرماتے ہیں جہاں تشریف لے جانا چاہیں جاسکتے ہیں اگر وہ اپنے کسی غلام پر کرم فرمائیں تو اس کی قبر میں تشریف لا کر نوازیں۔ لہذا جب مولوی برکات احمد صاحب کی قبر سے وہ خوشبو آئی تو معلوم ہوا کہ اس آفتاب کریم نے اپنے اس غلام کو تشریف آوری سے سرفرازا۔ لہذا وہ خوشبو حضور ہی کی خوشبو ہے مگر دیوبندی اپنے عقیدے سے مجبور ہیں ان کا عقیدہ ہے کہ حضور مرکز مٹی میں مل گئے۔ اس وجہ سے اعتراض کرتے ہیں۔ **لا حول ولا قوۃ الا باللہ**۔

مگر اس دیوبندی عقیدہ کو لے کر اعلیٰ حضرت پر اعتراض دیوبندی کی فریب کاری ہے۔

**دیوبندی رہبر کی چھٹی جہالت** | دیوبندی نے اعلیٰ حضرت کی طرف منسوب کر کے کھا آگے چل کر اسی سلسلہ میں فرماتے ہیں ۱۔ ان کے انتقال کے بعد مولوی سید احمد صاحب مرحوم خواب میں زیارت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف

ہوئے کہ گھوڑے پر تشریف لے جاتے ہیں، عرض کی یا رسول اللہ حضور کہاں تشریف لے جاتے ہیں۔ فرمایا برکات احمد کے جنازہ کی نماز پڑھنے۔ **الحمد للہ** جنازہ مبارک میں نے پڑھایا۔

اللہ اکبر! جس نماز میں امام الاولین والآخرین خاتم الانبیاء والمرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شریک ہوں۔ اس کی امامت بریلی کے یہ خالص صاحب فرمائیں۔ **مقاصع الحدید ص ۸۹**۔

دیوبندی کے اعتراض کا اصل منشاء یہ ہے کہ جب جنازہ اعلیٰ حضرت نے پڑھایا اور حضور اس میں شریک ہوئے تو حضور مقتدی ہوئے اور اعلیٰ حضرت حضور کے امام بنے۔

یہ اعتراض دیوبندیوں کی جہالت اور ان کے کفری عقیدہ کی بنا پر ہے دیوبندی چونکہ حضور کو اپنی ہی مثل سمجھتے ہیں، اس لیے اپنے اوپر قیاس کرتے ہیں کہ جیسے ہم کسی نماز میں شریک ہوتے ہیں۔ تو اس امام کے مقتدی ہی ہو کر شریک ہوتے ہیں۔ لہذا جب حضور اس نماز جنازہ میں شریک ہوئے تو مقتدی ہی بنے۔ یہ تو دیوبندی عقیدہ کا قیاس ہے۔ مگر مسلمان جانتے ہیں کہ حضور اپنی ہر صفت میں بے مثل ہیں حضور کی وہ شان ہے کہ حضور کے تشریف لانے پر امام بھی حضور کا مقتدی ہو جاتا ہے۔ بخاری شریف کی حدیث ہے جماعت ہو رہی ہے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ امام ہیں حضور ہیں۔ عین حالت نماز میں حضور تشریف لائے اور حضرت صدیق اکبر کے پہلو میں بیٹھ گئے حضور امام ہو گئے اور حضرت صدیق آپ کے مقتدی بن گئے۔ حدیث کے مبارک الفاظ یہ ہیں۔ **لیقتدی ابو بکر لصلوۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والناس مقتدون لصلوۃ ابی بکر**۔ بخاری شریف ص ۹۱۔

یعنی ابو بکر صدیق نماز میں حضور کی اقتدا کرتے تھے اور لوگ ابو بکر صدیق



کی اقتدا کرتے تھے لہذا حدیث کی روشنی میں مغفوات کی عبارت کا صاف مطلب یہ ہوا کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز اگرچہ ظاہری امام تھے مگر اصل اور حقیقی امام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی تھے لہذا اعلیٰ حضرت حضور کے مقتدی ہوئے اور حضور ان کے امام بنے اس پر اعتراض دیوبندیوں کی جہالت اور بدعقیدگی کا ثبوت ہے۔

**دیوبندیوں کو اپنا مقتدی بناتے ہیں** | دیوبندیوں! جب تمہارا عقیدہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ

علیہ وسلم کسی نماز میں شریک ہوں تو آپ اس ظاہری امام کے مقتدی ہوتے ہیں تو اب ذرا آنکھ کھول کر تذکرۃ الخلیل تو پڑھو۔

شیخ سید کر دینی کہتے ہیں کہ میں نے خواب دیکھا کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرمایاں اور مجھ سے کسی نے کہا کہ یہ رسول اللہ ہیں اور ایک عالم ہندی غلیل احمد نام کا انتقال ہو گیا ہے۔ ان کے جنازہ کی شرکت کے لیے تشریف لائے ہیں۔ تذکرۃ الخلیل ص ۳۰۴ مولوی عاشق الہی میرٹھی دیوبندی۔

دیوبندیوں! تم نے اپنے جس عقیدہ کی بنا پر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ پر اعتراض کیا ہے اپنے ٹھیک اسی عقیدہ اور ایمان سے کہنا کہ جب تمہارے اس اعتراضی خواب کی بنا پر مولوی غلیل احمد صاحب کی نماز جنازہ میں حضور نے شرکت فرمائی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے دیوبندی امام کے مقتدی ہوئے یا نہیں اور تم یہ خواب دیکھ کر کافر و مرتد ہوئے یا نہیں بولو ہوئے اور ضرور ہوئے۔

دیوبندیوں کے نزدیک کسی کی امداد کرنا حاجت برآری کرنا مشکل میں کام آنا مصیبت دہلا دینا سب امور حسد کے ساتھ خاص ہیں۔ خداوند کریم نے کسی کو یہ طاقت نہیں دی جو کسی کے کام آسکے، امداد کر سکے، مشکل میں کام آسکے مصیبت دہلا دینا کر سکے۔ دیوبندی دھرم میں امور مذکورہ بالا کا غلو کیلئے عطا ہونا

محال ہے۔ جبھی تو دیوبندی رہبر نے منہ پر سرخی قائم کی ہے۔ مولوی احمد رضا خاں صاحب اور حسدائی اختیارات اس میں مداح اعلیٰ حضرت کے ان اشیائے اعتراض کیا ہے جن میں شاعر نے اپنے کو گدا اور اعلیٰ حضرت کو شاہ۔ اور ہاؤنڈ تعالیٰ حاجت روا مشکل کشا۔ بلا دفع کرنے والا لکھا ہے۔

اہل سنت کے نزدیک اولیائے کرام و صوفیائے عظام ہاؤنڈ تعالیٰ بہر صیبت میں کام آتے ہیں، بلا میں دفع فرماتے ہیں، مشکلیں حل کرتے ہیں، خداوند کریم نے انکو یہ قدرت عطا فرمائی ہے اس پر دلائل قاہرہ قائم ہیں۔

لہذا مداح کے ان اشعار سے اہل سنت پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ یہ دیوبندی رہبر کی جہالت ہے کہ مذہب اہل سنت سے نااہل ہیں، اور اپنا دیوبندی عقیدہ لے کر سنہوں پر اعتراض کرتے ہیں۔ یہ اعتراض ہرگز نہیں بلکہ رہبر صاحب کی وجہی ہے۔ دیوبندی عقیدہ سے تو دیوبندی ہی پر اعتراض ہو سکتا ہے اور وہ یوں ہے سنو۔

**گنگوہی صاحب کے اختیارات** | تقویت الایمان میں سے اس کی سلطنت میں کسی کی قدرت نہیں سوچوئی چیز بھی اسی سے دیوبندیوں کی نظر میں | ہنگنا چاہیے کیونکہ اور کوئی نہ چھوٹی چیز دے سکتا ہے نہ بڑی، تقویت الایمان ص ۲۱۔

جب کہ دیوبندی مذہب میں مشکل میں کام آنا حاجت روائی کرنا ہر چھوٹی بڑی چیز دینا اللہ صاحب ہی کے ساتھ خاص ہو تو اب اس دیوبندی عقیدہ سے مرثیہ گنگوہی صاحب کے اس شعر کا مطلب بتاؤ۔

حواج دین و دنیا کے کہاں ہے جائیں ہم یارب

گیا وہ قبلہ حاجات روحانی و جسمانی

اس شعر میں مولوی محمود الحسن صاحب نے اپنے پیر گنگوہی صاحب کو تمام حاجتوں



کا حاجت روا اور تمام مشکلوں کا مشکل کشا بتایا اور ان کا عقیدہ یہ ہے کہ خدا کے سوا کسی کو یہ قدرت و اختیار نہیں تفقینا مولوی محمود حسن صاحب نے گنگوہی صاحب کو خدا مانا یا کم از کم اپنے پیرو گنگوہی صاحب کو خدا کی اختیارات دیئے۔ دیوبندی بہرے ص ۱ پر پیر جماعت علی شاہ صاحب کے بعض مریدوں کے اشتہاری اشعار سے اعتراف کیا ہے جن میں پیر صاحب قبلہ کو مشکل کشا، نور ازل کی ضیاء، آئینہ ہر ضیاء و افخ رخ و بلا، دونوں جہان میں مدد فرمانے والا بادشاہ و غیرہ لکھا ہے۔

اول تو معلوم اور غیر معروف لوگوں کے کلام سے اعتراف کرنا ہی دیانت کو جواب دینا ہے۔ کیوں پیر صاحب تہارے شیخ الہند کے کلام پر اور تہارے دیوبندی ہی عقیدہ کی بنا پر جو اعترافات ہیں تو اس کا جواب سنی عوام کے کلام سے وہ بھی اہل سنت کے عقیدہ کے خلاف ہو سکتا ہے کیا دیوبندی دھرم میں انصاف اسی کا نام ہے۔

دوسرے اہل سنت کے نزدیک بزرگان دین باذن تعالیٰ مشکلیں حل کرتے ہیں۔ دونوں جہان میں مدد فرماتے ہیں پھر ان پر کیا اعتراف ہو سکتا ہے۔ پیر کمال آئینہ جمال الہی ہے جس کا ثبوت بہ دلائل قاطعہ ص ۲۵ و ۲۶ میں گزرا۔ پیر صاحب کو اگر نور ازل کا آئینہ کہہ دیا تو تم نے خدا سمجھ لیا۔ تہا ہے نزدیک آئینہ بھی خدا ہے۔ یہی تہارا دین و ایمان ہے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ و ما قدر و اللہ حق قدرہ۔ انہوں نے خدا کی ہی قدر نہ بانی۔ دیوبندی دھرم میں جب خدائی اختیارات کا یہ عالم ہے تو حقوق رسالت کا کیا پوچھنا۔ تقویتہ الایمان میں تو انبیاء علیہم السلام کو ذرہ ناچیز سے بھی کم تر بنایا ہے مگر اہل سنت کا عقیدہ یہ ہے کہ حضور اقدس شافع مطلق محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ شان رفیعہ ہے کہ آپ کے غلام یعنی اولیاء کرام بھی حضور کے صدقہ میں دونوں جہان میں مدد فرماتے ہیں۔ نزاع کے وقت، قبر میں منکر و نکیر کے سوال کے وقت، حشر و نشر میں ہر جگہ امداد فرماتے

اور شفاعت کرتے ہیں، علامہ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب المیزان شریف میں ص ۱ پر اس کی تصریح فرمائی ہے جس کی عبارت ۷ میں درج ہے۔

لہذا مدارج کے ان اشعار سے جس میں شاعر نے اعلیٰ حضرت قدس صرفہ سے حشر کی پیش میں استمداد کی ہے۔ اہل سنت پر کوئی اعتراض نہیں یہ پیر صاحب کی جہالت ہے کہ دیوبندی عقیدہ کی بنا پر ان کو حقوق رسالت سمجھ کر یہ سرخی قائم کی ہے۔ مولوی احمد رضا خاں اور حقوق رسالت۔ مقام المجدید ص ۹۔

دیوبندی اگر تم کو حقوق رسالت اور اس کے ساتھ توہین رسالت دیکھنا ہے تو پڑھو مرثیہ تہارے شیخ الہند گنگوہی صاحب کی شان میں فرماتے ہیں۔

مرثیہ ص ۱۱ قبولیت اے کہتے ہیں مقبول ایسے ہوتے ہیں

عید سود کا ان کے لقب ہے یوسف ثانی

ص ۸ میسائے زماں پہنچ فلک پر چھوڑ کر سب کو

چھپا چاہ لحد میں داتے قسمت ماہ کنعانی

ص ۱۶ وفات سرور عالم کا نقشہ آپ کی رحلت

مقی ہستی گر نظیر ہستی محبوب سبحانی

ص ۳۳ مردوں کو زندہ کیا زندوں کو مرنے نہ دیا

اس مسیحائی کو دیکھیں ذری ابن مریم

دیوبندی ذرا آنکھ کھول کر دیکھیں اور کان کھول کر سنیں۔ ان اشعار میں مولوی

محمود حسن صاحب نے گنگوہی صاحب کے کالے کالے بندوں کو یوسف ثانی بنایا۔

اور گنگوہی صاحب کو مسیحا بنا کر فلک پر بٹھایا اور یوسف بنا کر چاہ لحد میں چھپا یا یعنی

عیسیٰ اور یوسف دونوں بنایا۔ گنگوہی صاحب کی موت کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم

کی وفات قرار دیا۔ حد ہے کہ گنگوہی کو عیسیٰ بنا کر مردے جلوائے اور حضرت عیسیٰ

سے بڑھا کر زندوں کو مرنے سے بچا لیا اور پھر یہ گنگوہی مسیحائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام



کو دکھائی۔ دیوبندیو! یہ میں حقوق رسالت اور اس کے ہمراہ توہین رسالت یہ تمہارے شیخ الہند نے لکھی صاحب کو عطا فرماتے ہیں تم ہر نماز کے بعد مراقبہ کر کے گریبان میں منہ ڈال کر اپنے مذہب کی حقیقت پر غور کیا کرو شاید اللہ تعالیٰ تم کو توبہ کی توفیق دے اور کلمہ پڑھ کر کسی مسلمان ہو جاؤ۔

ہم تمہارے شیخ الہند کا کلام پیش کرتے ہیں اس کے مقابلہ میں تم عوام الناس کو لاتے ہو۔ یہ تمہارے بجز کی بین دلیل ہے۔ عوام مذہب خود مذہب داری میں مذہب کوئی ان کا ذمہ دار کیا تم اپنے شیخ الہند کو بھی ایسا ہی سمجھتے ہو۔ اگر ایسا ہے تو یہی اعلان کردو نیز اس سے یہ بات بھی آفتاب سے زیادہ ظاہر ہو جاتی ہے کہ علما اہل سنت میں سے کسی کا ایسا کوئی کام ہی نہیں جس پر تنہیں اعتراض کا موقع مل سکے اس لیے بے علم عوام ہی کے کام سے آڑ پکڑتے اور اپنے گروؤں کے کفریات چھپانا چاہتے ہو مگر یہاں کے ماند آں راز سے کروں زندہ محفل ہا۔

دیوبندی رہبر نے مدائح کے اس شعر پر

نیکرین آ کے مرتد ہیں جو پوچھیں گے تو کس کا ہے  
ادب کے سر جھکا کر لوں گا نام احمد رضا خاں کا!

اعتراض کرنے کے لیے یہ سرخی قائم کی ہے۔ نیکرین کے سوال پر رضا خانی امت کا جواب۔ مقام ص ۹۱۔ یہ اعتراض بھی دیوبندی کی جہالت ہے کیونکہ جب سوال نیکرین کے وقت صوفیائے کرام و ادیا عظام کا مد و فرمانا حق ہے تو اس وقت ان سے استہداجی ثابت۔ اعلیٰ حضرت کا ادب سے نام لینا استہداجی کیلئے ہے آپ کی برکت و امداد سے نیکرین کے سوال کا جواب باسانی ہو اور یہ مشکل آسان ہو دیوبندی رہبر نے اپنی جہالت سے اعلیٰ حضرت کے نام کو نیکرین کے سوال کا جواب سمجھ لیا اس لیے مدائح کے شعر پر اعتراض کیا اور لطف یہ ہے کہ دیوبندیوں کی طرح و پکار کی خبر ہی نہیں اپنے شیخ الہند کا فرمان سنا ہی نہیں لے سوا اور ذرا غور سے سنو۔

## حشر میں دیوبندی کیا کہتے پھر میں گے

مولوی محمود حسن صاحب اپنے  
تصیدہ مدحیہ کے مٹ پر تحریر

فرماتے ہیں۔

قبر سے اٹھ کے پکار دوں جو رشید و قائم  
پوسہ دیں لب کو میرے مالک رضوان و دونوں

مسلمان تو قبر سے اٹھ کر یا رسول اللہ پکاریں گے، حضور کے دامن کرم میں پناہ لیں گے مگر دیوبندی قبر سے اٹھ کر نہ اللہ کا نام لیں گے نہ رسول کا بلکہ یا مسنگوی یا نانوتوی کا شور مچاتے اسی کی دہائی دیتے ہوئے قبر سے اٹھیں گے اور اس خرافات پر یہ امید کہ دوزخ اور جنت کے فرشتے منہ چومیں گے۔ لاجل و لا قوۃ الا باللہ امام برحق احمد رضا سلام علیک جناب نائب غوث الوری سلام علیک

ایضاً مدائح کی اس نظم کو شاعر نے اعلیٰ حضرت کے مزار شریف پر حاضر ہو کر عرض کیا ہے۔ صاحب مزار پر سلام کرنا اسلام علیکم کہنا آداب زیارت سے ہے حدیث میں ارشاد فرمایا جب تم قبر پر جاؤ تو یوں کہو السلام علیک یا اہل القبور من المؤمنین والمؤمنات المحدث۔ مگر دیوبندی رہبر نے اپنی جہالت اور عداوت میں غرق ہو کر اس پر یہ اعتراض کیا ہے کہ رضا خانی حضرات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح احمد رضا خاں پر بھی سلام پڑھتے ہیں ص ۹۲۔

آداب زیارت اور تعلیم حدیث کے مطابق حاضری و سلام دیوبندی رہبر کا اعتراض اس لیے ہے کہ دیوبندیوں کے نزدیک قبر پر حاضر ہونے کا طریقہ یہ ہے کہ اس قبر کو گہرے طور بنائے اور خود بنے موتی اور زور زور سے بار بار ذبت ابی ذبت ابی کی صدا سنائے یعنی اسے میرے رب مجھے اپنا جلوہ دکھا۔ دیکھو تمہارے شیخ الہند لکھی صاحب کے مزار کی حاضری کا یہی طریقہ بتایا ہے خود اپنی حاضری کی کیفیت



بیان کرتے ہیں :-

تمہاری تربت انور کو دے کر طور سے تشبیہ  
کہوں ہوں بار بار اُرنی مری دیکھی بھی نادانی

اگر یہ سوال ہو کہ مولوی محمود حسن صاحب نے رُب اُرنی کی صدا کے سنائی مخاطب کو نہ تھا جواب خود شعر میں موجود ہے کہ جس کی تربت انور کو بنایا اسی سے خطاب ہے وہی مخاطب ہے یعنی گنگوہی صاحب اسی کو رُب اُرنی سنا رہے ہیں۔ دیوبندیوں کے شیخ الہند اپنے پیر صاحب ہی سے کہہ رہے ہیں۔ اسے میرے رب مجھے اپنا جلوہ دکھا۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

غلامانِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کے کتوں میں جس کا شمار ہو جائے انشاء اللہ قلم نے اس کی نجات ہے مسلمان اسی نے یہ نسبت قائم کرتے اور باعثِ نجات جانتے ہیں۔ اس سے انکار تو مغرور و متکبر دیوبندیوں کو ہی ہو سکتا ہے۔ دیوبندیوں نے انبیاءِ اولیاء سے چونکہ اپنی نسبت منقطع کر لی ہے اس لیے دیوبندی رہبر نے اس نسبت پر اعتراض کرتے ہوئے یہ سرخی قائم کی ہے۔ مولوی احمد رضا خاں ادران کے کتے۔ مقامِ اجدید ص ۳۵۔ اس کے ماتحت مداح کے تین شعر نقل کئے ہیں جن میں شاعر نے اپنے سگ بارگاہِ رضوی ظاہر کیا ہے۔ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مولانا شاہ عبدالمصطفیٰ احمد رضا قدس سرہ العزیز چونکہ آقا و مومنے صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے غلام ہیں حضور کی غلامی ہی میں اپنا خیر سمجھا ہمیشہ اپنے کو عبدالمصطفیٰ لکھا لہذا ان سے نسبت قائم کرنا آقا و دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت قائم کرنا ہے اس لیے شاعر نے یہ نسبت قائم کی ہے۔

دیوبندیوں نے بھی نسبت قائم کی ہے مگر ان سے جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ پاک میں سخت سخت گستاخیاں کی ہیں۔ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علمِ عیب کو باؤروں اور پاگلوں سے تشبیہ دی اور

کہا کہ اگر بعض علوم عینیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمر لکھ رہی دُجمنوں بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے حفظِ ایمان مثلاً جب سے تھانوی صاحب نے شانِ نبوت میں یہ گستاخی کی دیوبندیوں نے تھانوی صاحب کا کلمہ پڑھنا شروع کر دیا اور دیوبندیوں کے نزدیک اب ان کا وہ مرتبہ ہے کہ ۱۔

پچنانچہ تذکرۃ الرشید میں  
تھانوی صاحب کے پیر دھوک پینا  
آخرت کی نجات بتاتے ہیں  
مولوی عاشق الہی میرٹھی دیوبندی نے  
لکھا ہے۔ واللہ اعلم مولانا تھانوی کے  
پیر دھوک پینا نجاتِ آخری کا سبب ہے۔ تذکرۃ الرشید حصہ اول ص ۱۱۱۔

بھلا اب دیوبندیوں کو انبیاءِ اولیاء سے کیا عرض اب تو میں تھانوی کے پیر دھوک پینے نجات ہوتی ہے جاؤ معلوم ہو جائے گا، آئے گا۔ ایک دن جس میں تم پکار پکار کر کہو گے۔

یاد دلت لیتنی لما اتخذ فلا نا خلیلا۔ ہائے خرابی کاش میں حضور کے گستاخ کو دوست نہ بناتا۔ مگر اس وقت کی چیخ و پکار بے کار ہے اعلیٰ حضرت قبلہ فرماتے ہیں :-

آج بے انکی پناہ آج بددعا ملک ان سے  
کل نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

اولیائے کاملین سے دیوبندیوں کی عداوت  
بزرگانِ دین و اولیائے  
کاملین کے مزارات مقدسہ  
کو بھول و چپ اور وعیزہ سے مزین کرنا شرعاً جائز و مستحسن ہے اس سے مسلمانوں کی نظریں اولیاءِ کرام کی عزت و عظمت قائم ہوتی ہے بحقیقت دوا لبتی بڑھتی ہے جو فلاح دارین کا سبب ہے۔ علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی



کتاب رد المحتار میں اس کی تصریح فرمائی ہے اگرچہ گمراہ بدین اس کو شرک و بدعت کہتے ہیں۔ دیوبندی رہبر بھی چونکہ انہیں شرک فروشوں میں سے ہے اس لیے علامہ حضرت قبلہ کے مزار مقدس کی مبارک چادر پر اعتراض کرنے کے لیے یہ سرخی قائم کرتے ہیں۔ مولوی احمد رضا خاں صاحب کی قبر کی چادر۔ مقام الحدید ص ۹۳۔

اس کے ذیل میں چادر شریف کے جلوس کو ذکر کیا اور جلوس کی نظموں کے شعر لکھے اور بس اس سے زیادہ اعتراض میں کچھ گہر نشانی نہیں فرمائی مگر یہ معلوم صرف چادر پر اعتراض ہے یا جلوس پر اعتراض ہے یا جلوس میں اشعار پڑھنے پر اعتراض ہے یا تینوں پر اعتراض ہے۔ چادر شریف کا ثبوت تو شامی کے حوالے سے اور گذرا اور چادر شریف جب کوئی شرعی جرم نہیں بلکہ مستحسن ہے تو اس کے اعلان میں کیا حرج۔ اس کے لیے قانون مارشل لائیکے جاری ہو سکتا ہے۔ پھر جلوس اور جلوس میں اشعار کا پڑھنا کیونکر منع ہو سکتا ہے۔ حالانکہ اشعار کے مضمون میں بھی کوئی قباحت نہیں۔ دیوبندیوں کی اس شرک فروش پر حیرت ہے کہ گاندھی اور بواہر لال وغیرہ کے خود جلوس نکالیں ان کی تعریف و توصیف میں بے بے قصیدے پڑھیں۔ گاندھی جی کی جے پکاریں مشرکین کے لیے زندہ باد کے نعرے لگائیں یہاں شرک و بدعت کی سب دکانیں بند کر کے تسکین کے قفل لگا دیں مگر اولیائے کرام کی عزت و عظمت کے جلوس پر اعتراض، ان کی تعریف میں نظم و قصیدہ پر اعتراض یہاں جھٹ پٹ شرک و بدعت کی دکانیں کھول کر سب دیوبندی شرک فروش کی دھوم مچا دیں۔ یہ دین ہے، یہ مذہب ہے۔ سوائے اس کے کہ اولیاء کرام عداوت، دشمنی ہے ان کی عزت و عظمت کو دیکھ نہیں سکتے اور کیا کب جا سکتا ہے۔

اس کے بعد دیوبندی رہبر نے گاندھی شریف اور اس کے جلوس پر اعتراض کرنے کے لیے کئی سرخیاں قائم کیں گاندھی شریف، گاندھی شریف، گاندھی شریف

اور ساتھ ہی ساتھ دیوبندی تہذیب کے مطابق بازاری مسخرے بھی خوب برکت حاصل کی ہے۔ خیر ہزلیات اور مسخرات تو دیوبندیوں کو مبارک ہم مسلمانوں کو گاندھی شریف کی حقیقت بتانا چاہیے تاکہ معلوم ہو جائے کہ یہ کوئی قابل اعتراض شے نہ ہے بلکہ صاحب مزار سے حصول برکت کا ذریعہ ہے۔ گاندھی شریف میں کیڑا اور گلاب ہوتا ہے جس سے صاحب عرس کے مزار مقدس کو غسل دیکر بطور تبرک وہ غسلہ تقسیم کیا جاتا ہے۔ شکر ہوتی ہے جس کا شربت بنا کر صاحب عرس کی روح مقدس کو اس کا ثواب پہنچا کر حاضرین کو تقسیم کیا جاتا ہے۔ حیرت ہے کہ وہ مزارات مقدسہ جو مورد رحمت الہی اور محیط انوار ربانی ہیں ان کا غسلہ بطور تبرک مینا دیوبندیوں کے نزدیک قابل اعتراض ہو اور مولوی اشرف علی صاحب کے پاؤں دھو کر مینا صرف جائز ہی نہیں بلکہ دوزخ سے بچا کر سیدھا جنت کو لے جاتے۔ یہ تحالوی حقیقت اور اور اولیائے کرام کی عداوت نہیں تو اور کیا ہے۔

رہبر صاحب پر جب دیوبندی شرافت کا جن سوار ہوا تو دیوبندی تہذیب کا پورا منظر شروع کر دیا اور یہ سرخی قائم کی آلا حجت رجاء کے مجار پر ایک گریب رجوں کی درکھا ست۔ مقام الحدید ص ۹۴۔  
اس کے ذیل میں یہ ہندی نظم نقل کی۔

پلے باموری بھروسے لگ گیا۔ اچھے حب موری بھروسے لگ گیا  
بیچ نہ جائے کہیں موری چن دیا۔ چھٹی بدیا موری بھروسے لگ گیا  
بہاری جاؤں پیٹا ڈاؤں گلے تیاں۔ بانکے سپہیا موری بھروسے لگ گیا  
رجوی ہے ٹھاری رجو آس لگائے۔ دور نگر گیا، موری بھروسے لگ گیا

اس کے بعد مشہور یہ سرخی قائم کی، ایک اور رجوی جو گنیا کا لہرا ایک ہندی نظم اس کے ذیل میں بھی نقل کر کے اپنی تہذیب و شرافت کے ساتھ ساتھ کتاب کو بھی ختم کر دیا۔ ہندی نظم پر ٹھٹھا و مسخر دیوبندی تہذیب و دیانت، علم و قابلیت کا



ماتم کر رہا ہے۔ یہ دیوبندیوں کی جہالت و حماقت ہے کہ ہندی شاعری کے اصول سے بے خبر ہیں اور پھر اعتراض کرتے ہیں۔ ہندی شاعری میں شاعر اپنے کو مجازاً اپنے محبوب کی کینیز اور اپنے محبوب کو اپنا خاوند و آقا فرض کر کے کلام کرتا ہے ہندی کی ہزاروں لاکھوں نظم اسی اصول پر ہیں۔

مگر آج تک کبھی بھی کسی عاقل کو یہ دہم بھی تو نہ ہوا کہ شاعر اور اس کے ممدوح میں حقیقتہً بیانی و مشوہر کے سے تعلقات ہیں۔ اس کی طرف ذہن منتقل ہوا تو دیوبندیوں کا اور کیوں نہ ہو۔ اکابر دیوبند میں باہم یہ تعلقات پہلے ہی سے رہے ہیں ایک دوسرے دیوبندی مولوی کا نکاح ہوتا تھا چنانچہ۔

حوالہ: تذکرۃ الرشید  
جلد اول صفحہ ۲۴۵۔ آپ (یعنی  
مولوی رشید احمد گنگوہی)

گنگوہی اور نانوتوی صاحبان کے تعلقات  
اور کردار کی ایک جھلک

ایک مرتبہ خواب بیان فرمانے لگے کہ مولوی محمد قاسم کو میں نے دیکھا کہ وہ بنے ہوئے ہیں اور میرا نکاح ان کے ساتھ ہوا۔ پھر خود ہی تعبیر فرمائی کہ آخر ان کے بچوں کی نکالت کرتا ہی ہوں یہ تو نکاح ہوا ہے مگر جس فائدہ کے لئے نکاح ہوتا ہے وہ بھی تو سینے۔

حوالہ: تذکرۃ الرشید حصہ دوم صفحہ ۲۸۹ پر ہے (مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی نے) ایک بار ارشاد فرمایا۔ میں نے ایک بار خواب دیکھا تھا کہ مولوی محمد قاسم صاحب عروس کی صورت میں ہیں اور میرا ان سے نکاح ہوا ہے سو جس طرح زن و شوہر میں ایک دوسرے کو فائدہ پہنچتا ہے۔ اسی طرح مجھے ان سے اور انہیں مجھ سے فائدہ پہنچا ہے۔ پھر کہتے ہیں انہوں نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف کر کے ہمیں مرید کرایا اور ہم نے حضرت سے سفارش کر کے انہیں مرید کرایا اس عبارت کے بعد یہ توضیح اور ہے۔ حکیم محمد صدیق صاحب کاندھلوی نے کہا۔ اَللّٰہُ تَعَالٰی

تَوَاتُرًا عَلَى النِّسَاءِ (یعنی مرد حاکم ہیں عورتوں پر) آپ نے بھی رشید احمد گنگوہی نے فرمایا ہاں آخر ان کے بچوں کی تربیت کرتا ہی ہوں۔

میر صاحب آپ نے ہندی نظم پر اعتراض کیا تھا اس کے ساتھ مشعر کے مذاق اڑایا تھا جو آپ کی جہالت کی دلیل تھی۔ ہندی شاعری کے اصول سے ناواقفیت تھی پھر وہ نظلیں عوام الناس کا کلام ہے اگر بالفرض ان میں کوئی مضمون قابل گرفت بھی ہو تو اس سے اعلیٰ حضرت جلیلا علما اہل سنت پر کیا اعتراض۔ آپ ذرا اپنے اکابرین کے تذکرہ اور وہ حالات ملاحظہ فرمائیے جو انہوں نے خود بیان کئے ہیں وہ نہ کسی غزل میں ہیں نہ نظم میں نہ جاز میں نہ استعارے۔ صاف صاف اکابر دیوبند کا مرد کا مرد سے نکاح ہوتا ہے اور محض نکاح پر بس نہیں کرتے بلکہ جس فائدے کیلئے نکاح کیا جاتا ہے وہ بھی دل بھر کے حاصل کرتے ہیں۔ خوب عیش اڑاتے ہیں اڑن نکالتے ہیں شاید ابھی دیوبندیوں کی سمجھ میں نہ آئے اور کہیں کہ یہ تو خواب کی باتیں ہیں خیالات ہیں حالانکہ یہ وہی بے داری کے حالات و واقعات ہیں جن میں دن گزارنا تھا۔ رات کو خیالات بن کر خواب میں نظر آتے تھے۔ پھر خود ہی بے داری میں ان کو مجمع عام میں بیان کرتے تھے اسی سے ہر منصف مزاج اکابر دیوبند کے پاکیزہ جذبات و خیالات کا اندازہ کر سکتا ہے مگر دیوبندیوں کی تفہیم کے لئے بے داری کا واقعہ بھی پیش کرتا ہوں۔

اکابر دیوبند کے برکات و حسنات، بحالت بے داری مجمع عام میں مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی و مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی کے باہمی زن و شوہری تعلقات ملاحظہ ہوں۔

حوالہ: مولوی اشرف علی صاحب قناری کی اشرف التبیہ مطبوعہ تھلہ پریس دہلی کے صفحہ ۲۷ پر ہے۔

ایک دفعہ گنگوہی کی خانقاہ میں مجمع تھا۔ حضرت گنگوہی اور حضرت نانوتوی کے مرید



دش اگر دسب جمع تھے اور یہ دونوں حضرات بھی دین میں محج میں تشریف فرما تھے کہ حضرت گنگوہی نے حضرت نانوتوی سے محبت آمیز لہجہ میں فرمایا کہ میاں ذرا لیٹ جاؤ حضرت نانوتوی کچھ شرا سے گئے مگر حضرت نے پھر فرمایا تو بہت ادب کے ساتھ چٹ لیٹ گئے حضرت بھی اسی چار پائی پر لیٹ گئے اور مولانا کی طرف کر دٹے کر اپنا ہاتھ ان کے سینہ پر رکھ دیا جیسے کوئی عاشق صادق اپنے قلب کو تسکین دیا کرتا ہے مولانا ہر چند فرماتے ہیں کہ میاں کیا کر رہے ہو یہ لوگ کیا کہیں گے حضرت نے فرمایا لوگ کہیں گے کہنے دو۔

پیشوائے دیوبند کی خاص کرامت۔

مولوی محمد قاسم صاحب ہنسی مذاق میں بچوں کے کمر بند کھول دیتے تھے اسی اشرف البینہ کے منہ پر مولوی اشرف علی صاحب فرماتے ہیں مولانا (یعنی محمد قاسم صاحب) بچوں سے ہنسنے بولنے بھی تھے اور جمال الدین صاحبزادہ محمد یعقوب سے جو اس وقت بالکل بچے تھے بڑی ہنسی کیا کرتے تھے کبھی ٹوپی اتارتے کبھی کمر بند کھول دیتے تھے۔ دیوبند یوکان کھول کر ہوش سنبھال کر سنو مذاق میں بچوں کے کمر بند کھولنا یہ خواب کی بات تو نہیں ہے یہ مولوی محمد قاسم صاحب کی بیداری ہی کی کرامت ہے مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی نے جب خائفانہ کے مجمع عام میں نانوتوی صاحب کو چار پائی پر لٹایا اور ان کی طرف کر دٹے کر عاشقانہ انداز سے ان کے سینہ پر ہاتھ رکھا تو سو تو نہیں رہے تھے

بیدار ہی تھے خوب یاد رکھنا، نانوتوی تو کچھ کسمائے بھی اور مجمع عام میں اس حرکت سے شرمندہ ہو کر کہا بھی کہ میاں کیا کر رہے ہو لوگ کیا کہیں گے بگڑ گنگوہی صاحب کو اس کی بھی پرواہ نہ ہوئی وہ برابر اپنا کام کرتے ہی رہے اور یہ جواب دیا لوگ کہیں گے کہنے دو۔ سچ ہے جب آدمی پر جذبات کا غلبہ ہوتا ہے تو اس کو کسی کے کہنے سننے کی ہرگز پرواہ نہیں ہوتی۔ اس وقت شرم و حیا کا

دامن پاک ہو جاتا ہے۔ اکابر دیوبند کے اس قسم کے بہت سے واقعات ہیں۔ میں اس وقت اسی پر گفتگو کرتا ہوں، منصف مزاج اسی سے دیوبندی مذہب کی حقیقت کا اندازہ کر سکتا ہے کہ جن کے ہاتھوں میں دیوبندی مذہب کی لگام ہے ان لوگوں کے جذبات و خیالات یہ ہیں اور دیوبندی مذہب میں یہ اس پائے کے بزرگ مانے جاتے ہیں کہ علمائے دیوبند ان کو قطب العالم، جنید عصر، نعمان دوراں، بخاری زماں، قاسم العلوم و الخیرات، رشید الاسلام و المسلمین، حکیم الامت کہتے ہیں۔ ان سے نیچے طبقہ کا کیا پوچھنا حقیقت یہ ہے غلط آدمیاں گم شدہ ملک خدا آخر گرفت

دیکھا رہبر صاحب یہ ہے آپ کے مذہب کا آجی قلعہ اور سنگین محل جس پر اکڑتے ہوئے آپ نے اپنی کتاب کے ساتھ ساتھ خنز و ناز کو بھی ختم کر دیا معلوم ہوئی اس کی حقیقت، العذاب الشدید نے بفضلہ تعالیٰ ایک اشارہ میں اس کے ٹکڑے کر دیئے۔ دھویں اڑا دیئے۔ آفتاب نصف النہار سے زیادہ روشن کر دیا کہ دیوبندی مذہب میں حقانیت و صداقت کا نام و نشان بھی نہیں اسکی بنیاد صرف سکاری، عیاری، چالبازی، دھوکہ دہی پر ہے اور ثابت کر دیا کہ المصباح الجدید میں جو مطالب علماء دیوبند کی عبارتوں کے بیان کئے گئے ہیں حق و صحیح ہیں ان پر پردہ ڈالنے کے لئے جو دیوبندیوں نے مفاہیم الحمید لکھی وہ سراسر کذب و افتراء بہتان و تبرا ہے۔ اس کے سوا اس کی قطعاً کوئی حقیقت نہیں۔

قد الودو کمل الامر بجزرة ربنا الجلیل وهو حسبی و لغد الوکیل و الصلوۃ و السلام حبیبہ سید المرسلین و علی آلہ و اصحابہ اجمعین۔

تمام شد



تشریف بہت حضرت علامہ ابو الفتح محمد حشمت علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ  
کا

حق و باطل کے نکھار کے لئے عظیم شاہکار

# الصوامع الہندیہ

مقدمہ : از جناب اختر شاہجہاں پوری صاحب لاہور

جس میں آپ نے علماء دیوبند کی کفری عبارات سے متعلق علماء حرمین شریفین و دیگر علماء اہلسنت و جماعت کے شاندار علمی فتاویٰ نقل کئے ہیں اور اس طرح عوام الناس پر ایک عظیم احسان فرمایا ہے۔ اس کتاب میں مکہ شریف و مدینہ منورہ اور پاک و ہند کے تقریباً ۲۶۸ جلیل القدر علماء کرام کے فتاویٰ درج ہیں۔ یہ کتاب آج سے چالیس سال قبل انڈیا میں پہلی بار شائع ہوئی تھی اور اس کتاب کے شائع ہوتے ہی مخالفین اہلسنت کے گھروں میں صفت و تہمت بکھی گئی تھی۔ یہ کتاب حق و باطل کے فیصلے کے لئے ایک معرکہ آرا اور لاثانی کتاب ہے۔ اور مخالفین اس کا قیامت تک جواب دینے سے فاصلہ لا پا رہے ہیں۔ ہم نے اس کتاب کو پہلی بار پاکستان میں عمدہ کتابت آفٹ کی شاندار طباعت، دیدہ زیب سرورق اور سفید کاغذ سے موزن کر کے شائع کیا ہے

قیمت مجلد - ۹ روپے

ناشر: مکتبہ فریدیہ جناح روڈ ساہیوال پاکستان

غزالی زماں حضرت علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی مدظلہ کی عظیم لاثانی تصانیف

# الحق المبسین

جس میں آپ نے علماء دیوبند کی کفری عبارات میں نقل فرما کر مقابلے میں علماء اہلسنت و جماعت کے عقائد کو پیش کیا ہے۔ اور غیر جانبداری سے حق و باطل کا فیصلہ باب فکر و نظر پر چھوڑ دیا ہے۔ آپ نے مخالفین کی گستاخی و بے ادبی سے بھرپور ناشائستہ عبارتوں کے لیے پاکیزہ و علمی جوابات دیئے ہیں کہ پڑھنے والا دواؤں میں دیئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ ان کفری عبارات کی مخالفین متنبی بھی تاویلین کرتے ہیں یا کر سکتے ہیں آپ نے ان کی ہر تاویل پر سیر حاصل گفتگو فرما کر اسے لغو و لایق ثابت کیا ہے۔ کتاب کیا ہے؟ حق و باطل کو پرکھنے کی ایک کسوٹی ہے۔ ہمارا دعوئے ہے کہ اس کتاب کا بغور مطالعہ کرنے والا کسی مخالفین اہلسنت کے پھندے میں نہیں آسکتا۔

عمدہ کتابت، بہترین آفٹ طباعت، سفید کاغذ

قیمت ۳۵/۵۰ روپے

الناشر: مکتبہ فریدیہ جناح روڈ ساہیوال



ملفوظات حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

# ایس الارواح

از قلم : خواجہ خواجگان سلطان الہند سید معین الدین اجمیری رحمۃ اللہ علیہ بزبان فارسی  
ترجمہ : پیر طریقت حضرت علامہ مفتی غلام سرور صاحب قادیانی مدظلہ العالی  
سیس اور رنل ترجمہ تشنگان نے معرفت کیلئے نایاب و نادر تحفہ  
سفید کاغذ - کتابت و طباعت عمدہ - ہدیہ ۵/۰۰ روپے صرف

دُنیائے تصوف میں حیرت افزا  
ملفوظات شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ

# اسرار الاولیاء (اردو)

یہ کتاب حضرت شیخ بدر الدین اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے ترتیب دی ہے۔ اور اردو ترجمہ جناب  
پروفیسر عبد السمیع ضیاء صاحب نے کیا ہے۔ حضرت موصوف مقرر با صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے جو کچھ  
سماعت فرماتے فرماتے فرماتے حقیقت یہ ہے کہ اس کتاب کو پڑھتے ہوئے یوں محسوس ہوتا ہے کہ حضرت  
فرید پاک کی محفل لگی ہوئی ہے اور لوگ دیوانہ وار کاسے لگائی لئے شہنشاہ ولایت سے فیضیاب ہو رہے  
ہیں۔ یہ کتاب سکون قلب کے لئے انمول تحفہ ہے۔ کوئی لائبریری اس کے بغیر مکمل نہیں ہو سکتی۔  
سفید کاغذ - بہترین طباعت - مضبوط اور خوبصورت جلد - ہدیہ صرف ۱۲/۰۰ روپے

بے کاپیت: مکتبہ فریدیہ، جناح روڈ، ساہیوال

# طمانیہ جواب و ہما کہ

از قلم :  
میرزا اہلسنت خلیل اشرف قادیانی رضوی  
مولانا

پوری کتاب اس معرکہ کے مصداق ہے :  
سہ زبان سید مہر ہے بات اُن کی  
آفت کی حین جیل طباعت - صفحات ۱۲۵ - ہدیہ صرف ۵ روپے

# ہاتھی کے دانت

آپ خود ہی سوچ لیں کہ — کھانے کے اور ، دکھانے کے اور  
..... خلیل اشرف قادیانی رضوی کی یہ معرکہ الا کتاب بھی  
مکتبہ فریدیہ ہی نہایت فخر سے پیش کرتا ہے۔  
ہر وہی چیزیں جو بیخبروں کے لئے حرام جنوں اپنل کے لئے کس طرح حلال ہو جاتی ہیں ؟  
ہر علماء سوء (علمائے نجد) کے تصادم و تضادات کی عجیب و غریب کہانیاں۔  
ہر عقائد و نظریات کی دورنخی اور سیاسی برقمونی کی المناک اور ناگوار داستانیں۔  
ہر مجاہدین (نجد) کے ایسے واقعات جو آپ تک صیغہ راز میں تھے۔  
ہر خط میں کو اکب کچھ نظر آتے ہیں کچھ — کا کمل تفسیر — اور طعہ دھوکہ دیتے ہیں یہ بازیگر کھلا  
کی جتنی تصدیقیں آپ "ہاتھی کے دانت" میں ملاحظہ فرمائیں۔  
اعلیٰ طباعت - خوبصورت ٹائٹل - ۱۶۶ صفحات - ہدیہ سات روپے پچاس پیسے

بے کاپیت: مکتبہ فریدیہ، جناح روڈ، ساہیوال



# برق آسمانی برفتنہ شیطانی

از قلم: خاتج دیوبندیت دافع بھدیت مولانا محمد حسن علی رضوی بریلوی

دیوبندیت کے نوآئیدہ جاہل مبلغ نام نہاد مناظر اسلام خان یوسف رحمانی نے "اکابر دیوبند" کا تکفیری افسانہ "کاتام نہاد جواب بنام سیف رحمانی" شائع کر کے دیوبندیت کی ناک کاٹ دی۔ اپنے اکابر کے ۸۷ میں سے ۳۳ کفریات و فسادات کو تسلیم کر لیا۔ دیوبندیت و ہابیت کی جاگتی کا منظر دیکھنے کے لئے آپ "برق آسمانی" کا ضرور مطالعہ کریں۔ اپنے موضوع پر ایک لا جواب کتاب ہے۔ اعلیٰ کتابت۔ آفٹ طباعت۔ ہمدیہ: ۵۰/۷ روپے

پانچواں ایڈیشن

## اکابر دیوبند کا تکفیری افسانہ

از قلم: مولانا حسن علی رضوی جوہیلوی سیلی

اکابرین دیوبند کی کفر ساز فیکٹری کی تکفیری گولہ باری کا میرٹ ناک نمونہ۔ پوری کتاب دیوبندیوں کی مستند کتابوں کے حوالہ جات سے مرتب کی گئی ہے۔ یہ کتاب بار بار چھپ کر نایاب ہو گئی اب احباب کے پروردہ اصرار پر مکتبہ فریدیہ نے معیاری کتابت و طباعت کے ساتھ آراستہ کر کے پیش کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ ہمدیہ صرف ۳ روپے

بے کاپیہ، مکتبہ فریدیہ، جناح روڈ، ساہیوال



# ہماری ایمان افروز مطبوعات

قیمت	تفصیلات	قیمت	تفصیلات
۳-۰۰	آکسیران کا ولید و لطائف با صاحب	۵-۰۰	تورانیات از مولانا سلیم فرغی علی
۳-۰۰	قانون شریعت مکمل از مولانا شمس الدین رضی (پیش)	۵-۰۰	حیات النبی ﷺ مولانا شمس الدین رضی
۱۲-۰۰	عقائد اہلسنت مرتبہ علامہ رشید احمد نظامی دارالعلوم	۳-۰۰	میلاد النبی ﷺ
۳-۰۰	تفسیر حسن (دارالعلوم) از جمال الدین سیوطی	۵-۰۰	التبیین مع التور
۳-۰۰	احکام رمضان از مولانا ابوبکر محمد صاحب بیروتی	۲-۰۰	معراج النبی ﷺ
۵-۰۰	آئینہ حق از مولانا ناصر محمد احمد شاہ	۲-۰۰	کتاب النبی ﷺ
۵-۰۰	امداد و صوابیہ	۱-۰۰	تبیح الریح
۵-۰۰	الخصیصہ صلیبیہ از مولانا خدام سرمد گار	۳-۰۰	الحق البیّن
۱۰-۰۰	قبر خداوندی از مولانا حسن علی شوی	۲-۰۰	لغنی علی
۵-۰۰	برق آسمانی	۲-۰۰	تقریر شہید
۳-۰۰	کاربرد و کجکاری انسان	۴-۰۰	العوالم البیہ از مولانا شمس علی خان
۵-۰۰	برہان صداقت	۳-۰۰	محمد علی ابن ابی طالب از مولانا رشید الدی
۵-۰۰	طراحی و کجکاری از مولانا شرف علی	۳-۰۰	نکیرین برادر کجکاری از مولانا
۵-۰۰	الحقی کے دانت	۴-۰۰	سیرت حسن
۹-۰۰	موجودی جامعہ کیمپ؟ از اقبال احمد نوری	۴-۰۰	سوانح غریب از مولانا رشید الدی
۱-۰۰	الغرائب الجدیدہ دینی کتب کا حکم	۴-۰۰	امام حسن مکیان از مولانا اختر الدی
۳-۰۰	از مولانا کمال الدین و مولانا شمس الدین رضی	۵-۰۰	انیس ادراس از مولانا عثمان داری

مکتبہ فریدیہ جناح روڈ سیال